

رفع الیدین پر علمی و تحقیقی کتاب

نُورُ الْعَيْنَيْنِ

فِي مَسْأَلَةِ

رَفْعِ الْيَدَيْنِ

عَنْ الرُّكُوعِ وَتَرْكِهِ فِي الصَّلَاةِ



مَدِينَةُ

حافظ زبير علي زرفي

مکملہ اسلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

۱۰	تقدیم	❁
۱۳	مصنف کا مختصر تعارف	❁
۱۴	اردو تصانیف	❁
۱۶	عربی تصانیف	❁
۱۸	سنت کی اہمیت اور تقلید کی مذمت	❁
۳۲	مقدمہ	❁
۳۵	حبیب اللہ ڈیروی صاحب کے مقالے	❁
۳۹	حسن بن زیاد اللؤلؤ لوی	❁
۴۰	یثیم بن عدی	❁
۴۳	ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی	❁
۴۵	محمد بن اسحاق بن یسار	❁
۴۹	غیر جانب دارانہ تحقیق	❁
۴۹	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث	❁
۵۰	سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب حدیث	❁
۵۲	ابتدائیہ	❁
۵۲	ابو احمد الحاکم الکبیر کا تعارف	❁
۵۴	رفع الہیدین پر کتابیں	❁
۵۴	امام بخاری کا تعارف	❁
۵۹	بنیادی اصول کا تعارف	❁
۵۹	مقابلہ	❁

4

نور العینین ﷺ رفع الیدین

- صحیح حدیث کی تعریف ۶۰
- ضعیف حدیث کی تعریف ۶۰
- تصحیح و تضعیف میں ائمہ محدثین کا اختلاف ۶۱
- جرح و تعدیل میں ائمہ محدثین کا اختلاف ۶۱
- صحیح کتاب ۶۱
- اقوال وغیرہ کے صحیح ہونے کا تحقیقی معیار ۶۲
- ایک ہی شخص کے اقوال میں تعارض ۶۲
- معمولی جرح ۶۳
- مسلم کی تفاوت صحیح حدیث کے خلاف نہیں ۶۳
- اثبات رفع الیدین فی الصلوٰۃ ۶۴
- حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جدول ۶۴، ۶۵
- مسند الحمیدی اور حدیث رفع الیدین ۶۸
- مسند حمیدی / نسخہ دیوبندیہ کا عکس ۶۹
- مسند حمیدی / مخطوطہ ظاہریہ کا عکس ۷۰
- مسند حمیدی کے دوسرے قدیم مخطوطے کا عکس ۷۱
- بلاد عرب میں مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخے کا عکس ۷۲
- المستخرج لابن نعیم الاصبہانی کا عکس ۷۳
- مسند ابی عوانہ اور حدیث رفع الیدین ۷۶
- مسند ابی عوانہ کے محرف مطبوعہ نسخے کا عکس ۷۷
- مسند ابی عوانہ / مدینہ منورہ والے قلمی نسخے کا عکس ۷۸
- مسند ابی عوانہ سندھی مخطوطہ کا عکس ۷۹
- المدونۃ الکبریٰ کی ایک روایت ۸۱
- عبداللہ بن عون الخراز کی روایت ۸۳
- ترفع الایدی والی روایت ۸۸

5

نور العینین ﷺ رفع الیہین

- ۸۹..... محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا تعارف
- ۹۰..... محمد بن ابی لیلیٰ اور حنفی وغیر اہل حدیث حضرات
- ۹۱..... محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ والی روایت کی دوسری سند
- ۹۲..... رفع الیدین پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث
- ۹۳..... عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ کا تعارف
- ۹۶..... سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۹۹ تا ۹۷..... جدول
- ۱۰۰..... سنن النسائی کی سجدوں میں رفع الیدین والی حدیث
- ۱۰۲..... سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۱۰۲..... سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کا تذکرہ
- ۱۰۳..... سیدنا ابو جمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۱۰۶..... تخریج حدیث ابی حمید رضی اللہ عنہ فی رفع الیدین (جدول)
- ۱۰۷..... عبدالحمید بن جعفر کا تعارف (جدول)
- ۱۰۹..... محمد بن عمرو بن عطاء کا تعارف
- ۱۰۹..... عطف بن خالد کی روایت
- ۱۱۰..... اضطراب کا دعویٰ
- ۱۱۲..... سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات
- ۱۱۲..... نقاب کشائی
- ۱۱۳..... ایک زبردست دلیل
- ۱۱۳..... ایک اور نکتہ
- ۱۱۵..... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث
- ۱۱۵..... سند کی تحقیق
- ۱۱۷..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث
- ۱۱۸..... سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث

6

نور العینین ﷺ رفع الیہین

۱۱۸ سند کی تحقیق	●
۱۱۹ سیدنا ابو بکر الصدیق اور عبداللہ بن الزبیر i کی حدیث	●
۱۲۰ سند کی تحقیق	●
۱۲۲ احادیثِ مذکورہ کا خلاصہ	●
۱۲۴ (احادیثِ مذکورہ کا) جدول	●
۱۲۵ تاریکینِ رفع الیہین کے شہادت	●
۱۲۵ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	●
۱۲۹ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ	●
۱۳۲ امام ابو داؤد اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ	●
۱۳۴ سفیان ثوری کی تدلیس	●
۱۳۷ مدلس کا عنعنہ	●
۱۳۸ طبقہ ثانیہ کی بحث	●
۱۴۳ (حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا) جدول	●
۱۴۴ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ	●
۱۱۴ جدول	●
۱۴۵ یزید بن ابی زیاد کا تعارف	●
۱۵۱ حدیث محمد بن جابر الیمامی	●
۱۵۲ محمد بن جابر الیمامی جرح و تعدیل کی روشنی میں	●
۱۵۴ (پانچواں شبہ) موضوع روایات	●
۱۵۵ (چھٹا شبہ) عدم ذکر	●
۱۵۵ (ساتواں شبہ) دعویٰ نسخ	●
۱۵۷ تحقیق کا خلاصہ	●
۱۵۹ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین	●
۱۶۱ صحابہ کرام کا رفع الیہین کرنا	●

- ۱۶۱..... سند کی تحقیق
- ۱۶۳..... تاریکین و مانعین کے آثار
- ۱۶۳..... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۶۵..... سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۶۵..... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۶۷..... سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر
- ۱۷۱..... ابوبکر بن عیاش والی روایت کا جدول
- ۱۷۲..... ایک دوسری سند (محمد بن الحسن الشیبانی والی)
- ۱۷۴..... آثار تابعین رحمہم اللہ اجمعین
- ۱۷۵..... (خلیفہ) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور رفع الیطین
- ۱۷۷..... ائمہ کرام اور رفع الیطین
- ۱۷۷..... امام مالک بن انس رحمہ اللہ
- ۱۷۹..... امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ
- ۱۷۹..... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
- ۱۸۰..... امام اوزاعی رحمہ اللہ
- ۱۸۱..... رفع الیطین کرنا ضروری ہے
- ۱۸۲..... مشرح بن ہاعان کا تعارف
- ۱۸۳..... دوسرا رخ
- ۱۸۳..... کعبہ پر نصب منجیق کا مسئلہ
- ۱۸۵..... اس حدیث کا مفہوم
- ۱۸۶..... نور العینین قدیم کا اختتام بعد از مراجعت
- ۱۸۷..... زیادات (تحقیقی مضامین کا اضافہ)
- ۱۸۹..... سجدوں میں رفع الیطین کا مسئلہ
- ۱۹۳..... مع کل تکبیرة

- ۱۹۵ رفع الیدین کا حکم اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
- ۲۰۵ رفع الیدین کے خلاف ایک نئی روایت: اخبار الفقہاء والمحدثین؟
- ۲۱۲ رفع الیدین قبل الركوع وبعده، ایک تحقیقی مضمون
- ۲۱۶ مخالفین رفع الیدین کے شبہات کا مدلل رد
- ۲۲۱ طاہر القادری اور رفع الیدین کا مسئلہ (المنہاج السوی کے ایک باب کا جواب)
- ۲۳۸ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب تفسیر اور ترک رفع الیدین
- ۲۳۹ محمد بن مروان السدی کا تعارف
- ۲۴۲ محمد بن السائب الکلی کا تعارف
- ۲۴۵ ابوصالح بازام کا تعارف
- ۲۴۷ سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث
- ۲۴۹ نور البصر فی توثیق عبد الحمید بن جعفر
- ۲۵۰ عبد الحمید بن جعفر رحمہ اللہ
- ۲۵۲ محمد بن عمرو بن عطاء
- ۲۵۵ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ کا سن و وفات
- ۲۵۷ ایک روایت کا جائزہ
- ۲۵۹ ایک عظیم الشان دلیل
- ۲۶۰ ایک اور دندان شکن دلیل
- ۲۶۱ ایک اور دلیل
- ۲۶۳ ایک اور دلیل
- ۲۶۳ محمد بن اسحاق بن یسار کا حدیث میں مقام
- ۲۶۵ نام نہاد اضطراب کا دعویٰ
- ۲۶۸ امام محمد بن یحییٰ الذہلی کا اعلان
- ۲۶۸ چند اہم نکات و فوائد
- ۲۷۱ ایک اہم نکتہ

نور العینین ﷺ رفع الیدین 9

- ۲۷۴ ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی کا اللہ تعالیٰ پر بہتان
- ”حدیث اور اہل حدیث“ کتاب کے باب ”ترک رفع الیدین...“
- ۲۷۵ کا مکمل جواب
- ۲۷۷ پیش لفظ
- ۲۷۹ مسئلہ رفع الیدین اور ”حدیث اور اہل حدیث“
- ۳۰۱ اثبات رفع الیدین عند الركوع و بعد الرفع منه
- ۳۰۴ انوار خورشید صاحب اور آثار صحابہ
- ۳۱۱ آثار صحابہ اور رفع الیدین کا اثبات
- ۳۱۲ آثار تابعین اور ترک رفع الیدین
- ۳۱۶ اثبات رفع الیدین اور تابعین
- ۳۱۷ ترک رفع الیدین اور علماء
- ۳۲۱ ائمہ مسلمین اور رفع الیدین
- ۳۲۲ عجیب شرطیں
- ۳۲۳ ایک مکروہ مغالطہ
- ۳۲۷ نماز الت تلمک صلواتہ حتی القی اللہ تعالیٰ
- ۳۲۸ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین کا ثبوت
- ۳۲۸ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف
- ۳۲۹ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور رفع الیدین
- ۳۳۰ سند کا تعارف
- ۳۳۲ ابن جریج کی تدلیس کا اعتراف
- ۳۳۳ الاختصار
- ۳۳۴ جدول
- ۳۳۶ حتی فارق الدنيا
- ۳۳۹ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جدول

10 نور العینین ﷺ رفع الیٰسین

- ۳۴۰ سندھ کا مناظرہ اور اوکاڑوی صاحب کی شکست ❁
- ۳۴۱ تین ساتھیوں کا اہل حدیث ہونے کا اعلان ❁
- ۳۴۲ نور العینین پڑھ کر اہل حدیث ہو گئے ❁



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصنف کا مختصر تعارف

﴿مصنف کے قلم سے﴾

نام: حافظ زبیر علی زئی

[بن مجدد خان بن دوست محمد خان بن جہانگیر خان علی زئی]

پیدائش: ۲۵ جون ۱۹۵۷ء (حضر و ضلع اٹک)

تعلیم: 1- فارغ التحصیل از جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

2- فارغ التحصیل از وفاق المدارس السلفیہ فیصل آباد

3- ایم اے عربی (پنجاب یونیورسٹی)

4- ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)

بعض اساتذہ:

1- مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۸ھ)

2- مولانا ابوالقاسم محبت اللہ شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۵ھ)

3- مولانا ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۶ھ)

4- مولانا ابوالفضل فیض الرحمن الثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ)

5- مولانا ابوالرجال اللہ دتہ السوہدروی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۲ھ)

6- مولانا حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ، وغیرہم

نرینہ اولاد:

1- طاہر

2- عبداللہ

3- معاذ

اردو تصانیف

- 1- نور العینین فی اثبات رفع الیدین (اس کا یہی جدید ایڈیشن معتبر ہے)
- 2- القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح (ماہنامہ الحدیث حضور میں مطبوع ہے)
- 3- نور القمرین (اسی کتاب کے آخر میں، بعد از مراجعت مطبوع ہے)
- 4- الکوکب الدرئیہ (مسئلہ فاتح خلف الامام/مطبوع)
- 5- جنت کا راستہ (مطبوع)
- 6- ہدیۃ المسلمین (مطبوع از مکتبہ اسلامیہ لاہور/فیصل آباد)
- 7- تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ (مطبوع)
- 8- نور المصباح (مطبوع)
- 9- تخریج احادیث الرسول کا تک تراہ (مطبوع)
- 10- ماسٹر امین اوکاڑوی کا تعاقب (مطبوع)
- 11- القول التین فی الجبر بالتامین (مطبوع)
- 12- عبادات میں بدعات اور سنت سے ان کا رد [ترجمہ و تحقیق] (مطبوع)
- 13- شرح حدیث جبریل (مطبوع)
- 14- نصر الباری فی تحقیق و ترجمہ جزء القراءۃ للبجاری (مطبوع)
- 15- ترجمہ و تحقیق جزء رفع الیدین (مطبوع)
- 16- اکاذیب آل دیوبند (غیر مطبوع)
- 17- تخریج نماز نبوی (مطبوع)
- 18- تسہیل الوصول فی تخریج احادیث صلوٰۃ الرسول (مطبوع)
- 19- نصر المعبود فی الرد علی سلطان محمود (ایک بریلوی کارڈ/مخطوط)
- 20- تخریج ریاض الصالحین (مطبوع از دار السلام لاہور)

- 21- تخریج فتاویٰ اسلامیہ (غیر مطبوع)
- 22- توضیح الاحکام (کتابی صورت میں غیر مطبوع)
- 23- تلخیص الاحادیث المتواترہ (مخطوط)
- 24- عصر حاضر کے چند کذاہین کا تذکرہ (مخطوط)
- 25- التاسیس فی مسئلۃ التدریس (مطبوع در محدث لاہور)
- 26- ترجمہ و تحقیق کتاب الانوار للبخاری (تحت الطبع)
- 27- ترجمہ شعار اصحاب الحدیث للحاکم الکبیر (مطبوع در ماہنامہ الحدیث حضرو)
- 28- نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام (تحت الطبع)
- 29- دین میں تقلید کا مسئلہ (مطبوع)
- 30- حاجی کے شب و روز، ترجمہ و تحقیق و فوائد (مطبوع)
- 31- تحقیق و ترجمہ اثبات عذاب القبر للبیہقی (تحت الطبع)
- 32- مجموعہ مقالات (تحت الطبع ان شاء اللہ)
- 33- ترجمہ اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (مخطوط)
- 34- یمن کا سفر (مطبوع در ماہنامہ الحدیث حضرو)
- 35- اور علمی و تحقیقی دنیا میں عظیم انقلاب، ماہنامہ الحدیث حضرو کا اجراء۔ واللہم



عربي تصانيف

- ١: تحقيق و تخريج جزء علي بن محمد الحميري (مطبوع)
- ٢: تحفة الأقوياء في تحقيق كتاب الضعفاء (مطبوع)
- ٣: الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين (تحت الطبع)
- ٤: تحقيق مسائل محمد بن عثمان بن أبي شيبة (تحت الطبع)
- ٥: تحقيق و تخريج مسند الحميدي (مخطوط)
- ٦: نيل المقصود في تحقيق و تخريج سنن أبي داود (مخطوط)
- ٧: تسهيل الحاجة في تحقيق و تخريج سنن ابن ماجه (مخطوط)
- ٨: عمدة المساعي في تحقيق و تخريج سنن النسائي (مخطوط)
- ٩: تحقيق و تخريج سنن الترمذي (مخطوط)
- ١٠: تخريج النهاية في الفتن والملاحم (مطول ، مخطوط)
- ١١: تخريج كتاب النهاية في الفتن والملاحم (مختصر، مخطوط)
- ١٢: تخريج كتاب الجهاد لابن تيمية (مخطوط)
- ١٣: العقد التمام في تحقيق السيرة لابن هشام (مخطوط)
- ١٤: الأسانيد الصحيحة في أخبار الإمام أبي حنيفة (مخطوط)
- ١٥: تحقيق و تخريج أحاديث اثبات عذاب القبر للبيهقي (مخطوط)
- ١٦: تخريج أحاديث منهاج المسلم (مخطوط)
- ١٧: تحقيق و تخريج موطأ إمام مالك (مخطوط)
- ١٨: تحقيق و تخريج بلوغ المرام
- ١٩: أضواء المصابيح في تحقيق مشكوة المصابيح (مخطوط)
- ٢٠: أنوار الصحيفة في الأحاديث الضعيفة من السنن الأربعة مع الأدلة

(تحت الطبع)

- ٢١: أنوار السنن في تخريج و تحقيق آثار السنن (مخطوط)
- ٢٢: تحقيق و تخريج كتاب الأربعين لابن تيمية (مخطوط)
- ٢٣: تخريج شعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم (مخطوط)
- ٢٤: تخريج جزء رفع اليدين للبخاري (مخطوط)
- ٢٥: أنوار السبيل في ميزان الجرح والتعديل (مخطوط)
- ٢٦: السراج المنير في تخريج تفسير ابن كثير (مفقود)
- ٢٧: تلخيص الكامل لابن عدي (مخطوط)
- ٢٨: كلام الدارقطني في سننه في أسماء الرجال (مخطوط)
- ٢٩: في ظلال السنة / الحديث و فقهه
(مطبوع في سياحة الأمة / إسلام آباد)
- ٣٠: تخريج الأنوار في شمائل النبي المختار (مخطوط)
- ٣١: صحيح التفاسير (غير كامل)
- ٣٢: فضل الإسلام للشيخ محمد بن عبد الوهاب (تخريج)
- ٣٣: التقييل و المعانقة لابن الأعرابي ، تحقيق و تخريج (مخطوط)
وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنت کی اہمیت اور تقلید کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ [ل عمران: ۱۶۴]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا والوں کی ہدایت کا سبب بنایا اور جن لوگوں نے آپ کی پیروی اور اطاعت اختیار کی تو وہ گمراہیوں کی اتھاہ تاریکیوں سے نکل کر فلاح و ہدایت کی روشن شاہراہ پر گامزن ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی اتباع ہدایت کا سبب ہے اور آپ کو چھوڑ کر کسی اور کی اتباع اختیار کرنا گمراہی ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ الرَّسُولَ جَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ﴾

اے نبی! لوگوں سے کہہ دو اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ بڑا

معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کر لو پھر اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ناممکن ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں۔

[ل عمران: ۳۱، ۳۲]

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا شرط ایمان ہے کیوں کہ ایمان کی وادی میں قدم رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ط﴾

اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ [البقرة: ۱۶۵]

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعوے دار ہے تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اتباع اختیار کرنا لازم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر ایک شخص کوئی دعویٰ کرتا ہے تو اپنے اس دعوے پر ثبوت پیش کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویدار ہے تو وہ رسول ﷺ کی اتباع کر کے اس کا ثبوت فراہم کرے گا ورنہ اس کا یہ دعویٰ ہی سرے سے جھوٹا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ایمان والوں کے لیے اطاعت رسول فرض ہے اور اطاعت رسول سے اعراض کرنا کفر کے مترادف ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ

وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

درحقیقت تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

[الاحزاب: ۲۱]

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات کو مومنوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انھیں جو کچھ ملے، وہ اسے مضبوطی سے تھام لیں کیوں کہ اللہ اور یومِ آخر پر ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ

اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک

جاؤ اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ [الحشر: ۷]

رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہدایت پر قائم رہنے کا ذریعہ ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴾

اور ان (رسول اللہ ﷺ) کی پیروی اختیار کرو تا کہ تمہیں ہدایت نصیب ہو۔

[الاعراف: ۱۵۸]

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاتَّبِعُونِ ط هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴾

اور میری پیروی اختیار کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ [الزخرف: ۶۱]

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے کے بجائے کسی اور طریقے کو اختیار

کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اسے اختیار کر کے وہ راہ ہدایت پالیں گے تو وہ خام خیالی

میں مبتلا ہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والا گمراہ ہے اور قیامت کے

دن بھی وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار

نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ جائے۔ [النور: ۶۳]

”فتنہ“ کی مختلف صورتوں کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہے (اور یہ صورت تاریخ کے

ناقابل تردید دلائل سے بالکل واضح ہے) کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو چھوڑ کر مختلف

اماموں کی تقلید اختیار کر لیں گے اور یہ تفرقہ بازی ان میں شدید نفرت اور اختلافات پیدا کر دے گی اور خراکاران میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

ایک مقام پر ارشاد ہے:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ ﴾

وہ (نبی) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

[النجم: ۳۰]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین میں اگر کسی شخص کی نفسانی خواہشات محترم ہو سکتیں تو یہ مقام رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہونا چاہیے تھا، لیکن رسول کی خواہشات کو بھی اللہ تعالیٰ نے دین قرار نہیں دیا بلکہ صاف اعلان فرما دیا کہ میرا یہ نبی اپنی خواہشات سے بولتا ہی نہیں بلکہ یہ جب بھی کلام کرتا ہے وحی کی زبان میں کلام کرتا ہے۔ مقام غور ہے کہ جب نبی ﷺ کی خواہشات اور رائے کی پیروی بھی لازم قرار نہ پائے تو پھر کسی اور شخص یا امام کی ذاتی ”راء“ کس طرح دین بن سکتی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۗ ﴾

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

[النساء: ۸۰]

بتائیں کہ یہ مقام رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور انسان یا کسی امام کو حاصل ہو سکتا ہے کہ جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت قرار دے اور پھر کسی امام کی اتباع ہی نہیں بلکہ اس سے بھی چند قدم اور گے بڑھ کر اس کی تقلید اختیار کر لی جائے؟

اتباع علم کی بنیاد پر جب کہ تقلید جہالت کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ اتباع بالدلیل ہوتی ہے اور یہ علم ہے جب کہ تقلید ایسے عمل کا نام ہے جو کسی کی بات پر بغیر دلیل کے کیا جائے۔ پھر تقلید میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اندھا دھند کسی کے پیچھے چلنے کو تقلید کہا جاتا ہے

اور مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے۔ نہ تو وہ خود اس مسئلہ کی تحقیق کر سکتا ہے اور نہ اپنے امام کی تحقیق پر نظر ڈال سکتا ہے۔ ایسی جہالت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔
[تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حافظ ابن حزم کی الاحکام فی اصول الاحکام اور حافظ ابن قیم کی اعلام الموقعین]
اس سلسلہ کی چند احادیث و آثار بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ مسئلہ پوری طرح نکھر کر سامنے جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى)) قِيلَ وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا، پوچھا گیا کہ انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔

[بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۱ حدیث ۷۲۸۰، مشکوٰۃ المصابیح ۵۱۱/۱ ح ۱۴۳ طبع بیروت]

ایک موقع پر جب تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے اعمال و سنن کو کم سمجھتے ہوئے عبادت میں زیادہ محنت و مشقت کا ارادہ ظاہر کیا یعنی ایک نے پوری رات جاگنے، دوسرے نے ہمیشہ روزہ رکھنے اور تیسرے نے نکاح کو خیر باد کہہ کر پوری زندگی عبادت کرنے کا تہیہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))

پس جو شخص میری سنت سے بے رغبتی اختیار کرے گا (اور اسے استخفافاً و عناداً چھوڑ دے گا) تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔

[بخاری ج ۲ ص ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹ حدیث: ۵۰۶۳، مسلم ج ۱ ص ۴۳۹ حدیث: ۱۴۰۱]

مطلب یہ ہے کہ تم اعمال میں چاہے کتنی ہی مشقت کیوں نہ اٹھاؤ لیکن اگر کسی شخص کا عمل میری اتباع اور فرمانبرداری سے خالی ہوگا تو ایسے شخص کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (المتوفاة ۵۷ھ) روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں بھی لعنت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت
فرمائی ہے۔ (ان چھ دمیوں میں سے ایک)
(وَالْتَارِكُ لِسُنَّتِي) اور میری سنت کو ترک کرنے والا ہے۔

[متدرک ج ۱ ص ۳۶ و قال الحاکم: صحیح الاسناد و وافق الذہبی، سنن الترمذی حدیث: ۲۱۵۴ و سندہ حسن]

سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ (المتوفی ۷۵ھ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا:

((فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهَدِّدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا
وَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَ إِيَّاكُمْ وَ مُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ
بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرنا لازم ہے۔
اس سے چپٹے رہو اور اپنی داڑھوں کے ساتھ (مضبوطی سے) پکڑے رکھو اور تم
(دین میں) نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے
اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[احمد ۱۲۶/۲، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳،

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي
أَخْشَى أَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ

میں کسی ایسے کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے
تھے مگر یہ کہ میں اس پر عمل پیرا رہوں گا کیوں کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے نبی
ﷺ کے کام میں سے کسی چیز (سنت) کو چھوڑ دیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔

[صحیح بخاری: ۳۰۹۳]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک اجتہادی حکم کے

مقابلے میں فرمایا تھا: ”مَا كُنْتُ لِأَذَعَ سَنَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ أَحَدٍ“

میں کسی شخص کے کہنے سے نبی ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ [صحیح بخاری: ۱۵۶۳]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیت: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ

وَالرَّسُولِ﴾ کی بہترین تفسیر ہے، بیت گے رہی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لَوْ تَرَكْتُمْ سَنَةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ“

اگر تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ [صحیح مسلم: ۶۵۴]

نبی ﷺ کے ہر امتی پر پ کی سنت کو اختیار کرنا لازم ہے۔ یہاں تک کہ جب
قرب قیامت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی (آسمان سے نازل ہو کر) آئیں گے تو وہ پ ﷺ کی
سنت کے خود بھی پابند ہوں گے اور لوگوں کو بھی پ کی سنت پر چلائیں گے اور نبی ﷺ کی
سنت کے مقابلے میں کسی اور نبی کی سنت کو اختیار کرنا بھی گمراہی اور ضلالت ہے چہ جائیکہ
کسی امام کی تقلید کو اختیار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ہر حال میں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو فرض

قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۗ

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ط ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان
لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں
نزاع (اختلاف) ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ
اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے

اعتبار سے بھی بہتر ہے۔ [النساء: ۵۹]

اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت غیر مشروط اور اولوالامر کی اطاعت مشروط
ہے۔ چنانچہ اولوالامر کی بات اگر کتاب و سنت کے مطابق ہوگی تو ان کی اطاعت بھی لازم
ہے، لیکن اگر ان کا حکم کتاب و سنت کے خلاف ہوگا تو پھر ان کی اطاعت درست نہیں ہے۔
اس سلسلہ میں سیدنا علیؑ کا قول گزر چکا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ إِمَامٍ إِلَّا طَاعَةٌ فِي الْمَعْرُوفِ))

(اللہ اور رسول کی) نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت جو کچھ بھی ہے

معروف میں ہے۔ [بخاری: ۷۲۵۷، مسلم: ۱۸۴۰]

نبی ﷺ کی اطاعت اس لیے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ
کے احکامات کو انسانوں تک پہنچانا اپنی ذمہ داری ہے اور پھر وہ معصوم بھی ہیں اور وحی
کی رہنمائی بھی پک کو حاصل ہے جب کہ غیر نبی میں یہ تمام باتیں مفقود ہوتی ہیں اور اس
سے غلطیوں کا صدور ایک لازمی امر ہے لہذا ہر مسئلہ میں اس کی تقلید کرنا اور اس کے قول کو
حجت سمجھنا گمراہی کا سبب ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی امام کے قول کو
پیش کرنا تو سخت ترین گمراہی ہے۔ بھلا جس امام پر خود اللہ اور رسول کی اطاعت لازم ہو اور
جو اتباع کے لیے سنت رسول کا متلاشی ہو، خود اس کی تقلید کرنا کیسے لازم ہو جائے گی؟
یہ حقیقت ہے کہ ان ائمہ کرام نے بھی اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے۔

[تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں حافظ ابن قیم کی شہرہ فاق کتاب ”اعلام الموقعین“ اور ”فتاویٰ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ“ ج ۲۰ ص ۱۱۰]

سوال یہ ہے کہ جب ائمہ کرام نے لوگوں کو تقلید سے منع کیا ہے تو پھر تقلید پر اصرار کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ تقلید پر اصرار بعد کے لوگوں کی اختراع ہے ورنہ اہل علم نے تو ہر دور میں تقلید کی مخالفت کی ہے۔ مثلاً حافظ ابن کثیر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے، لیکن وہ ﴿ حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوَةِ الْوَسْطٰی ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے (مختلف اقوال کو ذکر کرنے کے بعد) ارشاد فرماتے ہیں:

”لیکن یہ یاد رہے کہ پچھلے اقوال سب کے سب ضعیف ہیں۔ جھگڑا صرف صبح اور عصر کی نماز میں ہے اور صحیح حدیثوں سے عصر کی نماز کا صلوة وسطیٰ ہونا ثابت ہے۔ پس لازم ہو گیا کہ سب اقوال کو چھوڑ کر یہی عقیدہ رکھیں کہ صلوة وسطیٰ نماز عصر ہے۔“

امام ابو محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم رازی نے اپنی کتاب فضائل شافعی میں روایت کی ہے کہ امام شافعی فرمایا کرتے تھے:

”كُلُّ مَا قُلْتُ فَكَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِخِلَافِ قَوْلِي مِمَّا يَصِحُّ فَحَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ اَوْلٰی وَلَا تُقَلِّدُوْنِي“

میرے جس کسی قول کے خلاف (نبی ﷺ کی) کوئی صحیح حدیث مروی ہو تو حدیث ہی اولیٰ ہے خبردار میری تقلید نہ کرنا۔

[آداب الشافعی لابن ابی حاتم ص ۶۹ نحو المعنی وسندہ حسن]

امام شافعی کے اس فرمان کو امام ربیع، امام زعفرانی اور امام احمد بن حنبل بھی روایت کرتے ہیں اور موسیٰ ابوالولید بن جارود امام شافعی سے نقل کرتے ہیں کہ پ نے فرمایا:

”اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَاَنَا رَاجِعٌ عَنْ قَوْلِي وَقَائِلٌ بِذَلِكَ“

میری جو بات صحیح حدیث کے خلاف ہو، میں اپنی اس بات سے رجوع کرتا ہوں

اور صاف کہتا ہوں کہ میرا مذہب وہی ہے جو حدیث میں ہے۔

یہ امام صاحب کی امانت اور سرداری ہے اور پ جیسے ائمہ کرام میں سے بھی ہر ایک نے یہی فرمایا ہے کہ ان کے اقوال کو دین نہ سمجھا جائے۔ رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَ رَضِيَ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ . اس لیے قاضی ماوردی فرماتے ہیں:

”امام صاحب کا صلوة وسطیٰ کے بارے میں یہی مذہب سمجھنا چاہیے کہ وہ عصر ہے گو امام صاحب کا اپنا قول یہ ہے کہ وہ عصر نہیں ہے۔ مگر پ کے فرمان کے مطابق حدیث کے خلاف اس قول کو پا کر ہم نے چھوڑ دیا۔“

[تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۱۸، اردو ترجمہ نور محمد کارخانہ کتب کراچی]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مقابلے میں کسی کے قول کو اہمیت نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خلفائے راشدین کی سنت کو رد کر دیتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مُد شام کے ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے متعلق دریافت کیا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حلال ہے۔ اس شامی نے کہا مگر پ کے والد محترم (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے اس سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اگر میرے والد نے اس سے منع فرمایا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا ہو تو تمہارا کیا خیال ہے؟ (تم میرے والد کے فعل کو حجت سمجھو گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو؟) میرے والد کے طریقہ کی پیروی کی جائے گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ (سنت) کی۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا تھا۔

[سنن الترمذی: ۸۲۳، وقال: حدیث حسن صحیح]

سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے یہی بات سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہی، یعنی

عمر بن الخطابؓ نے حج تمتع سے منع کیا ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ (حج تمتع) کیا ہے اور ان کے ساتھ ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے بھی کیا ہے۔

[ایضاً، ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے]

[ایک صحیح روایت میں ابن مسعودؓ نے صاف طور پر تقلید سے منع کیا ہے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۰۰ و سندہ صحیح]

معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں: ”أَمَّا الْعَالِمُ إِنْ اهْتَدَىٰ فَلَا تُقَلِّدُوهُ دِينَكُمْ“
عالم اگر سیدھے راستے پر بھی ہو تو اس کی تقلید نہ کرو۔

[جامع بیان العلم وفضله ج ۲ ص ۱۱۱ و سندہ حسن و صحیح الدارقطنی]

سیدنا معاذ بن جبلؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ دینی مسائل میں کسی کی تقلید اختیار کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے اور اسلام میں تقلید کا کوئی جواز موجود نہیں ہے اور اگر کسی کی راہنمائی اختیار کرنا ہی لازم ہو تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی فرمانبرداری اختیار کی جائے اور ایک روایت میں نبی ﷺ نے بھی سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کی فرمانبرداری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فرمانبرداری بھی کتاب و سنت کے ساتھ مشروط ہے۔
کسی نے غالباً اسی لیے کہا ہے:

فَاهْرَبْ عَنِ التَّقْلِيدِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ إِنَّ الْمُقَلِّدَ فِي سَبِيلِ الْهَالِكِ
تقلید سے دور بھاگو کیونکہ یہ گمراہی ہے اور اس میں شک نہیں کہ مقلد ہلاکت کی
راہ پر گامزن ہے۔

(حافظ ابن عبدالبر وغیرہ علماء نے اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ تقلید
جہالت کا دوسرا نام ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے۔ [دیکھئے جامع بیان العلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۷، و اعلام الموقعین
ج ۱ ص ۷، ج ۲ ص ۱۸۸])

امام ترمذی، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کہ ”نبی ﷺ نے قربانی کے

جانور کو اشعار کیا یعنی نشان لگایا، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”امام وکیع نے جب یہ حدیث بیان کی تو فرمایا کہ اس میں اہل الرائے کے قول کی طرف نظر نہ کرو، کیوں کہ اشعار سنت ہے اور اہل الرائے کا قول بدعت ہے۔ ابوالسائب کہتے ہیں کہ ہم امام وکیع کے پاس تھے کہ قیاس کرنے والوں (اہل الرائے) میں سے ایک شخص سے امام وکیع نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے (جانوروں کے کان، ناک وغیرہ اعضا کاٹنے کو مثلہ کہتے ہیں) اس شخص نے کہا اور جو روایت کی گئی ہے کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا: اشعار مثلہ ہے۔ کہتے ہیں میں نے امام وکیع کو دیکھا کہ وہ غصہ سے گ بگولا ہو گئے اور کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ اشعار کرو) اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نخعی نے کہا (میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پیش کر رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نخعی نے یوں کہا ہے) تم اس قابل ہو کہ تمہیں قید کیا جائے اور جب تک تم اپنے قول سے باز نہ جاؤ اس وقت تک تمہیں نہ نکالا جائے۔ [سنن الترمذی ج ۱ ص ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، اردو ترجمہ نور محمد کارخانہ کتب کراچی]

امام وکیع، امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور ان کے متعلق بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ کے مقلد تھے، لیکن یہ واقعہ ان حضرات کے دعوے کو رد کرنے کے لیے بہت ہی کافی و شافی ہے۔ (اس طرح کی بہت سی مثالیں اعلام الموقعین اور ایقاظ ہمہ اولی الابصار میں بھی موجود ہیں۔)

مقلدین حضرات عموماً نبی ﷺ کی احادیث کو تقلید کی عینک سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ سنت اور حدیث کو اپنے مقرر کردہ اصول و قواعد کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور جب کوئی حدیث ان کے خود ساختہ اصولوں پر پوری طرح فٹ نہیں بیٹھتی تو وہ اسے کھینچ تان کر اس اصول کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی حدیث ان کے مذہب کے بالکل خلاف ہو تو پھر اس حدیث میں کیڑے نکالنا شروع کر دیتے ہیں اور احادیث صحیحہ کا وہ پوسٹ مارٹم کرتے ہیں کہ الامان والحفظ!

چنانچہ دوسرے بہت سے مسائل کے علاوہ رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعت سے اٹھتے وقت رفع الیدین کے ساتھ مقلدین کا جو رویہ رہا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے کیوں کہ جہاں ایک طرف مقلدین حضرات احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں وہاں دوسری طرف رفع الیدین کو لوگوں کی نگاہوں میں قابل نفرت عمل بنانے کے لیے انھوں نے عجیب و غریب کہانیاں مشہور کر رکھی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ عظیم الشان سنت حج جاہل لوگوں کی نگاہوں میں ایک قابل نفرت فعل بن کر رہ گئی ہے۔ سنت رسول ﷺ سے نفرت کا اظہار کرنا یا دل میں اس کے خلاف قابل نفرت جذبات رکھنا ایمان کے منافی عمل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(اے محمد ﷺ!) تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ تسلیم کر لیں۔ [النساء: ۶۵]

(بعض نام نہاد ”حنفیوں“ نے رفع الیدین پر اہل حدیث کی تکفیر بھی کر رکھی ہے۔

عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں:

”اصل بات یہ تھی کہ بعض حنفیوں نے اہل حدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع الیدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا اور یہ سخت ترین غلطی تھی، بڑی گمراہی تھی۔“

[تذکرۃ اٹھیل ص ۱۳۲، ۱۳۳]

لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ اس سنت کی اہمیت کے واضح ہو جانے کے بعد اب وہ پابندی سے اسے ادا کریں اور لومۃ لائم کی کوئی پروا نہ کریں کیوں کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي))

نماز اس طرح پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

[بخاری کتاب الاذان باب الاذان للمسافرین اذا كانوا جماعة ح ۶۳۱]

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے علم و تحقیق کا حق ادا کرتے ہوئے محنتِ شاقہ کے ذریعے رفع الیدین کا مسئلہ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے اور حق و انصاف اور پوری دیانت داری کے ساتھ رفع الیدین کے دونوں پہلوؤں یعنی رفع الیدین اور عدم رفع الیدین کو پوری عرق ریزی اور محنتیں و سلف صالحین کی تصدیقات و حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا ہے اور ناقابل تردید دلائل کے ساتھ جہاں رفع الیدین کا سنت متواترہ ہونا ثابت کیا ہے وہاں دوسری طرف عدم رفع الیدین کے متعلق اہل الرائے والقیاس کے بودے اور کمزور دلائل کا تانا بانا بھی بیان کر دیا ہے اور جمہور محدثین، محققین اور حدیث کے ناقدین سے ان دلائل کی اصل حیثیت اور ان کے ناقابل عمل ہونے کا ثبوت بھی پیش کر دیا ہے اور موجودہ دور کے بعض اہل الرائے والقیاس و التقليد کے جھوٹ و فریب کے پردوں کو بھی چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے علم، عمل اور عمر میں اضافہ فرمائے اور انھیں باطل فرقوں کے خلاف ہر محاذ پر سرخرو فرمائے اور باطل فرقوں کو ہر محاذ پر ہزیمت اور ذلت و رسوائی سے دوچار فرمائے، آمین۔

اس کتاب کے بعد ان شاء اللہ عنقریب مسئلہ مین بالجبر، فاتحہ خلف الامام اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کے متعلق بھی موصوف کی کتب شائع ہوں گی اور نماز پر ایک جامع اور مکمل کتاب بھی زیر ترتیب ہے۔ اس کے علاوہ عربی زبان میں بھی کچھ لٹریچر طباعت کے انتظار میں ہے۔ [محمد اللہ کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں]

ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامانوی
(کیم محرم الحرام ۱۴۱۱ھ)



ہمارے امام اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنت رفع الیدین کے خلاف اس پر فتن دور میں بعض ”اہل الرائے والا ہواء“ نے چند کتابچے اور کتابیں لکھی ہیں۔ بے شمار دسیسہ کاریوں، شعبدہ بازیوں اور مغالطہ دہیوں کے علاوہ انھوں نے صحیحین اور محدثین کا مرتبہ و عزت گھٹانے کی نامسعود اور قابلِ مذمت کوشش بھی کی ہے حالانکہ ان کی یہ ساری کوششیں کٹڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور اور فضول ہیں۔

(دیوبندیوں اور بریلویوں کے معتمد علیہ) شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان کی تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے، جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔“ [حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۳۲ مترجم: مولوی عبدالحق حقانی]

مگر کسے معلوم تھا کہ ایک ایسا دور نے والا ہے جب مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنے والے بدعتی صحیحین (بخاری و مسلم) کی احادیث اور راویوں پر اندھا دھند حملے کریں گے۔

مثلاً سرفراز صفدر صاحب دیوبندی (حیاتی) نے صحیحین کے بعض درج ذیل راویوں پر عملِ جراحی چلایا ہے:

نام راوی	کتاب جس کا راوی ہے	سرفراز صفدر کی کتاب
1- مکحول	صحیح مسلم	احسن الکلام (۸۶/۲)
2- العلاء بن الحارث	صحیح مسلم	احسن الکلام (۸۵/۲)
3- ولید بن مسلم	صحیح بخاری و صحیح مسلم	احسن الکلام (۸۵/۲)

- 4- سعید بن عامر صحیح بخاری و صحیح مسلم احسن الکلام (۱۳۲/۲)
 5- العلاء بن عبدالرحمن صحیح مسلم احسن الکلام (۲۴۰/۱)
 تفصیل کے لیے مولانا ارشاد الحق اثری کی مایہ ناز کتاب ”توضیح الکلام“ کا مطالعہ

کریں۔ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے بھی صحیحین کے راویوں پر تیشہ چلایا ہے۔ مثلاً:

- نام راوی کتاب جس کا راوی ہے حبیب اللہ ڈیروی کی کتاب
 1- ابن جریج بخاری و مسلم نور الصباح مقدمہ (ص ۱۸)
 2- ولید بن مسلم بخاری و مسلم نور الصباح (ص ۱۸۱)
 3- یحییٰ بن ایوب الغافقی المصری بخاری و مسلم نور الصباح (ص ۲۲۱)

یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں میں صحیحین کی عزت میں کمی کی کوشش کریں گے مگر چاند کی طرف تھوکنے والے کا تھوک اس کے منہ پر ہی پڑتا ہے۔ ان شاء اللہ ان بدعتیوں کی یہ کوششیں بالکل ہی رائیگاں جائیں گی۔

صحیح بخاری کی اُمتِ اسلامیہ میں جو پذیرائی ہوئی اس کا اندازہ ترجمان دیوبند ”القاسم“ کے درج ذیل بیان سے بھی صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے:

”صحیح بخاری عجیب شان کی کتاب ہے اور اسے اللہ نے عجیب و غریب مقبولیت بخشی ہے۔ ہر عالم و عامی قرن کے بعد جب نظر اٹھاتا ہے تو صحیح بخاری پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے۔ تقریباً ایک ہزار سال سے دنیا (ئے) اسلام میں اس کتاب کو کتاب اللہ کے بعد جو فوقیت اور مرجعیت حاصل رہی ہے اس کی وجہ سے اس کی بھاری بھر کم حیثیت اور اس کے مؤلف کی عظیم شخصیت اسلامی تاریخ پر چھا گئی۔“

[القاسم اکتوبر ۱۹۶۱ء، ص ۳۳، بحوالہ للمحات ج ۱ ص ۳۲]

اور مزید لکھتے ہیں:

”امام بخاری کی دینی خدمت، علمی ثقاہت اور شان و جلالت کی بدولت ان کی شخصیت ایک ایسا مرعوب کن تاریخی باب بن گئی جس کی سلوٹوں میں بہت سی اہم

علمی و دینی خدمات کا طول و عرض اور متعدد جلیل القدر شخصیتوں کا قدر و قامت دبا ہوا محسوس ہوتا ہے۔“

[القاسم شمارہ مذکورہ بحوالہ للمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات ج ۱ ص ۳۲، ۳۳]

یہ ایک مخالف کا اعتراف حقیقت ہے، ظاہر ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے خلاف ان بدعتیوں کا لکھنا خود ان کی شرمندگی اور جگ ہنسائی کا باعث بن رہا ہے۔

انوار الباری کے غالی مصنف (جو ماشاء اللہ دیوبندی ہیں) اپنی کتاب کی جلد ۲ کے صفحہ ۵۲ پر اعتراف کرتے ہیں:

”خلاصہ یہ کہ امام بخاری کی شخصیت اتنی بلند و برتر ہے کہ ہم نے یا ہم سے قبل دوسروں نے ان پر یا ان کی ”صحیح بخاری“ و دیگر تالیفات پر جتنا نقد کیا ہے اگر اس سے دس بیس گنا مزید بھی تنقید کی جائے تو اس تمام سے بھی امام بخاری کی بلند شخصیت یا صحیح بخاری کی عظمت مجروح نہیں ہو سکتی۔“

[بحوالہ شمس الضحیٰ بجواب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۲۸]

عرض ہے کہ حبیب اللہ ڈیروی صاحب (حیاتی دیوبندی) نے اپنے پیش رووں کی کورانہ تقلید میں کچھ زیادہ ہی سرگرمی دکھائی ہے۔ ان کی کتاب ”نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح“ اس سلسلے میں میرے پیش نظر ہے۔ اس کتاب کا مدلل اور مسکت جواب حکیم محمود سلفی صاحب نے ”شمس الضحیٰ“ نامی کتاب میں دے دیا ہے جس میں انھوں نے ڈیروی صاحب کی چیرہ دستیوں اور مغالطات قارئین کرام کے سامنے بے نقاب کر دیئے ہیں تاکہ عام لوگوں پر اس ادیب کی حقیقت واضح ہو جائے۔

چونکہ رفع الیدین کے مسئلہ پر میری یہ کتاب ایک مستقل تصنیف ہے جس میں جمہور محدثین کی تحقیقات کے مطابق اس مسئلے کا غیر جانب دارانہ جائزہ لیا گیا ہے لہذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس کتاب کے مقدمہ میں مختصراً ڈیروی صاحب کے چند مغالطات اور کذب بیانیوں کا جائزہ قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ جو زندہ رہے وہ دلیل

دیکھ کر جینے اور جسے مرنا ہے وہ دلیل دیکھ کر مرے۔

1- پہلا مغالطہ

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”عثمان بن الحکم الجذامی ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں: لَهُ أَوْهَامٌ (تقریب)

اس کی روایتوں میں غلطیاں ہیں اور علامہ ذہبیؒ میزان ص ۳۲ ج ۳ میں فرماتے

ہیں: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔“

[نور الصباح، مقدمہ طبع دوم ص ۱۹، بیقریبی، نمبر ۱۵]

جواب: یہ سارا بیان غلط ہے۔

① عثمان بن الحکم کو کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا۔

② حافظ ابن حجر کی بات دھی نقل کی گئی ہے، ان کا پورا کلام گے رہا ہے۔ اوہام سے

کون پاک ہے؟ اس روایت میں ان کا وہم ثابت کریں تو اور بات ہے ورنہ صرف لہ اوہام

کی وجہ سے ایک صدوق راوی کی روایت کو کیوں کر رد کیا جاسکتا ہے؟

③ امام ذہبی نے عثمان مذکور کو لیس بالقوی نہیں کہا بلکہ میزان کے بعض نسخوں میں ہے

کہ ابو عمر نے کہا ہے (ج ۳ ص ۳۲) یہ ابو عمر (یہاں) غیر متعین ہے اور اس عبارت کی صحت

بھی مشکوک ہے۔ تیسرے یہ کہ القوی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قوی بھی نہیں ہے۔

واللہ اعلم!

عثمان بن الحکم الجذامی المصری کو امام احمد بن صالح المصری نے ثقہ قرار دیا ہے

(تہذیب التہذیب ۱۰۲/۷) ابن یونس مؤرخ مصری نے کہا کہ وہ فقیہ اور متدین تھا

(ایضاً) ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے (کتاب الثقات ۴۵۲/۸) ابن ابی مریم نے کہا: کان

من خیار الناس (صحیح ابن خزیمہ ۳۲۵/۱) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس سے استدلال کیا۔

(ایضاً) نیز دیکھیں لسان المیزان (۲۲۷/۱) ابن حجر نے کہا: صدوق لہ أوہام

(التقریب ص ۲۳۳)

ان کے مقابلے میں ابو حاتم نے فرمایا: لَيْسَ بِالْمَتِينِ ، لَيْسَ بِالْمَتَقِينِ

[تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال] ابو عمر نے کہا: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ [میزان الاعتدال ۳۲۳]

معلوم ہوا کہ عثمان بن الحکم جمہور کے نزدیک ثقہ اور صدوق ہے لہذا اسے خود بخود بغیر قوی دلیل کے ضعیف قرار دینا علم و انصاف کا خون کر دینے کے مترادف ہے۔ یاد رہے کہ عثمان مذکور حدیث ابی ہریرہ میں منفرد نہیں بلکہ یحییٰ بن ایوب نے اس کی متابعت کر رکھی ہے۔

2- دوسرا مغالطہ

ڈیروی صاحب نے لکھا ہے کہ

”حضرت امام شافعی جب حضرت امام ابو حنیفہؒ کی قبر کی زیارت کے لیے پہنچے تو

وہاں نمازوں میں رفع الیدین چھوڑ دیا تھا کسی نے امام شافعیؒ سے اس کی وجہ

پوچھی تو فرمایا: اس قبر والے سے حیا تھی ہے۔“ [نور الصباح ص ۲۹]

جواب: یہ واقعہ جعلی اور سفید جھوٹ ہے۔ شاہ رفیع الدین کا کسی واقعہ کو بغیر سند کے نقل

کردینا اس واقعہ کی صحت کی دلیل نہیں ہے۔ شاہ رفیع الدین اور امام شافعی کے درمیان کئی

سوسال کا فاصلہ ہے جس میں مسافروں کی گردنیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔

ڈیروی صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس واقعہ کی مکمل اور مفصل سند پیش کریں

تاکہ راویوں کا صدق و کذب معلوم ہو جائے۔ اسناد دین میں سے ہیں اور بغیر سند کے کسی

کی بات کی ذرہ برابر بھی حیثیت نہیں ہے۔

[بجملہ اللہ ابھی تک ڈیروی صاحب یا ان کے کسی ساتھی نے اس واقعہ کی سند پیش نہیں

کی ہے (۱۴۲۰ھ) جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس من گھڑت واقعہ کی ان لوگوں

کے پاس کوئی سند موجود نہیں ہے۔ ۱۴۲۷ھ!]

3- تیسرا مغالطہ

ڈیروی صاحب نے کہا:

”حضرت امام ابوحنیفہ..... رفع الیدین کرنے والوں کو منع کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لسان المیزان ج ۲ ص ۳۲۲ میں لکھتے ہیں: قتیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مقاتل کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں رفع الیدین کرتا رہا۔ جب امام ابوحنیفہؒ نے سلام پھیرا تو کہا کہ اے ابو مقاتل شاید کہ تو سچکھے والوں سے ہے“ [نور الصباح ص ۳۱]

جواب: پ لسان المیزان کا مذکورہ صفحہ نکالیں، وہاں لکھا ہے کہ قتیبہ نے اس قصہ کے راوی ابو مقاتل کو بہت کمزور قرار دیا ہے۔ ابن مہدی نے کذاب کہا، حافظ سلیمانی نے کہا: یہ حدیث بناتا تھا، وکیع نے اسے کذاب کہا، ابوسعید النقاش اور الحاکم نے کہا: اس نے موضوع احادیث بیان کی ہیں۔ [لسان المیزان ۳۲۲، ۳۲۳ ملخصاً]

قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ ایک کذاب و وضاع کی روایت پر ڈیروی صاحب اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھ رہے ہیں، کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

دوسرے یہ کہ اس عبارت سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ امام صاحب نے ابو مقاتل کو رفع الیدین سے منع کیا تھا۔

4- چوتھا مغالطہ

مزید لکھتے ہیں:

”حضرت امام شعبیؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے..... عن اشعث عن الشعبي.....“ [کتاب ڈیروی ص ۴۵]

جواب: اشعث سے مراد اشعث بن سوار الکندی الکوفی ہے۔

دلیل: وہ عامر الشعبي کا شاگرد ہے۔ [تہذیب الکمال للزمی ۲۶۵/۳ ط]

اشعث بن سوار مختلف فیہ راوی ہے۔ اسے درج ذیل ائمہ حدیث نے ضعیف اور

مجروح قرار دیا:

(۱) احمد بن حنبل (۲) ابوزرعہ (۳) نسائی (۴) دارقطنی (۵) ابن حبان

(۶) ابن سعد (۷) العجلی (۸) عثمان بن ابی شیبہ (۹) بندار (۱۰) اور ابوداؤد وغیرہم ابن معین نے ایک دفعہ ثقہ اور دوسری دفعہ ضعیف کہا لہذا ان کے دونوں قول ساقط

ہو گئے۔ [ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۰۸، ۳۰۹]

صحیح مسلم میں اس کی روایات متابعہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں فیصلہ کیا ہے کہ (اشعث بن سوار) ضعیف ہے۔

5- ٹھواں مغالطہ

ڈیروی صاحب تحریر کرتے ہیں:

”حضرت اسود بن یزید التابعی اور حضرت علقمہ التابعی دونوں ترک رفع الیدین

کرتے تھے۔“ [کتاب ڈیروی ص ۲۷ طبع دوم ۱۴۰۶ھ]

جواب: اس کی سند ڈیروی صاحب نے اس طرح لکھی ہے:

”عن جابر عن الاسود وعلقمة...“

جابر سے مراد جابر بن یزید الجعفی الکوفی ہے۔

دلیل: جابر جعفی شریک بن عبد اللہ کا استاد ہے۔ [تہذیب الکمال ۴/۲۶۶ ط]

اور یہ روایت اس سے شریک نے بیان کی ہے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۷]

جابر جعفی مختلف فیہ راوی ہے۔ بعض نے اس کی توثیق کی ہے۔ زائدہ نے کہا: اللہ کی

قسم یہ جھوٹا تھا اور رجعت علی پر ایمان رکھتا تھا۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: میں نے اس سے زیادہ

جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔ نسائی نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ جوزجانی نے کہا: کذاب ہے۔

زائدہ نے مزید بتایا کہ رافضی تھا اور اصحاب النبی ﷺ کو گالیاں دیتا تھا۔ (رضی اللہ عنہم

اجمعین) سعید بن جبیر تابعی نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ احمد بن حنبل نے اللہ کی قسم کھا کر کہا

کہ جھوٹ بولتا تھا۔ ابن حبان نے کہا کہ سبائی تھا (عبد اللہ بن سبایہودی کا ایجنٹ تھا)

[ملخصاً من تہذیب التہذیب ۴/۲۱۲-۲۱۳]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: ”ضعیف رافضی“ یہ ضعیف (اور) رافضی ہے۔

[تقریب التہذیب: ۸۷۸]

اس ضعیف و کذاب و مدلس رافضی کی روایت سے ڈیروی صاحب استدلال کر رہے ہیں۔ کیا یہ کذب نوازی نہیں ہے؟

6- چھٹا مغالطہ

ڈیروی صاحب نے کہا: ”حضرت امام حسن بن زیاد اور حضرت امام زفرؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے۔“ [نور الصباح ص ۳۳]
جناب ڈیروی صاحب کے (مدوح) ”حضرت الامام“ (حسن بن زیاد اللؤلؤی) کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

حسن بن زیاد اللؤلؤی

ابن معین نے کہا: کذاب ہے۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہا: ابن جریج پر جھوٹ بولتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا: کذاب غیر ثقہ ہے۔ محمد بن رافع النیسابوری نے کہا: یہ شخص امام سے پہلے سراٹھاتا تھا اور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا۔ حسن اکلوانی نے بتایا کہ میں نے اسے دیکھا اس نے سجدہ کی حالت میں ایک لڑکے کا بوسہ لیا۔ ابو ثور نے کہا: میں نے اس سے زیادہ جھوٹا نہیں دیکھا، نماز کی حالت میں وہ ایک نو عمر لڑکے جس کی داڑھی مونچھ نہیں تھی، کے رخسار پر ہاتھ پھیرتا تھا۔ یزید بن ہارون نے تعجب سے کہا: کیا یہ مسلمان ہے؟ اسامہ سے خبیث کہتے تھے۔ یعقوب بن سفیان، عقیلی اور الساجی نے کہا: کذاب ہے۔
[ملخصاً من لسان المیزان ۲/۲۰۸، ۲۰۹]

ایسا گند شخص ڈیروی صاحب کا ”حضرت امام“ ہے۔

[تنبیہ: حسن بن زیاد اللؤلؤی کے بارے میں تفصیلی اور تحقیقی مضمون کے لیے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضور: ۱۶ ص ۳۰ تا ۳۷ نصب العمدانی تحقیق الحسن بن زیاد]

7- ساتواں مغالطہ

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”امام یشیم بن عدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے
[دیکھئے البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۶۸] “ [نور الصباح ص: ۲۰۷]

جواب:

ڈیروی صاحب کے امام یشیم بن عدیؒ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

یشیم بن عدی

بخاری نے کہا: لَيْسَ بِثِقَّةٍ كَانَ يَكْذِبُ۔ ابو داؤد نے کہا: كذاب۔ نسائی وغیرہ

نے کہا: متروك الحديث۔ [میزان الاعتدال ۳۲۴/۳]

العجلی نے کہا: كذاب ہے، میں نے اسے دیکھا ہے۔ ابو حاتم نے کہا: متروك الحديث
ہے۔ الساجی نے کہا: وہ جھوٹ بولتا تھا۔ [لسان المیزان ۲۵۳/۶ طدار الفکر بیروت]

حافظ یشیمی نے کہا: كذاب۔ [مجمع الزوائد ۱۰۱/۱]

غرض اس کذاب شخص کو ڈیروی صاحب نے اپنا امام قرار دیا ہے۔

تنبیہ: یشیم بن عدی کے قول کو حافظ ابن کثیر نے ” زعم “ کہہ کر ذکر کیا ہے اور
”ولہذا غریب“ کہہ کر اس کے غلط و باطل ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

[البدایہ والنہایہ ۷/۸۷]

8- ٹھوواں مغالطہ

ڈیروی صاحب نے لکھا ہے:

”ابن جریج ایک راوی ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ وزنا کیا تھا۔
(تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ وغیرہ) ایسے راوی کی روایت کو عبدالرشید انصاری نے

الرسائل میں بار بار لکھ کر مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے کہ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:
دیکھئے الرسائل....“ [نور الصباح، مقدمہ ص ۱۸ پترتبی]

جواب:

ڈیروی صاحب نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر ابن جریج کی روایت کو بطور حجت پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”رفع الیدین کے چھوٹ جانے یا چھوڑ دینے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں۔
حضرت عطاء بن ابی رباح کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ..... ابن جریج فرماتے ہیں....“

معلوم ہوا کہ خود ڈیروی صاحب مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ایک راوی پر سخت جرح کرتے ہیں اور پھر اسی کی روایت کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں:

”اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو کہ ثقہ ہے مگر سخت قسم کا مدلس ہے....“

لہذا عبدالرشید انصاری (صاحب) بے چارے پر الزام تراشی کس لیے ہے؟
ابن جریج صحاح ستہ کا مرکزی راوی ہے۔ ابن معین، ابن سعد، ابن حبان اور العجلی نے کہا: ثقہ ہے، احمد بن حنبل وغیرہ نے اس کی تعریف کی ہے۔ [التہذیب ۳۶۰ تا ۳۵۷/۶]

حافظ ذہبی نے کہا: ثقہ حافظ۔ [سیر اعلام النبلاء ۳۳۲/۶]

رہا متعہ کا مسئلہ تو یہ کئی لحاظ سے مردود ہے:

① اس کی مکمل سند پیش کی جائے۔

② حافظ ذہبی سے ابن جریج تک سند نامعلوم ہے۔

③ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اسے ابن جریج کی اجتہادی غلطی تصور کیا جائے گا۔

سیدنا ابن عباس سے بھی متعہ کا جواز مروی ہے اور اکابر صحابہ نے ان پر اس مسئلہ میں

سخت تنقید کی ہے۔ [تفصیل کے لیے صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۸۲۹، ۱۸۸، ۱۹۰ کا مطالعہ کریں۔]
یاد رہے کہ متعہ حرام ہے اور اسے نبی ﷺ نے قیامت تک حرام قرار دیا ہے
لہذا نبی ﷺ کے مقابلہ میں ہر شخص کا فتویٰ مردود ہے۔
[۵] اگر بطور تنزل ابن جریج سے اس مسئلہ کو ثابت بھی مان لیا جائے تو بقول حافظ
ابن حجر، صحیح ابی عوانہ میں ابن جریج کا رجوع کرنا ثابت ہے۔

[فتح الباری ج ۹ ص ۱۷۳ تلخیص الحیبر ۱۶۰۳]

رجوع کرنے والے کے خلاف پروپیگنڈا جاری رکھنا دیوبندیوں کی کس عدالت کا

انصاف ہے؟]

متنبیہ: تذکرۃ الحفاظ وغیرہ میں ”زنا“ کا لفظ بالکل نہیں ہے۔ یہ لفظ ڈیروی صاحب نے
اپنی طرف سے گھڑ کر بڑھا دیا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء میں حافظ ذہبی نے
”نزوح“ (زکاح کیا) کے الفاظ لکھے ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء ۳۳۱/۶]

9- نواں مغالطہ

ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”مثلاً مسند ابی حنیفہ ج ۱ ص ۳۵۵ میں جو روایت آئی ہے اس میں بھی عاصم بن
کلیبؓ نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے۔ ”ابو حنیفہ عن حماد عن
ابراہیم عن الاسود ان عبد اللہ ابن مسعود۔۔ الخ“

[نور الصباح ص ۷۹]

جواب

مسند ابی حنیفہ محمد بن محمود الخوارزمی (متوفی ۲۶۵ھ) کی جمع کردہ ہے۔ الخوارزمی کی
عدالت وثقاہت نامعلوم ہے۔ اس نے یہ روایت ابو محمد البخاری عن رجاء بن عبد اللہ النہشلی
عن شقیق بن ابراہیم عن ابی حنیفہ کی سند کے ساتھ ذکر کی ہے۔ [ج ۱ ص ۳۵۵]

ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری (متوفی ۳۴۰ھ) کا تعارف
یہ شخص وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے۔

[ملاحظہ فرمائیں الکشف الحثیف عن رمی بوضع الحدیث لبرہان الدین اٹھمی ص ۲۴۸]

ابو احمد الحافظ اور امام حاکم نے بتایا کہ وہ حدیث بناتا تھا۔

[کتاب القراءت للہتقی ص ۱۵۴، دوسرا نسخہ ص ۷۸ ج ۱ ۳۸۸، سندہ صحیح]

ابوسعید الرواس نے کہا: اس پر وضع حدیث کا الزام ہے۔

احمد السلبانی کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ سند اور متن دونوں گھڑتا تھا۔ ابو زرعمہ
احمد بن الحسین الرازی نے کہا ضعیف ہے۔ خلیلی نے اسے کمزور اور مدلس قرار دیا ہے۔

خطیب نے بھی جرح کی ہے۔ [دیکھئے لسان المیزان ۳/۳۳۸، ۳۳۹]

کسی نے بھی اس شخص کی توثیق نہیں کی لہذا ایسے شخص کی تمام روایات موضوعات اور مردود
ہیں۔ حافظ ذہبی دیوان الضعفاء والمتر وکین میں ابو محمد الحارثی کو ذکر کر کے لکھتے ہیں: ”یأتی

بعجائب واهیة“ وہ عجیب (اور) کمزور روایتیں لاتا ہے۔ [ص ۷۶ رقم ۲۲۹]

اس کا استاد رجاء لہشلی نامعلوم ہے اور شقیق بن ابراہیم بھی متکلم فیہ ہے۔

حافظ ذہبی نے کہا: لا یحتج بہ۔ [دیوان الضعفاء ص ۱۴۵ رقم ۱۸۹۶]

خلاصہ یہ کہ یہ روایت موضوع ہے۔

تنبیہ: میری تحقیق کے مطابق ”جامع المسانید“ میں الخوارزمی سے امام ابوحنیفہ تک
ایک روایت بھی باسند صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے، جسے اس بات سے اختلاف ہے۔ وہ

صرف ایک سند ہی پیش کر دے جو جمہور کے نزدیک صحیح یا حسن ہو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم [۱۴۱۰ھ]

[ابھی تک کسی شخص نے ایک بھی صحیح سند پیش نہیں کی۔ ۱۴۲۰ھ والحمد للہ۔ ۱۴۲۷ھ!]

10- دسواں مغالطہ

ڈیروی صاحب نکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے لکھتے ہیں:

”محمد بن ابی لیلیٰ۔۔۔ پھر بھی جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے۔“ [ص ۱۶۴]

جواب: پ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے (ص ۸۹) کہ ابن ابی لیلیٰ کو اکتیس (۳۱) سے زیادہ محدثین و علماء نے ضعیف و غیرہ قرار دیا ہے اور صرف سات (۷) سے اس کی توثیق ملتی ہے۔ اکتیس (۳۱) کی بات جمہور ہے یا سات (۷) کی؟

محمد بن طاہر المقدسی فرماتے ہیں: اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔

[تذکرۃ الموضوعات ص ۲۴، ۹۰]

غالباً یہ اجماع المقدسی کے زمانے میں ہوا ہوگا۔ واللہ اعلم

انور شاہ کاشمیری دیوبندی نے کہا:

”فہو ضعیف عندي كما ذهب إليه الجمهور“

(ابن ابی لیلیٰ میرے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔)

[فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۸]

پ فیصلہ کریں کہ کاشمیری صاحب کی بات سچ ہے یا ڈیروی صاحب کا دعویٰ جمہوریت

جھوٹ ہے؟

بوصیری نے کہا: ”هو محمد بن عبدالرحمن بن أبي لیلیٰ ضعفه الجمهور“

وہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہے، اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [زوائد ابن ماجہ: ۸۵۴]

11- گیارہواں مغالطہ

صفحہ ۱۸۰ پر ڈیروی صاحب نے سوار بن مصعب کی ایک روایت پیش کی ہے اور لکھا ہے:

”غیر مقلدین حضرات کے محمد بن اسحاق کذاب اور دجال کی روایت سے تو کسی

طرح یہ کم نہیں ہے۔“

جواب: سب سے پہلے سوار بن مصعب کا تعارف ملاحظہ فرمائیں:

یحییٰ نے کہا: لیس بَشِيءٌ۔ بخاری نے کہا: منکر الحدیث۔ (کہا جاتا ہے کہ) ابوداؤد

نے کہا: لیس بثقة۔ نسائی وغیرہ نے کہا: متروک الحدیث۔ [میزان الاعتدال ۲/۲۳۶]

احمد بن حنبل، ابوحاتم اور ابو نعیم اصہبانی نے کہا: متروک الحدیث۔

[لسان المیزان ۱۵۴۳، کتاب الضعفاء لابن نعیم رقم: ۹۴]

ابو عبد اللہ الحاکم نے بتایا کہ اس نے عطیہ بن سعد سے موضوعات بیان کی ہیں اور وہ متروک الحدیث بمرة یعنی بالکل متروک الحدیث ہے۔ [المدخل للحاکم ص ۱۴۶ رقم ۷۸] اس کی یہ روایت بھی عطیہ سے ہے لہذا موضوع ہے۔

ابن عدی نے کہا: ہو ضعیف۔ [لسان المیزان ۱۵۴۳]

دارقطنی نے کہا: متروک الحدیث۔ [کتاب الضعفاء والمتروکین لابن جوزی ۳۱۲]

یثی نے کہا: متروک۔ [مجمع الزوائد ۱۲۳]

حافظ ابن حبان نے فرمایا: کان ممن یأتی بالمناکیر عن المشاہیر حتی یسبق (إلی) القلب أنه کان المتمعد لها“ [المجروحین ۳۵۶/۱]

اسے کسی نے بھی ثقہ یا صدوق وغیرہ نہیں کہا لہذا وہ بالاجماع ضعیف و متروک ہے۔ اس کے برعکس امام محمد بن اسحاق بن یسار التابعی رحمہ اللہ صحیح مسلم وغیرہ کے راوی ہیں۔ انھیں درج ذیل علماء نے ثقہ و صدوق، صحیح الحدیث یا حسن الحدیث وغیرہ قرار دیا ہے:

(۱) امام بخاری (۲) سفیان بن عیینہ (۳) زہری (۴) ابن مبارک (۵) شعبہ (۶) علی بن المدینی (۷) احمد (۸) یحییٰ بن معین (۹) ابن حبان (۱۰) العجلی (۱۱) الذہبی (۱۲) ابوشیخ (۱۳) الحاکم (۱۴) ابن خزیمہ (۱۵) ابوزرعہ الرازی (۱۶) ابن البرقی (۱۷) ابوزرعہ الدمشقی (۱۸) ابن عدی (۱۹) ابن سعد (۲۰) الحلیلی (۲۱) ابن نمیر (۲۲) الترمذی (۲۳) البیہقی (۲۴) الخطابی (۲۵) ابن حزم (۲۶) المنذری (۲۷) الذہبی (۲۸) محمد بن نصر الفراء (۲۹) ابن قیم (۳۰) السبکی (۳۱) البیہقی (۳۲) حافظ ابن حجر عسقلانی (۳۳) ابن حجر مکی [مبتدع] (۳۴) خفاجی (۳۵) ابن علان (۳۶) السخاوی (۳۷) ابن کثیر (۳۸) القرطبی (۳۹) شوکانی (۴۰) نواب صدیق حسن خاں (۴۱) احمد شاہ کر (۴۲) عبدالرحمن مبارک پوری (۴۳) شمس الحق عظیم بادی (۴۴) بشیر احمد سہسوانی (۴۵) ابن ہمام حنفی (۴۶) عینی حنفی

(۴۷) زیلعی حنفی (۴۸) ملا علی قاری حنفی (۴۹) عبدالحی لکھنوی حنفی (۵۰) سلام اللہ حنفی
 (۵۱) شارح منیہ (۵۲) امیر علی حنفی (۵۳) نیوی حنفی (۵۴) انور شاہ کاشمیری دیوبندی
 (۵۵) محمد یوسف بنوری دیوبندی (۵۶) محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی (۵۷) ظفر احمد عثمانی
 دیوبندی (۵۸) خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی (۵۹) کوشی (۶۰) ابوغده الکوشی
 [تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں ”توضیح الکلام“ ج ۱ ص ۲۶۵ تا ۲۹۳]

ان کے علاوہ:

(۶۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۶۲) ابن خلکان (۶۳) السیوطی (۶۴) السہیلی (۶۵) نور محمد ملتانی
 (۶۶) ابن عبدالبر (۶۷) احمد رضا خاں بریلوی (۶۸) اور محمد حسن وغیرہ نے بھی اسے ثقہ و
 صدوق قرار دیا ہے۔ [حوالہ مذکورہ] (۶۹) طحاوی حنفی نے معانی الآثار میں اس کی ایک حدیث
 کے بارے میں ”فہذا حدیث متصل الإسناد صحیح“ کہا ہے۔ [شرح معانی الآثار
 ج ۲ ص ۲۰۸ کتاب الحجۃ فی فتح رسول اللہ ﷺ مکة عنوة، دوسرا نسخہ ۲۲۳] (۷۰)
 تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے بھی تبلیغی نصاب، فضائل ذکر
 صفحہ ۱۱۷/۵۹۵ پر محمد بن اسحاق کو ”ثقة مدلس“، تسلیم کیا ہے۔

[توضیح الکلام طبع جدید چورانوے (۹۴) علماء کے نام باحوالہ لکھے ہوئے ہیں جن
 سے محمد بن اسحاق کی توثیق و تعریف مروی ہے۔]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق کو جمہور علماء ثقہ و صدوق قرار دیتے ہیں۔
 علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

”و ابن إسحاق الأکثر علی توثيقه و ممن و ثقہ البخاری“

ابن اسحاق کو اکثر نے ثقہ کہا ہے اور توثیق کرنے والوں میں امام بخاری بھی ہیں۔

[نصب الراية ۷/۷۴]

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں: ”إن ابن إسحاق من الثقات الکبار عند الجمہور“

کہ جمہور کے نزدیک ابن اسحاق بڑے ثقات میں سے ہیں۔ [عمدة القاری ۷/۲۷۰]

محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

”جمہور علماء نے اس کی توثیق کی ہے۔“ [سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۶]

علامہ سہیلی فرماتے ہیں: ”ثبت فی الحدیث عند اکثر العلماء“

اکثر علماء کے نزدیک وہ حدیث میں مثبت (ثقة) ہیں۔ [الروض الانف ج ۱ ص ۴]

مؤرخ ابن خلکان نے لکھا ہے: ”کان ثبتاً فی الحدیث عند اکثر العلماء“

یعنی وہ حدیث میں اکثر علماء کے نزدیک مثبت (ثقة) ہیں۔ [وفیات الاعیان ۶۱۲/۱]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

”و ابن إسحاق إذا قال حدثني فهو ثقة عند أهل الحديث“

اور ابن اسحاق اگر سماع کی تصریح کریں تو وہ اہل الحدیث کے نزدیک ثقة ہیں۔

[فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۸۵]

اور مزید لکھتے ہیں:

”إذا قال حدثني فحديثه صحيح عند أهل الحديث“

وہ سماع کی تصریح کرے تو اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک اس کی حدیث صحیح

ہے۔ [فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۸۶] (ملخصاً من توضیح الکلام)

غرض جمہور علماء محمد بن اسحاق کو ثقة کہتے ہیں مگر سرفراز صفدر اینڈ پارٹی برابر ”کذاب“

”کذاب“ کی رٹ لگا رہی ہے۔

تنبیہ: فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کا دار و مدار محمد بن اسحاق پر ہرگز نہیں ہے۔ دیگر بہت سی

صحیح احادیث اس مسئلہ پر نص قطعی ہیں۔ مثلاً ابو قلابہ تابعی کی حدیث عن انس (اس کی سند

بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے) اور محمد بن ابی عائشہ التابعی عن رجل من اصحاب النبی ﷺ

(اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے) نافع بن محمود التابعی جو کہ ثقة عند اللجج، و رہیں، کی حدیث

(اکثر محدثین کی شرط پر صحیح یا حسن ہے) وغیرہ

تفصیل کے لیے مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی لاجواب کتاب ”توضیح الکلام

فی وجوب القراءة خلف الامام، جلد اول اور راقم الحروف کی کتاب ”الکواکب الدررۃ فی وجوب الفاتحة خلف الامام فی الجبرۃ“ کا مطالعہ فرمائیں۔

مختصر یہ کہ ڈیروی صاحب نے اپنی اس کتاب میں علم و انصاف کا خون کیا ہے۔ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵۴ پر ڈیروی صاحب نے باب باندھا ہے:

”حضرت امام بخاری کی بے چینی“

اور پھر امام الحدیث و امام الفقہاء: بخاری رحمہ اللہ پر اپنی جہالت کی وجہ سے تنقید کی ہے۔ حالانکہ امام بخاری نے عبداللہ بن ادریس کی روایت کو سفیان ثوری کی روایت پر کئی وجہ سے ترجیح دی ہے:

- 1- سفیان ثوری مدلس ہیں اور ابن ادریس مدلس نہیں ہیں۔
 - 2- ابن ادریس بالا جماع ثقہ ہیں۔
 - 3- ایک جماعت ان کی متابعت ہے۔
 - 4- ابن ادریس کی روایت کے صحیح ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔
 - 5- ثوری کی روایت کو جمہور علماء نے ضعیف و معلول قرار دیا ہے۔
 - 6- بعض علماء نے بتایا ہے کہ ثوری کو اس روایت میں وہم ہوا ہے۔
- پ فیصلہ کریں کہ ان وجوہات کی روشنی میں اگر ابن ادریس کی روایت کو ثوری کی روایت پر ترجیح دی جائے تو کون سے قاعدے کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔
- محمد بن جابر کے مقابلے میں امام بخاری نے سفیان ثوری کی روایت کو جو ترجیح دی ہے تو اس کی بھی کئی وجوہ ہیں:

- 1- ثوری ثقہ مدلس ہیں جب کہ محمد بن جابر ضعیف متروک اور مختلط ہے۔
- 2- محمد بن جابر کی اس روایت پر دیگر محدثین نے بھی سخت جرح کی ہے۔
- 3- ثوری کی معنوی متابعت حفص، مغیرہ اور حصین وغیرہ نے بھی کی ہے۔

لہذا امام بخاری کا فیصلہ بالکل صحیح ہے مگر ڈیروی صاحب کی بے چینی ناقابل فہم ہے۔ جو شخص اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ پر حجاج بن ارطاة کو ضعیف، مدلس، کثیر الخطا اور متروک الحدیث کہتا ہو اور اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸ پر اسی حجاج بن ارطاة کی روایت کو پیش کر کے اسے ”صحیح حدیث“ قرار دیتا ہو علمی دنیا میں اس کا کیا مقام ہو سکتا ہے؟

[یاد رہے کہ مسند احمد (۳/۴) میں اس کے بعد والی جو روایت ہے اس کا حجاج کی حدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ تشہد کے بارے میں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ مسند حمیدی ج ۲ ص ۳۸۷ رقم ۸۷۹ میں سفیان کی یہ روایت موجود ہے جس میں ”یدعو فی الصلوٰۃ ہلکذا“ کے الفاظ ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے زیاد بن سعد سے صرف یہی ایک روایت یاد رکھی ہے جو تشہد کے بارے میں ہے۔ نیز ملاحظہ فرمائیں مجمع الزوائد ۲/۱۰۱]

غیر جانب دارانہ تحقیق

قارئین کرام! اس کتاب (نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین) میں ”اصول“ کو سختی کے ساتھ مد نظر رکھا گیا ہے۔ راویوں کی توثیق و تضعیف اور کسی حدیث کی تصحیح و تضعیف میں جمہور محدثین کی تحقیقات کو لازمی ترجیح دی گئی ہے۔ جو روایت جمہور علمائے مسلمین کی تحقیق کے مطابق صحیح یا حسن ہے اسے صحیح یا حسن تسلیم کر کے استدلال کیا گیا ہے اور جو روایت علمائے مسلمین کے نزدیک ضعیف و منکر وغیرہ ہے اسے ضعیف و منکر وغیرہ قرار دے کر رد کر دیا گیا ہے۔ اسماء الرجال کے میدان میں خواہشاتِ نفسانیہ کو مد نظر بالکل نہیں رکھا گیا۔ مثلاً: رفع الیدین کے حق میں دو روایتوں کو پیش نہیں کیا گیا۔

1- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث

یہ حدیث امام حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۲۱ پر موجود ہے۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں مگر علت یہ ہے کہ ابوالزبیر اسے جابر رضی اللہ عنہ سے ”عن“ کے ساتھ

روایت کر رہے ہیں۔ ابوالزبیر جمہور محدثین کی تحقیق کے مطابق مدلس ہیں لہذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے۔

[اس تحقیق کے کافی عرصہ بعد ابوالعباس محمد بن اسحاق الشافعی السراج النیسابوری کی المسند (قلمی مصور) میں ابوالزبیر کے سماع کی تصریح مل گئی۔ ص ۲۵ لہذا یہ حدیث بھی صحیح ہے، والحمد للہ۔ (مصنف)]

امام بیہقی جو غالباً ابوالزبیر کو مدلس تسلیم نہیں کرتے، ابوالزبیر کی اس روایت کو ”الخلائیات“ میں ”هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ“ کہتے ہیں۔

امام حاکم بھی ابوالزبیر کا مدلس ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ [معرفۃ علوم الحدیث ص ۳۴]

2- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب حدیث

یہ حدیث امام ابویعلیٰ الموصلی کی مسند (ج ۶ ص ۴۲۴، ۴۲۵، رقم ۹۳-۳۷) میں موجود ہے۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اس میں علت یہ ہے کہ حمید الطویل اسے سیدنا انس سے ”عن“ کے ساتھ روایت کر رہے ہیں۔ حمید الطویل مدلس ہیں لہذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے۔ بعض علماء حمید کے عنعنہ کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ابن خزیمہ نے یہ حدیث اپنی ”صحیح“ میں روایت کی ہے۔ [دیکھئے تلخیص الخیر ج ۱ ص ۲۱۹]

ابن الملقن نے البدر المنیر میں کہا: ”إسناده صحيح على شرط الشيخين“

ابن دقیق العید نے الامام میں کہا: ”رجالہ رجال الصحیحین“

[جلاء العینین للشیخ بدیع الدین راشدی ص ۴۱ مع حاشیہ الشیخ فیض الرحمن الثوری رحمہما اللہ تعالیٰ]

بعض لوگوں نے سجدوں میں رفع الیدین کی (ضعیف) روایات پیش کر کے یہ دھوکا دینے کی کوشش کی ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے۔

① سجدوں میں باسند صحیح رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

② ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ رفع الیدین منسوخ ہے بلکہ ہم اس لیے نہیں کرتے کہ نبی ﷺ

سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ صحیحین وغیرہما کی صحیح و صریح روایات

سے ثابت ہے۔ رکوع والے رفع الیدین کے خلاف صحیح صریح ایک روایت بھی نہیں ہے۔
 ۴ حافظ ابن حجر نے الدرر الیہ فی تخریج احادیث الہدایہ ص ۱۵۲ پر اس قیاس کی زبردست
 تردید کی ہے اور اسے نص کے مقابلے میں فاسد قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ بعض علماء ہر اونچ
 نیچ (سجدوں) میں بھی رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔
 حافظ صاحب کا یہ جواب اجماع کے موہوم دعویٰ کی تردید کے لیے کافی ہے۔



نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں ہاتھوں کو [صوں یا کانوں تک اٹھانے کو رفع الیدین کہتے ہیں۔ اہل الحدیث (کثر اللہ أمثالہم) اس رفع الیدین کو سیدنا امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی غیر منسوخہ و غیر متروکہ سنت کہتے ہیں اور اس پر ایماناً و احتساباً عامل ہیں حتیٰ کہ ان کے بعض جلیل القدر علماء نے رفع الیدین کو اہل الحدیث کا شعار قرار دیا ہے۔

امام ابو احمد الحاکم (۳۷۸ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”شعار اصحاب الحدیث“ ہے۔ اسے مکتبہ ظاہریہ، شام کے مخطوطہ سے شائع کیا گیا ہے اس کے صفحہ ۴۷ پر امام ابو احمد رفع الیدین کا باب باندھتے ہیں اور رفع الیدین کی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رفع الیدین تمام محدثین (اہل الحدیث) کا شعار ہے۔

امام ابو احمد الحاکم الکبیر کا مختصر تعارف

پ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن احمد بن اسحاق ہے۔ پ نیشاپور کے مایہ ناز فرزند ہیں۔ پ کی ”کتاب الکنی“ ہر طرف (علمائے حدیث میں) مشہور ہے۔ پ کے بارے میں حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (۶۷۳-۷۷۸ھ) فرماتے ہیں:

”الإمام الحافظ العلامة الثبت محدث خراسان“

[سیر اعلام النبلاء ۱۶/۳۷۰]

نیشاپور کے امام ابو عبد اللہ الحاکم نے پ کو ”إمام عصره في هذه الصنعة كثير التصانيف مقدم في معرفة شروط الصحيح والأسمی والکنی“ قرار دیا ہے۔ یعنی پ علم حدیث میں زمانے کے امام تھے۔ بے شمار تصانیف کے مصنف، صحیح حدیث، نام اور کنتیوں کی معرفت میں مقدم تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۳/۹۷۷]

حافظ ابن الجوزی (۵۱۰-۵۹۷ھ) نے کہا: ”القاضي إمام عصره في صناعة الحديث“ [المنتظم في تاريخ الملوك والامم ۱۳۶۷]

حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) نے ان کو ”إمام كبير و معروف بسعة الحفظ“ کے ساتھ موصوف کیا۔ [لسان المیزان ۵/۷]

مؤرخ ابوالفلاح عبدالحی بن العماد الحسنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ) نے کہا:

”الحافظ الثقة المأمون أحد أئمة الحديث“ [شذرات الذهب في اخبار من ذهب ۹۳/۳]

خلاصہ یہ کہ پ ثقہ، مامون اور عالم کبیر تھے۔

فائدہ: کسی شخص کے ساتھ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی وغیرہ نسبتوں کے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص مقلد ہے۔

[تقریرات الراجعی ج ۱ ص ۱۱ پر ابو بکر القفال، ابوعلی اور قاضی حسین سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: ”لسنا مقلدین للشافعي بل وافق رأينا رأيه“ ہم امام شافعی کے مقلد نہیں ہیں، بلکہ ہماری رائے ان کی رائے کے (اتفاقاً یا اجتہاداً) موافق ہو گئی ہے۔ نیز دیکھئے التحریروالتقریر ج ۳ ص ۴۵۳۔ النافع الکبیر ص ۷]

احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مشہور حنفی عالم ہیں۔ ان کی کتب پر حنفیوں کا دار و مدار ہے۔ ان سے ایک شخص نے کہا: ”ما ظننتك إلا مقلداً“

میرا گمان یہ تھا کہ پ مقلد ہیں تو انھوں نے کہا: ”و هل يقلد إلا عصبي -- أوفبي“

تقلید صرف وہی کرتا ہے جو متعصب یا جاہل ہو۔ [لسان المیزان ۲۸۰/۱]

ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزبیلی مشہور حنفی عالم ہیں۔ ان کی کتاب ”نصب الراية لأحاديث الهداية“ کا نام زبان زد عام ہے۔ زبیلی حنفی (المتوفی ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:

”فالمقلد ذهل والمقلد جهل“ مقلد غافل ہو جاتا ہے اور مقلد جہالت کا مرتکب ہوتا ہے۔ (جاہل ہوتا ہے۔) [نصب الراية ۲۱۹/۱]

یعنی حنفی فرماتے ہیں:

”فالمقلد ذهل والمقلد جهل و آفة كل شيء من التقليد“
 پس مقلد غافل ہوتا ہے اور مقلد جہالت کا مرتکب ہوتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت
 تقلید کی وجہ سے ہے۔ [البنایۃ فی شرح الہدایۃ ج ۱ ص ۲۲۲ و فی نسخہ ص ۳۱۷]
 عقل مند کے لیے یہ چند مثالیں ہی کافی ہیں اور جاہل کے لیے دلائل کے انبار بھی
 ناکافی ہیں۔

رفع الیدین پر کتابیں

اہل حدیث (نور اللہ وجوہہم یوم القیامۃ) اپنی قدیم و جدید سب کتابوں
 میں رفع الیدین کا اثبات اور سنت ہونا نقل کرتے ہیں۔
 شیخ الاسلام، امام الدینی فی فقہ الحدیث، امام الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری نے
 رفع الیدین کے اثبات پر ایک کتاب ”جزء رفع الیدین“ لکھی ہے۔

امام بخاری کا تعارف

پ کی امامت، عدالت اور ثقاہت پر اہل السنۃ والجماعۃ (اہل حدیث) کا اجماع
 ہے۔ پ کی کتاب ”صحیح بخاری“ ساری دنیا میں مشہور ہے۔ پ کے اساتذہ و تلامذہ
 سب پ کی تعریف و ثناء میں رطب اللسان تھے۔

[امام ترمذی نے فرمایا: میں نے علل، تاریخ اور معرفتِ اسانید میں محمد بن اسماعیل (بخاری)
 رحمہ اللہ سے بڑا کوئی عالم نہ عراق میں دیکھا اور نہ خراسان میں۔

[کتاب العلل للترمذی مع شرح ابن رجب ص ۳۲۱]

امام مسلم نے فرمایا: (اے امام بخاری) آپ سے صرف حسد کرنے والا شخص ہی بغض کرتا
 ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔

[الارشاد للخلیلی ۹۶۱/۳ و سندہ صحیح]

امام ابن خزیمہ نے فرمایا: میں نے آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل البخاری سے زیادہ بڑا
 حدیث کا عالم نہیں دیکھا۔ [معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۷۷ ح ۱۵۵ و سندہ صحیح]

حافظ ابن حبان نے کہا: آپ لوگوں میں بہترین انسان تھے، آپ نے احادیث جمع کیں، کتابیں لکھیں، سفر کیا اور (احادیث) یاد کیں۔ آپ نے مذاکرہ کیا، اس کی ترغیب دی اور اخبار و آثار یاد کرنے میں بہت زیادہ توجہ دی۔ آپ تاریخ اور لوگوں کے حالات کو خوب جانتے تھے۔ آپ اپنی وفات تک خفیہ پرہیزگاری اور عبادتِ دائمہ پر قائم رہے۔ رحمہ اللہ (کتاب الثقات ۱۱۳۶، ۱۱۳۷)

علمائے حدیث کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام بخاری زبردست ثقہ امام اور عظیم بے مثال عالم، فقیہ بلکہ فقیہ گرتھے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ”وكان إماماً حافظاً رأساً في الفقه والحديث مجتهداً من أفراد العالم مع الدين والورع والتأله“ (الكشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة ۱۸۳) [امام بخاری سے جزء رفع الیدین کے راوی محمود بن اسحاق بن محمود القواس ہیں ان سے دو ثقہ شخص روایت کرتے ہیں۔ (محمود بن اسحاق کا تذکرہ تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲۵ ص ۸۳۔ الارشاد فی معرفة علماء الحدیث للخلیلی ج ۳ ص ۹۶۸ میں موجود ہے ان کی وفات ۳۳۲ھ میں ہوئی رحمہ اللہ)

① احمد بن محمد بن الحسین الرازی (تاریخ بغداد ۴۱۱/۱۳، وفی نسختہ ۴۳۸/۱۳، تذکرۃ الحفاظ ۱۰۲۹/۳) خطیب نے کہا: ثقہ حافظ تھے، احمد بن محمد العتقی نے کہا: ثقہ مامون تھے۔ (تاریخ بغداد ۴۲۵/۴)

② ابونصر محمد بن احمد بن محمد بن موسیٰ البخاری الملاحی [النبلاء ۸۶/۷] حافظ ابن جوزی نے کہا: ”وكان من أعيان أصحاب الحديث و حفاظهم“ (المنتظم ۲۳۰/۷) حافظ ابن کثیر اور ابوالعلاء نے اسے حفاظ میں سے قرار دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۳۵۸/۱۱، سیر اعلام النبلاء ۸۷/۷)، حافظ ذہبی نے کہا: ”وكان ثقة يحفظ و يفهم“ (العبر فی خبر من غیر ۱۸۷/۲) ابن عماد نے کہا: ”وكان حافظاً ثقة“ (شذرات الذہب ۱۴۵/۳) معلوم ہوا کہ دو ثقہ حافظ محمود بن اسحاق کے شاگرد ہیں اور دو

یادو سے زیادہ ثقہ (مشہور) راوی اگر کسی سے روایت کریں تو اس کی جہالت عین رفع ہو جاتی ہے۔

[الکفایہ فی علم الروایۃ للخطیب ص ۸۸، ۸۹ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۴۶، اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ص ۹۲ تقریب النووی مع تدریب الراوی ص ۳۱۷ قواعد فی علوم الحدیث لظفر احمد تھانوی ص ۱۳۰ لسان المیزان ۲۶/۶] [۲۲۶] ظفر احمد تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ”ولیس بمجهول من روی عنه ثقتان“ [اعلاء السنن ۱۱۴۱]

رہی اس کی جہالت حال تو عبد الرحمن بن یحییٰ المعلمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اہل علم نے اس کی توثیق کی ہے۔ [التکلیل بمافی تانبیب الکوثری من الاباطیل ص ۴۷۵]

شیخ معلّی کی تائید درج ذیل علماء کے اقوال سے ہوتی ہے، جنہوں نے جزء رفع الیہین کو بطور جزم امام بخاری سے منسوب کیا ہے۔

① النووی (المجموع شرح المہذب ۳/۳۹۹)

② ابن حجر (فتح الباری ۲/۱۷۴) وغیرہما

لہذا معلوم ہوا کہ

① محمود بن اسحاق مجہول العین نہیں ہے۔

② علماء کا جزء رفع الیہین کو بطور جزم بخاری کی تصنیف قرار دینا اس کی توثیق ہے۔

③ کسی امام نے بھی اسے مجہول یا ضعیف نہیں کہا ہے۔

④ حافظ ابن حجر نے محمود بن اسحاق کی سند سے ایک روایت نقل کر کے اسے ”حسن“ کہا

ہے۔ [موافقتہ الثمر الثمر ج ۱ ص ۴۱۷]

لہذا محمود مذکور حافظ ابن حجر کے نزدیک صدوق ہے۔

⑤ احمد بن علی بن عمرو السلیمانی نے بھی محمود بن اسحاق سے روایت کی ہے۔ دیکھئے

تذکرۃ الحفاظ (۳/۱۰۳۶ تا ۹۶۰) لہذا معلوم ہوا کہ محمود بن اسحاق کے تین شاگرد ہیں۔

والحمد للہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن نصر المروزی (متوفی ۲۹۳ھ) نے چار جلدوں میں ایک کتاب ”رفع الیدین فی الصلوٰۃ“ لکھی ہے۔

[ذکرہ الصفدی فی الوافی ۱۱۱/۵، کذا فی مقدمۃ ”اختلاف العلماء“ ص ۱۵ نیز ملاحظہ فرمائیں: التعمید لما فی الموطا من المعانی والاسانید لابن عبد البر ۲۱۳/۹، والاستذکار ۲/۱۲۵، مختصر قیام اللیل ص ۸۸]

محدث ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق المزراہی صاحب المسند الکبیر المعلن (متوفی ۲۹۲ھ) نے مسئلہ رفع الیدین پر ایک کتاب لکھی ہے۔

[التحیر فی التعمیر لابن سعد السمعانی ۱۷۹/۱-۱۸۲، بحوالہ جلاء العینین لابن محمد السنہی ص ۸ وراجع الاستذکار ۲/۱۲۵]

حافظ ابو نعیم الاصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء نے بھی رفع الیدین پر ایک کتاب لکھی ہے۔ [ملاحظہ فرمائیں سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۰۶]

تقی الدین السبکی کا جزء رفع الیدین مطبوعہ ہے۔ [نیز ملاحظہ فرمائیں طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۲۱۳/۶] حافظ ابن قیم الجوزیہ نے بھی اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ [ذیل طبقات الحنابلہ ۳۵۰/۲ الوافی بالوفیات للصفدی ۲۷۱/۲ الدرر الکامیۃ ۳۰۲/۳ البدر الطالع ۲/۱۳۲، کشف الظنون ۹۱۱/۱]

خلاصہ یہ کہ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ نے رفع الیدین کے اثبات میں متعدد کتابیں اور رسالے تصنیف کیے ہیں۔ کسی نے بھی رفع الیدین کے خلاف یا انکار میں کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔

بعض جہمیہ، مرجئہ اور اہل الرائے نے عصر جدید میں رفع الیدین کی سنت کے خلاف بعض رسالے یا کتابیں لکھ ماری ہیں مگر بحمد اللہ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ (اور دیگر علماء) ان کی تالیفات و اغلوطات سے مسلسل پردہ اٹھا رہے ہیں۔

مثلاً شیخ الاسلام حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی ”التحقیق الراخ فی ان الاحادیث رفع الیدین لیس لہا ناخ“ المعروف ”مسئلہ رفع الیدین پر محققانہ نظر“ مولانا عبد اللہ

روپڑی کی ”رفع الیدین اور مین“ الاستاذ بدیع الدین الراشدی کی ”جلاء العینین“ مولانا رحمت اللہ ربانی کی ”مسئلہ رفع الیدین مع مین بالجبر“ حکیم محمود سلفی صاحب کی ”شمس الضحیٰ بجواب نور الصباح فی اثبات رفع الیدین بعد الافتتاح“ مولانا خالد گر جاکھی کی ”جزء رفع الیدین“ حافظ عبدالمنان نور پوری کی ”مسئلہ رفع الیدین، تحریری مناظرہ“ عبدالرشید انصاری صاحب کی ”الرسائل“ اور شیخ مولانا حافظ محمد ایوب صابر صاحب سابق مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحديث حیدر بادکی ”حصول الفلاح برفع الیدین عند الافتتاح بعد الافتتاح“ وغیرہ۔

ہم اس کتاب میں اختصار کے ساتھ صحیح احادیث اصول حدیث اور اصول فقہ کی روشنی میں اس معرکتہ الراء مسئلہ کا جائزہ لیتے ہیں۔

سب سے پہلے وہ اصول لکھے جاتے ہیں جن کو اس کتاب میں پیش نظر رکھا گیا ہے۔

○= اصول (۱) =○

(ہر) خاص (دلیل ہر) عام (دلیل) پر مقدم ہوتی ہے۔ مثلاً مرد اور عموماً حرام ہے اور چھلی خصوصاً حلال ہے لہذا مرد اور عامی حکم چھلی کے خاص حکم پر نہیں لگتا۔
[نیز دیکھئے ارشاد النول للشوکانی ص ۱۴۳ اکتب الاصول]

○= اصول (۲) =○

عدم ذکر نفی ذکر کو مستلزم نہیں ہے۔ یعنی کسی بیت یا حدیث میں کسی بات کے نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بات ہوئی ہی نہیں جب کہ دیگر بات یا احادیث سے وہ بات ثابت ہو۔

ہمارے استاد حافظ عبدالمنان نور پوری فرماتے ہیں: کسی شے کا مذکور و منقول نہ ہونا اس شے کے نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔

○= اصول (۳) =○

قرن (وسنت) کی تخصیص خبر واحد صحیح کے ساتھ جائز ہے۔ (کہا جاتا ہے کہ)

ائمہ اربعہ کا یہی مسلک ہے۔ [الاحکام للمدی ج ۲ ص ۳۴۷ وغیرہ، حاشیہ البنانی علی جمع الجوامع ج ۲ ص ۲۷ شرح تنقیح الفصول فی اختصار الحصول فی الاصول للقرانی ص: ۲۰۸]

≡○ (۴) اصول ○≡

اثبات نفی پر مقدم ہے۔

بنیادی اصول کا تعارف

1- معیار حق

کتاب اللہ اور حدیث رسول حجت اور معیار حق ہیں بشرطیکہ وہ حدیث مقبول ہو یعنی متواتر یا صحیح یا حسن ہو۔

دلیل: قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولوالامر (اصحاب اقتدار) کی، پھر جب کسی چیز میں تمہارا تنازعہ (اختلاف) ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو، یہی بہتر اور اچھی تفسیر ہے۔ [۴: النساء: ۵۹] [تفہیم القرآن ج ۱ ص ۳۶۳، ۳۶۶]

اجماع بھی حجت ہے۔

[دیکھئے الرسالہ للشافعی و عام کتب اصول و ماہنامہ الحدیث حضور: ص ۴]

2- مقابلہ

اللہ اور رسول کے مقابلے میں ہر شخص کی بات مردود ہے چاہے کہنے والا کتنا ہی بزرگ اور بڑا کیوں نہ ہو۔

3- صحیح حدیث کی تعریف

” أما الحديث الصحيح فهو الحديث المسند الذي يتصل إسناده بنقل العدل الضابط عن العدل الضابط إلى منتهاه و لا يكون شاذاً و لا معللاً -- فهذا هو الحديث الذي يحكم له بالصحة بلا خلاف بين أهل الحديث “

صحیح حدیث وہ حدیث ہوتی ہے جو باسند ہو، عادل ضابط عن عادل ضابط خرتک متصل ہو، شاذ اور معلول نہ ہو۔ اس حدیث کی صحت کے حکم میں اہل الحدیث (محدثین) کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ (اجماع ہے)

[مقدمہ ابن الصلاح مع شرح العراقي ص ۲۰]

متصل کا مطلب یہ ہے کہ منقطع، معلق، معضل اور مرسل نہ ہو۔

شاذ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سے اوثق یا زیادہ ثقات کے خلاف نہ ہو۔

معلول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں علت قادحہ نہ ہو۔

① مختلط کا اختلاط کے بعد روایت بیان کرنا علت قادحہ ہے۔

② مدلس کا عن وغیرہ کے ساتھ بدون تصریح سماع روایت کرنا علت قادحہ ہے۔

③ علل حدیث کے ماہر محدثین کا کسی روایت کو بالاتفاق معلول و ضعیف قرار دینا

علت قادحہ ہے۔

4- ضعیف حدیث کی تعریف

ہر وہ حدیث جس میں صحیح حدیث یا حسن حدیث کی صفات موجود نہ ہوں تو وہ حدیث ضعیف ہوگی..... اور اس کی اقسام یہ ہیں مثلاً (ضعیف) موضوع، مقلوب، شاذ، معلل، مضطرب، مرسل، منقطع اور معضل وغیرہ

[ملخصاً من مقدمۃ ابن الصلاح ص ۲۰ طبع لیمان]

5- تصحیح و تضعیف میں ائمہ محدثین کا اختلاف

اگر کسی روایت کی تصحیح و تضعیف میں ائمہ محدثین کا اختلاف ہو تو حدیث کے ثقہ مشہور اور ماہر اہل فن کی اکثریت کو لامحالہ ترجیح دی جائے گی۔
اگر کسی حدیث کے راوی ثقہ ہوں، سند بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہو مگر (تمام محدثین یا) محدثین کی اکثریت نے اسے ضعیف قرار دیا ہو تو اسے ضعیف سمجھا جائے گا۔

6- جرح و تعدیل میں ائمہ محدثین کا اختلاف

جس کو ائمہ محدثین ثقہ یا ضعیف کہیں تو وہ ہمیشہ ثقہ یا ضعیف ہی ہوتا ہے اور اگر ان کا اختلاف ہو اور جرح و تعدیل دونوں مفسر اور متعارض ہوں، تطبیق ممکن نہ ہو تو ائمہ محدثین (ثقہ، مشہور اور ماہر اہل فن) کی اکثریت کو ہمیشہ اور لامحالہ ترجیح ہوگی۔

① جرح مفسر، تعدیل مبہم پر مقدم ہوگی۔

② تعدیل مفسر، جرح مبہم پر مقدم ہوگی۔

مثال ① دس نے کہا: ”الف“ ثقہ ہے۔

ایک نے کہا: ”الف“ ”ب“ میں ضعیف ہے۔

نتیجہ: ”الف“ ثقہ ہے اور ”ب“ میں ضعیف ہے۔

مثال ② دس نے کہا: ”ج“ ضعیف ہے۔

ایک نے کہا: ”ج“ ”د“ میں ثقہ ہے۔

نتیجہ: ”ج“ ضعیف ہے لیکن ”د“ میں ثقہ ہے۔

③ اگر جرح (مفسر) اور تعدیل (مفسر) باہم برابر ہوں تو جرح مقدم ہوگی۔

7- صحت کتاب

روایات وغیرہ کے صحیح ہونے کا علمی معیار یہ ہے کہ

اولاً: جن کتابوں میں یہ روایات درج ہیں ان کے مصنفین بذات خود ثقہ اور معتبر ہوں۔

[اللمحات ۳۱۷ شیخ محمد رئیس ندوی]

ثانیاً: ان کتابوں کا مصنفین تک انتساب بالتواتر یا باسند صحیح ہو۔ کتاب کے دیگر نسخوں کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

ثالثاً: ان مصنفین کی بیان کردہ اسانید، اقوال اور روایات باسند صحیح و متصل ہوں اور علتِ قادمہ سے خالی ہوں۔

8- اقوال وغیرہ کے صحیح ہونے کا تحقیقی معیار

اصول نمبر ۷ کی تشریح میں مزید عرض ہے کہ اقوال وغیرہ کے صحیح ہونے کا علمی اور تحقیقی

معیار یہ ہے:

① اگر صاحب کتاب کا قول اس کی کتاب سے نقل کیا جائے تو اس کتاب کا تصنیفِ مصنف ہونا صحیح و ثابت ہو۔

② اگر صاحب کتاب کسی پہلے کا قول نقل کر رہا ہے تو اس سے قائل تک سند صحیح و متصل ہو۔ اگر یہ شرطیں مفقود ہوں تو اس قول کو کالعدم سمجھا جائے گا۔

9- ایک ہی شخص کے اقوال میں تعارض

اگر ایک ہی شخص (محدث، امام، فقیہ وغیرہ) کے اقوال میں تعارض ہو تو:

① تطبیق و توفیق دی جائے گی، مثلاً:

ایک دفعہ کہا: ثقة

دوسری دفعہ کہا: ثقة سی الحفظ یا سی الحفظ

نتیجہ: (عدالت کے لحاظ سے) ثقة اور (حافظ کے لحاظ سے) سی الحفظ ہے۔

② دونوں اقوال ساقط کر دیے جائیں گے، مثلاً:

عبدالرحمن بن ثابت بن الصامت پر امام ابن حبان نے جرح کی ہے اور اسے

کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے بتایا کہ ابن حبان کے دونوں اقوال ساقط

ہو گئے ہیں۔ [میزان الاعتدال ۵۵۲/۲]

10- معمولی جرح

جس ثقہ یا صدوق عندالجمہ و رواوی پر معمولی جرح یعنی بیہم، لہ اوہام، مخطئی وغیرہ ہو تو اس کی منفرد حدیث (بشرطیکہ ثقات کے خلاف نہ ہو اور محدثین نے خاص اس روایت کو ضعیف وغیرہ نہ کہا ہو تو) حسن ہوتی ہے۔

جو کثیر الغلط، کثیر الاوہام، کثیر الخطاء اور سئی الحفظ وغیرہ (راوی) ہو اس کی منفرد حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

11- مسلکی تفاوت صحت حدیث کے خلاف نہیں

مثلاً جس راوی کا ثقہ و صدوق ہونا ثابت ہو جائے، اس کا قدری، خارجی، شیعہ، معتزلی، جمہمی اور مرجی وغیرہ ہونا صحت حدیث کے خلاف نہیں ہے بشرطیکہ وہ اپنی بدعت کی طرف داعی و داعیہ نہ ہو اور اس کی بدعت بالاجماع مکفرہ نہ ہو۔

[نیز دیکھئے احسن الکلام، مصنفہ مولوی سرفراز صفر صاحب دیوبندی ج ۱ ص ۳۰]

[تنبیہ: راجح قول یہی ہے کہ اگر راوی ثقہ و صدوق عندالجمہ و رہو تو اس کی غیر معلول روایت مطلقاً مقبول ہے چاہے وہ اپنی بدعت کی طرف دعوت دینے والا داعی ہو یا نہ ہو۔]



باب: اول

اثبات رفع الیدین فی الصلوٰۃ

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کے اثبات میں چند صحیح احادیث درج ذیل ہیں:

[۱] عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلوة و إذا كبر للركوع وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك وقال: ((سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد)) وكان لا يفعل ذلك في السجود.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔ اسی طرح جب رکوع کی تکبیر کہتے (تو دونوں ہاتھ اٹھاتے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے اور ((سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد)) کہتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

[صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ ح ۳۹۰ مشکوٰۃ المصابیح راضواء المصابیح: ۹۳ واللفظ له]

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

صحیح ابن خزیمہ (۲۳۲/۱ ح ۴۵۶) صحیح ابن حبان (۱۸۵۸ ح ۱۶۸/۳)
صحیح ابی عوانہ (۹۰/۲) منشیٰ ابن الجارود (ص ۶۹ ح ۷۹، ۱۷۸) جامع ترمذی (۵۹/۱)
ح ۲۵۵) وقال: "حدیث حسن صحیح" شرح السنۃ للبخاری (۲۰۳ ح ۵۵۹)
قال: "هذا حدیث متفق علی صحته" الاستذکار لابن عبد البر (۱۲۵/۲)
وقال: "وهو حدیث لا مطعن لأحد فيه"

حافظ عراقی نے یہ حدیث ذکر کر کے ارشاد فرمایا:

”فیہ فوائد: الأولى فیہ رفع الیدین فی ہذہ المواطن الثلاثہ عند تکبیرة الاحرام و عند الرکوع و عند الرفع منه و بہ قال اکثر العلماء من السلف والخلف۔“

اس حدیث میں کئی فائدے ہیں: پہلا فائدہ یہ ہے کہ رفع الیدین ان تین مقامات پر (ثابت) ہے، نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور اسی پر اکثر علمائے سلف و خلف نے فتویٰ دیا ہے۔

[طرح التزیب فی شرح التزیب ج ۱ ص ۲۵۲]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو ان کے فرزند ارجمہ سالم اور ان سے شیخ الاسلام ثقہ بالاجماع امام زہری نے روایت کیا ہے۔ یہ روایت (رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین والی) امام زہری سے متواتر ہے۔ [لسان المیزان ۲۸۹/۵، ترجمہ محمد بن عکاشہ] اس حدیث کی مختصر تحقیق کا جدول اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تنبیہ:

جدول ملاحظہ کرتے وقت مندرجہ ذیل علامات کو مدنظر رکھا جائے۔

- 1 تکبیر تحریمہ والارفع الیدین
- 2 رکوع والارفع الیدین
- 3 بعد از رکوع والارفع الیدین
- 4 بعد از رکعتین رفع الیدین
- 5 سجدوں میں نہ کرتے تھے

1-	ابن عمير 5321 (تاريخ)
2-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
3-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
4-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
5-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
6-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
7-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
8-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
9-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
10-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
11-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
12-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
13-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
14-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
15-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
16-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
17-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
18-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
19-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
20-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
21-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
22-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
23-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
24-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
25-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
26-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
27-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
28-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
29-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
30-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
31-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
32-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)
33-	زيد بن عبد الله بن جعفر 5321 (تاريخ)

شفيان بن يحيى

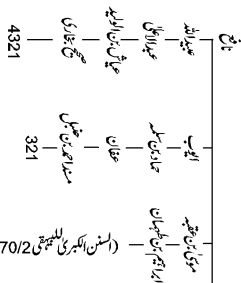
- 1 مالك بن انس - عبد الله بن مسلم - شيخ بخاري 5321
- 2 يونس بن يزيد - عبد الله بن المبارك - محمد بن مقاتل - شيخ بخاري 5321
- 3 شيبان بن الوليد - بخاري 5321
- 4 ابن جرير - عبد الرزاق - محمد بن راشد - شيخ مسلم 5321
- 5 ابن أبي الزهرى 5321 (باختلاف سير) - مسند احمد - ابن الجارود
- 6 مسمر 5321 (مسند احمد)
- 7 ابن زيدي 321 (ابوداود)
- 8 عثقل 5321 (سنن الكبرى للبيهقي)
- 9 محمد بن أبي خصه 5321 (مسند أبي عوانة)
- 10 عبد الله بن عمر 5321 (مسند أبي كنانة) 54321 (نسائي)
- 11 عبد الله بن عمر 321 (مصنف عبد الرزاق)
- 12 هشيم 321 (تاريخ اليعاقبة)
- 13 الاوزاعي 5321 - علقمة (أحمد 61/5)
- 14 يحيى بن سعيد الانصاري 5321 - علقمة (أحمد 61/5)
- 15 شفيان بن يحيى - ابن الزهرى

قال أبو نعيم الأصبهاني في معرفة الصحابة ص 21

حدثنا أبو بكر محمد بن جعفر: ثنا محمد بن أحمد بن أبي العوام: ثنا يزيد بن هارون: ثنا شفيان بن حسين عن الزهري عن سالم عن ابن عمر قال كان النبي ﷺ إذا كبر للصلاة رفع يديه حدو منكبيه وإذا ركع فعل مثل ذلك ولا يفعل ذلك بين المسجدتين

عبد الله بن عمر بن الخطاب

ابن عمر بن الخطاب



ارطاة بن العذر - الجراح بن بلج - عبد الوهاب بن محمد - احمد بن عبد الوهاب (الطبراني في المعجم الاوسط 39/16)

ولفظه كان يرفع يديه عند التكبير للركوع وعند التكبير حين يهوى ساجداً

امام مالک کی بیان کردہ حدیث کا جدول

اسحاق بن ابراہیم الحنفی 531 (اتہمید 210/9)	30
عبداللہ بن نافع الزہری 531 (ایضاً)	29
ابوحنیفہ یحییٰ بن اسماعیل 531	28
کامل بن طلحہ 531 (ایضاً)	27
روح بن عبادہ 531 (ایضاً)	26
اسحاق بن الطباع 531 (ایضاً)	25
الثاقفی 31 (ایضاً)	24
معمر بن عتیبی 531 (ایضاً)	23
سعید بن الحكم ابن ابی مریم 531 (ایضاً)	22
ابن کثیر 531 (ایضاً)	21
محمد بن الحسن 5321 (الموطأ)	20
یحییٰ بن یحییٰ 531 (موطأ یحییٰ)	19
قیسہ 321 (نسائی)	18
عبداللہ بن مسلمہ 5321 (صحیح بخاری) 531	17
عبداللہ بن المبارک 5321 (صحیح ابن حبان)	16
عثمان بن عمر 5321 (داری)	15
ابن وہب 5321 (تہذیب)	14
ابو مصعب 531 (موطأ) 5321 (شرح السنۃ للبیہقی)	13
عبداللہ بن یوسف 5321 (جزء البخاری)	12
ابن القاسم 5321 (معلقاً اتہمید 210/9, 211) موطأ ابن القاسم ص 113 ح 59	11
یحییٰ بن سعید القطان 5321 (ایضاً)	10
عبدالرحمن بن مہدی 5321 (ایضاً)	9
جویریہ بن اسماء 5321 (ایضاً)	8
ابراہیم بن طہمان 5321 (ایضاً)	7
خالد بن مخلد 5321 (ایضاً)	6
کی بن ابراہیم 5321 (ایضاً)	5
عبداللہ بن نافع الصائغ 5321 (ایضاً)	4
ابو قرقہ موسیٰ بن طارق 5321 (ایضاً)	3
مطرف بن عبداللہ 5321 (ایضاً)	2
بشر بن عمر 5321 (ایضاً)	1

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
 سالم بن عبد اللہ بن عمر
 ابن شہاب الزہری
 مالک بن انس

اس تحقیق سے متعدد باتیں معلوم ہوئیں:

- ① امام زہری سے عند الکرکوع وبعده، والارفع الیدین متواتر ہے۔
- ② سفیان بن عیینہ سے عند الکرکوع وبعده، والارفع الیدین متواتر ہے۔
- ③ مالک بن انس سے عند الکرکوع وبعده، والارفع الیدین متواتر ہے۔

مسند الحمیدی اور حدیث رفع الیدین

مسند الحمیدی کو اس کے معلق حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی ہندوستانی نے نسخہ دیوبندیہ (ہندوستانیہ) سے شائع کیا ہے اور اس کی تائید میں نسخہ سعیدیہ اور نسخہ عثمانیہ سے مدد لی ہے۔
[دیکھئے مقدمہ مسند الحمیدی ص ۳، ۲]

نسخہ سعیدیہ کی تاریخ نوشت ۱۳۱۱ھ، نسخہ دیوبندیہ کی تاریخ نوشت ۱۳۲۲ھ

نسخہ عثمانیہ کی تاریخ نوشت ۱۱۵۹ھ سے پہلے۔ [ایضاً]

اعظمی ہندوستانی دیوبندی نے نسخہ دیوبندیہ کو اصل بنایا۔ [ایضاً ص ۳]

مسند الحمیدی کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے جسے نسخہ ظاہریہ کہتے ہیں۔ [مقدمہ ص ۲۵، ۲۴]

یہ نسخہ شام میں ہے اور اس کی تصاویر (Photostats) مکہ مکرمہ وغیرہ میں ہیں۔

نسخہ ظاہریہ کی تاریخ نوشت ۶۸۹ھ [مقدمہ مسند الحمیدی ص ۱۹]

نسخہ دیوبندیہ اصل میں بے شمار غلطیاں ہیں، مثلاً ملاحظہ ہو مسند الحمیدی ج ۱ ص ۱،

۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، --- وغیرہ

کئی مقامات پر تحریف بھی ہوئی ہے۔ مثلاً دیکھئے: ج ۱ ص ۱۵ حاشیہ ۷ نیز ملاحظہ ہو ۱/۱

کئی مقامات پر اس (دیوبندی معلق) نے نسخہ ظاہریہ کو ترجیح دے کر نسخہ دیوبندیہ کی تصحیح

کی ہے مثلاً دیکھئے: ۲/۲، ۲/۵، ۲/۸، ۲/۱۱، ۲/۱۲، ۲/۱۳، ۲/۱۴، ۲/۱۵، ۲/۱۶ وغیرہ

بعض مقامات پر خود اعظمی دیوبندی نے اعتراف کیا ہے کہ یہاں اصل میں تحریف

ہے۔ دیکھئے مسند الحمیدی تحقیق الاعظمی (ج ۱ ص ۱۵ حاشیہ عربی) وغیرہ۔

مسند حميدى نسخة ديوبندية كالعكس

مسند الحميدى (احاديث عبد الله بن عمر بن الخطاب رضى الله عنها) ٢٧٧

ايه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم^١ .

٦١٢- حدثنا الحميدى قال : ثنا سفيان قال : ثنا الزهرى عن سالم عن ايه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : اذا استاذنت احدكم امرأته الى المسجد فلا يمنعها^٢ قال سفيان : يرون^٣ انه بالليل .

٦١٣- حدثنا الحميدى قال : ثنا سفيان قال : ثنا الزهرى وحيدى (وليس معى)^٤ ولا معه احد قال : اخبرنى سالم بن عبد الله عن ايه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : من باع عبدا وله مال فإله للذى باعه الا ان يشترط المتباع، (ومن باع نخلا بعد ان توّبر قمرها للبايع الا ان يشترطه المتباع)^٥ .

٦١٤- حدثنا الحميدى قال : ثنا الزهرى قال : اخبرنى سالم بن عبد الله عن ايه قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه، واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدين^٦ .

٦١٥- حدثنا الحميدى قال : ثنا الوليد بن مسلم قال : سمعت زيد بن

(١) اخرجه البخارى من طريق نافع، والترمذى من طريق سالم عن ابن عمر (ج ١

ص ١٧٩) . (٢) اخرجه البخارى فى النكاح من طريق سفيان وفى الصلاة

من طريق معمر وطريق آخر . (٣) فى الاصل 'تروته'، وفى ظ 'يرون' .

(٤) سقط من الاصل زدناه من ع و ظ .

(٥) ما بين القوسين سقط من الاصل زدناه من ع و ظ .

والحديث اخرجه البخارى تاما من طريق الليث عن الزهرى عن سالم (ج ٥ ص ٢٢) .

(٦) اخرج البخارى اصل الحديث من طريق يونس عن الزهرى واما رواية سفيان

عنه فاخرجها احمد فى مسنده و ابو داؤد عن احمد فى سننه لكن رواية احمد عن

مسند حمیدی کے دوسرے قدیم مخطوطے کا عکس

حدیثنا الحمیدی قال سأل رسول الله عن ابنه انه سمع
 عليه السلام على المنبر يقول من جاء منكم الجمعة فليصل
 حدیثنا الحمیدی قال یاسقفین قال یاعبد الله
 رمان عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله
 حدیثنا الحمیدی قال یاسقفین قال یاعبد الله
 امته واتوب السخنی عن نافع عن ابن عمر عن النبي
 صلى الله عليه وسلم مثله حدیثنا الحمیدی قال حدیثنا
 یسقفین قال یالزهري عن سالم عن ابنه قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بلاؤنا یؤدین بلایک
 فقلوا واشتروا حنی تمعوا اذان ابن اقرم مضوم
 حدیثنا الحمیدی قال یاسقفین قال یالزهري
 عن سالم عن ابنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
 اذا اثنان ذبح احدهم امرئکم الم السید فلا تمنعها قال
 یسقفین ذون ابنه باللیل حدیثنا الحمیدی قال حدیثنا
 یسقفین قال یالزهري وحیدی ویشی ویشی ویشی
 لحد قال اخیر فی سالم عن عبد الله بن ابنه ان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم قال من باع شاة او له مال فماله للذي
 باعه الا ان يشترطه المیناع ومن باع نخلا بعد ان توشتر
 فمذها للبايع الا ان يشترطه المیناع ومن باع نخلا
 ان توشتر حدیثنا الحمیدی قال یاسقفین قال یالزهري
 قال اخیر فی سالم عن ابنه عن ابنه قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم اذا اثنان ذبح احدهم ذبح
 عن شاة واذا اراد ان يزرع واول ما يزرع راسه
 من الذرع واول ما يزرع بين ارجلین حدیثنا

بلادِ عرب میں مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخے کا عکس

٦٦٦- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري، قال: أخبرني سالم بن عبد الله،

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعُ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (١).

٦٦٧- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا (ع: ١٨٣) الوليد بن مسلم قال: سمعت زيد

ابن واقد يحدث عن نافع،

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصْبَهُ (٢) حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ (٣).

٦٦٨- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري قال: حدثني سالم

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّبْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (٤).

٦٦٩- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري، عن سالم،

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ» (٥).

(١)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في الأذان (٧٣٥) باب: رفع اليدين في التكبيرة الأولى مع الإفتتاح سواء، ومسلم في الصلاة (٣٩٠) باب: استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام. وقد استوفينا تخريجها في «مسند الموصلي» برقم (٥٤٢٠، ٥٤٨١، ٥٥٣٤، ٥٥٦٤)، وفي «صحيح ابن حبان» برقم (١٨٦١) و (١٨٦٤، ١٨٦٨، ١٨٧٧).

(٢)- حصبه: زماه بالحصا.

(٣)- إسناده صحيح، ونسبه الحافظ في الفتح ٢ / ٢٢٠ إلى البخاري في جزء رفع اليدين.

(٤)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في تقصير الصلاة (١٠٩١) باب: يصلي المغرب ثلاثاً في السفر - وأطرفه (١٠٩٢، ١١٠٦، ١١٠٩، ١١٦٨....) -، ومسلم في صلاة المسافرين (٧٠٣) باب: جواز الجمع بين الصلاتين في السفر.

ولتمام التخريج انظر «مسند الموصلي» (٥٤٢٢، ٥٤٣٠، ٥٤٨٥).

(٥)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في فضائل القرآن (٥٠٢٥) باب: اغتباط صاحب القرآن، وفي التوحيد (٧٥٢٩)، ومسلم في صلاة المسافرين (٨١٥) باب: فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه. =

المستخرج لابن نعيم الاصبهاني كالعكس

١٢ - الجزء الرابع من المسند المستخرج على صحيح مسلم

٦٨ - باب في رفع اليدين في الصلاة

٨٥٦- حدثنا أبو علي محمد بن أحمد بن الحسن ، ثنا بشر بن موسى ، ثنا الحميدي ح ، وحدثنا فاروق ، ثنا أبو مسلم ، ثنا القعني ح ، وحدثنا أبو بكر الطلحي ، ثنا عبيد بن غنام ، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ، وحدثنا جعفر بن محمد بن عمرو ، ثنا أبو حصين ، ثنا يحيى بن عبد الحميد ح ، وحدثنا محمد بن إبراهيم ، ثنا أحمد بن علي بن المنسي ، ثنا زهير بن حرب ، وإسحاق بن أبي إسرائيل ح ، وحدثنا أبو علي مخلد بن جعفر ، ثنا الفريابي ، ثنا قتيبة ح ، وحدثنا أبو محمد بن عبيد ، ثنا عثمان بن أبي شيبة ، وأبو بكر بن خلاد وزيد بن الحريش ، وحدثنا أبو علي الصواف ، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل ، حدثني أبي ، قالوا : ثنا سفيان بن عيينة ، ثنا الزهري ، أخبرني سالم بن عبد الله ، عن أبيه قال : « رأيت رسول الله ﷺ إذا انتح الصلاة رفع يديه حلو منكبته وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجنتين »^(١) . اللفظ للحميدي .

رواه مسلم عن يحيى بن يحيى ، وسعيد بن منصور ، وأبي بكر بن أبي شيبة ، وعمرو الناقد ، وزهير بن حرب ، وابن عمير كلهم عن سفيان .

٨٥٧- أخبرنا سليمان بن أحمد ، ثنا إسحاق ، ثنا عبيد الرزاق ، عن ابن جريج ، حدثني ابن شهاب ، عن سالم ، عن ابن عمر قال : « كان نبي الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يكونا حلو منكبته ثم يركع فإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حتى يرفع رأسه من السجود »^(٢) .

رواه مسلم عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق .

٨٥٨- حدثنا أبو بكر بن خلاد ، ثنا أحمد بن إبراهيم بن ملحان ، ثنا يحيى بن بكير ، ثنا الليث بن سعد ، حدثني عقيل ، عن الزهري ، عن سالم بن عبد الله أن عبد الله بن عبيد قال : « كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى يكونا حلو منكبته ثم كبروا وإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حتى

= [٤١٩/٢] الحديث [٨١٥٩] .

(١) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [٢٩٢/١] الحديث [٣٩٠/٢١] . والنزدي في كتاب الصلاة [٣٥/٢] الحديث [٢٥٥] . والنسائي في كتاب افتتاح الصلاة [١٤٢/٢] باب : رفع اليدين للركوع حذو الكتفين . وابن ماجه في كتاب إقامة الصلاة [٢٧٩/١] الحديث [٨٥٨] . والإمام أحمد في مسنده [١٢/٢] الحديث [٤٥٣٩] .

(٢) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [٢٩٢/١] الحديث [٣٩٠/٢٢] . والبيهقي في الكبرى في كتاب الصلاة [٣٦/٢] الحديث [٢٣٠١] .

مسند الحمیدی کے دونوں قلمی قدیم نسخوں میں لکھا ہوا ہے کہ
 رأیت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع يديه حدو منكبيه وإذا
 أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدةتين.
 اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ دیوبندیہ میں فلا یرفع کا اضافہ ہندوستانی کاتب یا
 نسخ کا خود ساختہ ہے جیسا کہ حال ہی میں مصنف ابن ابی شیبہ کو کراچی میں جب بمبئی کے
 طبع شدہ نسخہ کا عکس لے کر شائع کیا گیا تو اس میں بھی متعصب دیوبندی ناشر نے سیدنا وائل
 بن حجرؒ کی روایت کے آخر میں تحت السورة کے خود ساختہ الفاظ بڑھادیئے۔
 مسند حمیدی کی اس روایت کی سند میں جلدی اور غلطی کی وجہ سے حدیثنا سفیان کے
 الفاظ بھی چھوڑ دیئے گئے تھے جس کا احساس معلق کو بہت بعد میں ہوا کیونکہ غلطیوں کا جو
 چارٹ کتاب کے آخر میں ہے اس میں بھی اس غلطی کا ازالہ نہیں کیا گیا ہے۔
 نسخہ ظاہریہ تمام نسخوں سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے اور ایک دوسرے نسخے میں بھی
 یہ روایت نسخہ ظاہریہ کی طرح ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی (رفع یدین والی موقوف)
 روایت کو امام حمیدی نے ایک اور سند سے بھی بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا
 عبداللہ بن عمرؓ رفع یدین کو ضروری (واجب) سمجھتے تھے۔
 اسی روایت کے بعد امام الحمیدی کا عبداللہ بن عمرؓ کے اس عمل کا ذکر کرنا کہ ”وہ
 رفع الیدین کے تارک کو اس وقت تک کنکریوں سے مارتے تھے جب تک وہ رفع الیدین نہ
 کرنے لگتا۔“ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام الحمیدی، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی
 اثبات رفع الیدین کی حدیث اور پھر ان کا عمل ذکر کر کے گویا اس مسئلے پر مہر ثبت کرنا چاہتے
 ہیں اور اسی بنا پر امام الحمیدی خود بھی رفع الیدین پر عمل پیرا تھے۔
 اسی حدیث کو امام ابو عوانہ نے سفیان کے دوسرے شاگردوں سے نقل کرنے کے بعد
 امام حمیدی کی سند سے بھی اس حدیث کے ابتدائی الفاظ نقل کر دیئے اور پھر مشلہ کہہ کر اشارہ
 کر دیا کہ امام حمیدی کی حدیث کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ

فلا یرفع کے الفاظ غلط اور مردود ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ

- ① مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ کی متنازعہ عبارت محرف اور مصحف ہے۔
 - ② دیگر ثقہ راویوں نے اسے سفیان بن عیینہ سے رفع الیدین عند الركوع وبعده کے اثبات کے ساتھ روایت کیا ہے لہذا اگر یہ عبارت مسند الحمیدی کے تمام قلمی نسخوں میں بھی موجود ہوتی تو بلاشک و شبہ تصحیف و خطا فاحش تھی۔
 - ③ چونکہ ابتدائی صدیوں میں اس خود ساختہ روایت کا نام و نشان تک نہیں تھا اس لیے اسے کسی نے بھی پیش نہیں کیا۔
 - ④ جن لوگوں نے زوائد پر کتابیں لکھیں ہیں مثلاً المطالب العالیہ فی زوائد المسانید الثمانیہ لابن حجر (وفیہا مسند الحمیدی) اور اتحاف السادة المہرۃ الخیرۃ للبو صیری۔ ان میں سے کسی نے بھی اس روایت کو پیش نہیں کیا، اگر ہوتی تو پیش کرتے!۔
 - ⑤ مکتبہ طاہریہ کے مسند الحمیدی کے قدیم مخطوطے میں یہ حدیث علی الصواب (رفع الیدین عند الركوع وبعده کے اثبات کے ساتھ) موجود ہے۔
 - ⑥ حافظ ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائنی نے مسند ابی عوانہ (ج ۲ ص ۹۱) میں اسے امام شافعی اور امام ابو داؤد کی روایت کے مثل قرار دیا ہے۔
- امام شافعی کی روایت عند الركوع اور بعده کے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ ”کتاب الام“ میں موجود ہے۔ [ج ۱ ص ۱۰۳ ط بیروت]
- ابو داؤد (غالباً الحرانی) کی بواسطہ علی (بن عبد اللہ المدینی) والی روایت ہمیں نہیں ملی مگر سنن ابی داؤد میں احمد بن حنبل والی روایت اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعده کے ساتھ موجود ہے۔ [سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۱۱ ح ۷۲۱]
- اور علی بن عبد اللہ (المدینی) والی روایت اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعده کے ساتھ جزء رفع الیدین للبخاری میں موجود ہے۔ [ص ۲۱۷ ح ۲]

④ اس حدیث کے مرکزی راوی امام سفیان بن عیینہ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین باسند صحیح ثابت ہے۔ [دیکھئے سنن ترمذی ج ۲ ص ۳۹ حدیث ۲۵۶ تحقیق احمد شاکر]

⑤ امام حمیدی بھی رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے قائل ہیں۔
[جزء رفع الیدین للبخاری ص ۳۵ ج ۱ تحقیق]

خلاصہ یہ ہے کہ مسند الحمیدی میں زہری عن سالم عن ابیہ والی روایت رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ ہے۔ نفی کے ساتھ نہیں ہے۔ لہذا نسخہ دیوبندیہ کی خود ساختہ اور خانہ ساز عبارت موضوع و باطل ہے اور اسے پیش کرنا انتہائی ظلم، پر لے درجے کی خیانت اور سبب زوری ہے۔

⑥ اس تحقیق کے بعد المستخرج لابن نعیم الاصبہانی (ج ۲ ص ۱۲) دیکھنے کا موقع ملا، وہاں بھی یہ روایت مسند حمیدی کی سند کے ساتھ منقول ہے جس میں اثبات رفع الیدین ہے، نفی نہیں۔ والحمد للہ

⑦ مسند حمیدی جو شام سے شائع ہوئی ہے اس میں بھی رفع الیدین کرنے والی حدیث موجود ہے اور نہ کرنے کا کوئی نام و نشان نہیں۔ [دیکھئے ج ۱ ص ۵۱۵ ج ۲ ص ۶۲۶]

مسند ابی عوانہ اور حدیث رفع الیدین

اس سلسلہ میں مولانا ارشاد الحق اثری صاحب کا ایک کتابچہ ”مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ“ کافی عرصہ پہلے شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈیروی صاحب کے شبہات و ادوہام کے مسکت اور تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔

چونکہ اس (حدیث) کو امام ابو عوانہ نے تین راویوں سے بیان کیا ہے۔ لہذا یہ تین حدیثوں کے حکم میں ہے۔ اس لیے امام ابو عوانہ (الاسفرائینی) نے انتہائی دیانت داری کے ساتھ روایات کے اختلاف کا بھی ذکر فرما دیا ہے۔ کسی نے کہا: ”یحاذی بہما“ (منکیبہ) اور کسی نے کہا: ”حذو منکیبہ“ اسی طرح کسی نے کہا: ”لا یرفعہما“

(بین السجدتین) اور کسی نے کہا: ”لا یرفع“ (بین السجدتین) لیکن ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ امام ابو عوانہ نے کہا: ”والمعنی واحد“ یعنی معنی (مطلب) ایک ہی ہے۔ صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ (جو کہ مسند ابی عوانہ والی حدیث کے بنیادی راوی ہیں) سے چھٹمہ راوی ”لا یرفعہما بین السجدتین“ کا لفظ ذکر کرتے ہیں۔ امام احمد وغیرہ ”لا یرفع بین السجدتین“ کا لفظ بیان کرتے ہیں۔

مسند ابی عوانہ کے محرف مطبوعہ نسخے کا عکس

مسند ابی عوانہ ۹۰ ج ۲ -

مالک ابن مال مالمیت ورواہ امام قطب انفق صلاۃ و لآتم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان کان یسبح بکاء الصبی فیصنف عاقبۃ ان تفتن لہ .

حدثنا یونس بن حسیب قال ثابو داروہ قال ثنا حلد بن سلمۃ عمروضی اللہ عن ثابت عن انس قال مالمیت خلف احد انفق صلاۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تمام رکعت صلاۃ ابن بکر متقاربا فلما کان عمر مد فی التیمم .

تینان و رفع البیضین

فی اقتراح الصلاۃ قبل التیمم بخلافه منکبہ والکرم و لرفع رأسہ من الرکوع و لہ لا یرفع بین السجدتین .

حدثنا عبد اللہ بن ایوب الثمری وسعدان بن نصر وشعیب ابن عمرو فی آخرین قالوا اتانا سفیان بن عیینہ عن الزمری عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتضح الصلاۃ و رفع یدیه حتی یحاذی بہا وقال بعضهم حلو منکبہ و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رأسہ من الرکوع لا یرفعہما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد، حدثنا الزبیر بن سلیمان عن الشافعی عن ابن عیینہ بنحوہ ولا یقبل ذلك بین السجدتین حدثنی ابو داروہ قال ثنا علی قال ثنا سفیان ثنا الزمری عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقلہ .

مسند ابی عوانہ ۹۱ ج ۲ -

حدثنا الصائغ یحییٰ قال ثنا الجلیبی قال ثنا سفیان عن الزمری قال أخبرنی فی سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقلہ .

حدثنا الریح قال ثنا الشافعی ان مالک (۸) أخبرہ عن ابن شہاب عن سالم عن ابیہ ان التیمی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اتضح الصلاۃ و رفع یدیه حد و منکبہ و اذا رفع رأسہ من الرکوع رفعہما و کان لا یقبل ذلك فی السجود .

حدثنا اسحاق بن ابراہیم الصمانی قال آیا عبد الرزاق قال أخبرنی ابن جریج قال حدثنی ابن شہاب عن سالم ان ابن عمر کان یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلاۃ و رفع یدیه حتی نکو ناخذ و منکبہ، ثم کبر و اذا اراد ان یرکع قل مثل ذلك و اذا رفع من الرکوع قل مثل ذلك ولا یقلہ جن یرفع رأسہ من السجود .

حدثنا یوسف بن مسلم قال ثنا حجاج قال ثنا الیث عن علی بن ابن شہاب باسنادہ بنحوہ و یرفع یدیه ثم یرکع .

حدثنا ابو محمد یحییٰ بن اسحاق بن ساری و احمد بن الولید الصام قالانا زکریا بن عدی قال آیا ابن المبارک عن یونس بن عمر و عبد اللہ بن عمرو محمد بن ابن حنفیہ عن الزمری عن سالم عن ابن عمر عن ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیه اذا

مسند ابی عوانہ / مدینہ منورہ والے قلمی نسخے کا عکس

ما جلت در انام و طاعت خلاہ و لایم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم وان جاز لیسع بدا العین فنجنت مخافہ ان یقتل امہ ان
 حدیث ابی یوسف بن حنیبلہ اخبرنا ابی داؤد الجریانی و ابی یوسف بن یحییٰ بن
 الخلیفہ انما صلیت خطبتہ عند الحق فعلاہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فی تمام و ذات مبارکہ ای یکر و رضی اللہ عنہ متشابہہ انما ان قرع عنی اللہ
 عنہ من ذی الخلد

بإل
 بیان دفع الیدین فی اشیاء المملکۃ قبل الذکر
 مجتہد منجیہ و ذکر کرم و لکن و الیدین الکریم
 و انہ لا یرفع من السجدتین

حدیثنا عبد اللہ بن ابی یوسف الخرمی و سعد بن زید عن شعیب بن عمیر
 بن الحر بن مالک بن اسحاق بن عیینہ عن الزهیری عن سالم عن اسیبہ
 قال دایعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزع النملہ و رفع یدہ حتی
 یخاذ یدہا و قال بعضهم جند و تلحیجہ و اذا البراد ان یرکع و یسجد
 ما یرفع لیس من الذکر و لا یرفعہما و قال بعضهم لا یرفع من السجدتین
 و المعنی السجدتین حدیثنا الذبیح بن یحییٰ بن عمار بن اقیلی عن
 یزید بن یحییٰ و لا یستل ذلك من السجدتین حدیثنا ابو ذر لوفہ
 اخبرنا یحییٰ بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق
 قال رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فی حدیثنا المعانیع
 عن ابی الخیر بن یحییٰ بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق
 ابیہ رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فی حدیثنا الذبیح

● مخطوطہ مسند ابی عوانہ (مصرعہ الشافعیہ الاسلامیہ فی اللبنة النور) ●

مسند ابی عوانہ سندھی مخطوطے کا عکس

تخصف الصلاة ه **حدیث** الصفاق بن ابی الیافا مالا ساعیدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول
 ساجدین زید والیہا عبد الہ من غیر ان یسئلوا اللہ فی شئ الا ان یسئلوا فی شئ من شئ
 ویتیم فی **حدیث** یوسف بن مسلم قال سئل عن رجل من صحابہ من غزا فی الجبل ما یسئل
 فیما یسئلہ من غیر ان یسئلوا فی شئ الا ان یسئلوا فی شئ من شئ ما یسئل
 ابو یوسف وحدثنا ابو یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف
 الناس صلاہ فی عام **حدیث** احمد بن محمد بن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف
 ابی الہ بن یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف
 صلاہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عام **حدیث** عمر بن زبیر عن ابی الیافا
 قال سئل عن رجل من الصحابہ ما یسئل مع احدہ ان یسئلوا فی شئ من شئ ما یسئل
 فلیس فی **حدیث** عبد اللہ بن سعید بن جبیر عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا
 ما یسئل فی شئ من شئ ما یسئل فی شئ من شئ ما یسئل فی شئ من شئ ما یسئل فی شئ من شئ
 وحدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول فی شئ من شئ ما یسئل فی شئ من شئ
حدیث ابو یوسف عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا
 فی شئ من شئ ما یسئل فی شئ من شئ ما یسئل فی شئ من شئ ما یسئل فی شئ من شئ
بیان رفع الیدین فی افتتاح الصلاة
 قبل التہنیر کما فی حدیثہ ویرفع الیدین ویرفع الیدین ویرفع الیدین ویرفع الیدین
حدیث ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا
 سفین برعبینہ من الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا
 الصلاة ویرفع الیدین حتی یجازی بہما وقال بعضہم حدیثہ ویرفع الیدین ویرفع الیدین
 ویرفع الیدین ویرفع الیدین ویرفع الیدین ویرفع الیدین ویرفع الیدین ویرفع الیدین
حدیث ابو یوسف عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا
حدیث ابو یوسف عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا
 صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا عن ابی الیافا

مسند ابی عوانہ کی اس حدیث کے ایک راوی سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے۔ (سعدان تک سند بلا شک صحیح ہے)

اس میں ہے: ”رأیت رسول اللہ ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه وإذا أراد أن یرکع وبعد ما یرفع من الرکوع ولا یرفع بین السجدتین“ [السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۶۹]

لہذا معلوم ہوا کہ یہ حدیث اثبات رفع الیدین کی زبردست دلیل ہے۔ اس لیے ”الحافظ الثقة الکبیر“ امام ابو عوانہ اس کو باب ”رفع الیدین فی افتتاح الصلوة قبل التکبیر بحذاء منکبیه وللرکوع ولرفع رأسه من الرکوع وأنه لا یرفع بین السجدتین“ کے باب میں لائے ہیں۔

بعض ناسمجھ لوگوں نے ”لا یرفعہما“ کو چھپلی عبارت سے لگا دیا ہے حالانکہ دلائل ان کی واضح تردید کرتے ہیں:

① مسند ابی عوانہ کے مطبوعہ نسخہ سے عمدًا سہواً ”واو“ گرائی گئی ہے یا گر گئی ہے۔ یہ ”واو“ مسند ابی عوانہ کے قلمی نسخوں اور صحیح مسلم وغیرہما میں موجود ہے۔ (علامہ سید احسان اللہ شاہ الراشدی پیر آف جھنڈا کے نسخہ میں یہ واو موجود ہے بلکہ مدینہ طیبہ کے نسخہ میں بھی واو موجود ہے۔ والحمد للہ)

② سعدان کی روایت بھی اثبات رفع الیدین کی تائید کرتی ہے۔

③ ابو عوانہ کی تبویب بھی اسی پر شاہد (گواہ) ہے۔

④ امام شافعی، امام ابو داؤد اور امام حمیدی کی روایات بھی اثبات رفع الیدین عند الرکوع وبعده کے ساتھ ہیں جن کے بارے میں ابو عوانہ نے ”نحوہ“.... ”بمثله“... اور ”مثله“ کہا ہے۔

⑤ اس حدیث کو سابقہ حنفی علماء مثلاً زبیلی (وغیرہ) نے عدم رفع الیدین کے حق میں پیش نہیں کیا۔ اس وقت تک یہ روایت بنی ہی نہیں تھی، لہذا وہ پیش کیسے کرتے!؟

معلوم ہوا کہ اس روایت کے ساتھ عدم رفع پر استدلال کرنا غلط، باطل اور چودہویں صدی کی ”بدعت“ ہے۔

مسند ابی عوانہ قدیم دور میں بھی مشہور و معروف رہی ہے۔ کسی ایک امام نے بھی اس کی محولہ بالا عبارت کو ترک و عدم رفع الیدین کے بارے میں نہیں پیش کیا۔

مدونہ کبریٰ کی ایک روایت

سابقہ صفحات پر گزر چکا ہے کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے عند الرکوع وبعده کے رفع الیدین کی روایت کا اثبات تو اتر کے ساتھ ثابت ہے۔ [دیکھئے ص ۶۸]

بعض لوگوں نے اس کے خلاف ”المدونۃ الکبریٰ“ کی ایک روایت پیش کی ہے۔

عن ابن وهب وابن القاسم عن مالك عن ابن شهاب عن سالم عن

أبيه أن رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح

الصلوة

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (سیدنا) رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔

[المدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱ بحوالہ معارف السنن ج ۲ ص ۳۹۷ محمد یوسف بنوری کوثری دیوبندی، نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۶۰، ۶۱]

اس روایت کو کسی قابل اعتماد محدث نے رفع الیدین کے خلاف پیش نہیں کیا اور نہ کوئی عقل مند اسے پیش کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ استدلال کئی وجہ سے مردود ہے:

① یہ حدیث مختصر ہے۔ اس میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں اور عدم ذکر نفی ذکر کے لیے مستلزم نہیں ہوتا، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

② امام مالک سے رفع الیدین کی روایت متواتر ہے۔

③ ابن وهب عن مالك عن (ابن شهاب) الزهري والی روایت السنن الکبریٰ (۶۹/۲)

میں موجود ہے۔ اس میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کا اثبات ہے۔

ابن وہب تک بیہقی کی سند بالکل صحیح ہے۔

④ ابن القاسم کی روایت میں بھی عند الکرکوع وبعده رفع الیدین کا اثبات ہے (التمہید ۲۱۰/۹، ۲۱۱ معلقاً) ابن القاسم کی روایت موطاً امام مالک (روایت ابن القاسم) میں بھی موجود ہے۔ [ص ۱۱۳ ج ۵۹]

⑤ امام ابن شہاب الزہری سے رفع الیدین کے اثبات کی روایات متواتر ہیں (کما تقدم) لہذا اس ”عدم ذکر“ والی روایت سے دلیل پکڑنا باطل ہے۔

⑥ بذات خود کتاب مدونہ کبریٰ کی سند اور توثیق محل نظر ہے۔
 ”المدونة الكبرى“ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحب مدونہ ”سخون“ تک متصل سند نامعلوم ہے لہذا یہ ساری کتاب بے سند ہوئی۔ ایک مشہور عالم ابو عثمان سعید بن محمد بن صبیح بن الحداد المغربی (صاحب سخون) جو کہ مجتہدین میں سے تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۴/۲۰۵] انھوں نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔ [ایضاً ص ۲۰۶]

وہ مدونہ کو ”مدودہ“ (کیڑوں والی کتاب) کہتے تھے۔ [العمر فی خبر من عمر ۲/۱۲۲] الشیخ ابو عثمان اہلسنت کے اماموں میں سے تھے۔ آپ ۳۰۲ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ اس بے سند کتاب کے دوسرے مسئلے بھی دیوبندی حضرات نہیں مانتے، مثلاً ج ۱ ص ۶۸ پر لکھا ہوا ہے:

☆ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سرّاً بھی نہیں پڑھنی چاہیے۔
 ☆ بقول المدونۃ الکبریٰ: امام مالک کے نزدیک نماز میں ہاتھ باندھنا مکروہ ہے۔ [ج ۱ ص ۷۶] ان مسائل کے بارے میں کیا خیال ہے؟

عبداللہ بن عون الخراز کی روایت

بعض لوگوں نے درج ذیل روایت کو پیش کیا ہے:

”عن عبد الله بن عون الخراز: ثنا مالك عن الزهري عن سالم عن

ابن عمر أن النبي ﷺ كان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة ثم لا يعود

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رفع الیدین اس وقت کرتے

جب شروع کرتے پھر رفع الیدین کرنے کے لیے نہ لوٹتے تھے۔“

[الخلافيات للبيهقي، بحواله نصب الراية: ۴۰۴/۱، نور الصباح: تصنیف حبیب اللہ ڈیوی دیوبندی ص ۶۱، ۶۲]

اول:

۱: امام ابو عبداللہ الحاکم نے (اس روایت کے بارے میں) کہا:

”هذا باطل موضوع ولا يجوز أن يذكر إلا على سبيل القدر فقد

روينا بالأسانيد الصحيحة عن مالك بخلاف هذا“

یہ (روایت) باطل موضوع ہے۔ اس کا ذکر سوائے اسے بُرا کہنے (جرح کرنے)

کے جائز نہیں ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ صحیح اسانید کے ساتھ امام مالک سے اس کے

خلاف (اثبات رفع الیدین) ہم تک روایت کیا گیا ہے۔ [نصب الراية: ۴۰۴/۱]

(امام حاکم کے بارے میں) حافظ ذہبی نے کہا:

”الإمام الحافظ الناقد العلامة شيخ المحدثين“ [سير اعلام النبلاء: ۱۲۳/۱۷]

اور کہا:

”وصنف وخرّج وجرّح وعدّل وعلّل وكان من بحور العلم على

تشيع قليل فيه“ [اليناص: ۱۲۵]

خطیب بغدادی نے کہا: ”وكان ثقة“ [تاریخ بغداد: ۴۷۳/۵]

امام حاکم صدوق ہیں، لیکن مستدرک میں وہ ساقط (موضوع و ضعیف) احادیث کی

تصحیح کرتے ہیں۔ [میزان الاعتدال: ۶۰۸/۳]

امام حاکم متساہل تھے۔

[ذکر من یعمد قولہ فی الجرح والتعدیل للذہبی ۱۵۹/۲، المتکلمون فی الرجال للسخاوی ص ۱۳۷]

متساہل جس روایت کو باطل و موضوع کہہ دے وہ (روایت عام طور پر) انتہائی پرلے درجے کی موضوع و باطل ہوتی ہے۔

حافظ ذہبی نے امام حاکم کو ”الحافظ الکبیر“ اور ”إمام المحدثین“ کہا۔

[تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۲۷ بحوالہ احسن الکلام ج ۱ ص ۱۰۴ طبع باروم مصنف سرفراز خان صفدر دیوبندی]

۲۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر الدمشقی المعروف بابن القیم الجوزیہ (۶۹۱-۷۷۱ھ) نے کہا:

”ومن شم روائح الحدیث علی بعد: شہد باللہ أنه موضوع“

جس نے حدیث کی خوشبودار سے بھی سونگھی ہے وہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہے

کہ یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے۔ [المنار المین فی الصحیح والضعیف ص ۱۳۸]

حافظ ابن قیم کے بارے میں علماء کی چند آراء ملاحظہ فرمائیں:

① ابن رجب الدمشقی نے کہا:

”وكان عارفاً بالتفسير لا يجارى فيه، وبأصول الدين، وإليه فيهما

المنتهى . والحدیث ومعانيه وفقهه ودقائق الإستنباط منه، لا يلحق

في ذلك...“ [كتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ ۲/۴۳۸]

② ابن کثیر الدمشقی نے کہا:

”صاحبنا الشيخ الإمام العلامة... وبرع في علوم متعددة، لا سيما

علم التفسير والحدیث والأصلين...“ [البدایہ والنہایہ ۱۴/۲۳۶]

③ ابن ناصر الدین الدمشقی نے کہا:

”الشيخ الإمام العلامة شمس الدين أحد المحققين...“

[الرد الوافر ۱۱۹]

④ ابن العماد الحنبلي نے کہا:

”الفيقيه الحنبلي بل المجتهد المطلق المفسر النحوي الأصولي“

المتکلم“ [شذرات الذہب ۱۶۸/۶]

نیز ملاحظہ فرمائیں: الدرر الکامیۃ للعسقلانی (۴۰۰/۳) والبدرا الطالع للشوکانی (۱۴۳/۲)

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ

”نوٹ: اکثر اہل بدعت حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی رفیع شان میں بہت ہی گستاخی کیا کرتے

ہیں مگر حضرت ملا علی قاری لکھتی ان کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: وکانا من اکابر

أهل السنة والجماعة ومن أولیاء هذه الأمة (جمع الوسائل ج ۱ ص ۲۰۸ طبع مصر)

اور حافظ ابن القیم کی تعریف کرتے ہوئے امام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ پھولے

نہیں سماتے (بغیۃ الوعاة)“ [المنہاج الواضح یعنی راہ سنت ص ۱۸۷]

۳: حافظ ربانی ابن حجر العسقلانی نے اس حدیث کے بارے میں کہا:

”وہو مقلوب موضوع“ [التلخیص الجیر ۲۲۲/۱]

حافظ ابن حجر کے بارے میں عبدالحی لکھنوی حنفی نے کہا: ”ہو امام الحفاظ“

[غیث الغمام مع امام الکلام ص ۲۸]

حافظ ابن حجر کے بارے میں سرفراز صفدر صاحب لکھتے ہیں: ”حافظ الدنیا“

[راہ سنت ص ۳۹]

ابن العماد الحسنبلی نے کہا: ”شیخ الإسلام علم الأعلام أمير المؤمنين فی

الحديث حافظ العصر“ [شذرات الذہب ۲۷۰/۷]

کہا جاتا ہے کہ العراقی، التقی الفاسی، البرہان الحلبي اور السخاوی وغیرہم نے ان کی

تعریف کی ہے۔ [ملاحظہ ہو ترجمہ ابن حجر مطبوع مع المطالب العالین ج ۱ ص ۲۰۷]

الحاکم، ابن قیم اور ابن حجر نے متفقہ طور پر اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

حاکم سے (لے کر) ابن حجر تک کسی ایک محدث یا امام نے بھی اس حدیث کو صحیح نہیں کہا۔

حدیث کی تصحیح و تضعیف میں صرف محدثین کا قول ہی حجت ہے۔

(ثقتہ بالا جماع) عبدالرحمن بن مہدی نے کہا: معرفت حدیث الہام ہے۔

ابن نمیر نے کہا: ”ابن مہدی نے سچ کہا ہے۔ اگر میں ان سے پوچھتا کہ آپ نے یہ بات کہاں سے لی ہے تو ان کے پاس جواب نہ ہوتا۔“

[علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۹، وسندہ صحیح]

یہاں الہام سے مراد خاص پیشہ ورانہ تجربہ ہے، جس کی بدولت ایک جوہری و صراف فی البدیہہ طور پر جوہریازیورات کے بارے میں فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ اصلی ہیں یا جعلی۔ اس سے صوفیہ و مبتدعین کا الہام و کشف مراد نہیں جس سے وہ ”غیب کی خبریں“ اور قصص مکذوبہ لاتے ہیں، اس بات کو خوب سمجھ لیں۔

ابو حاتم نے کہا:

”مثل معرفة الحدیث کمثل فص ثمنه مائة دینار و آخر مثله علی

لونه ثمنه عشر دراهم“

حدیث کی پہچان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نگینہ ہے جس کی قیمت سو دینار ہے اور اسی جیسا اس کے رنگ پر ایک دوسرا نگینہ ہے جس کی قیمت دس درہم ہے۔

[علل الحدیث ۹۱]

امام ابو حاتم نے کچھ روایات کو کذب و باطل اور (کچھ کو) صحیح کہا اور دلیل نہ بتا سکے۔ ابو زرہ نے انھی روایات کو باطل و کذب اور صحیح کہا تو سائل بڑا حیران ہوا۔ یہ پہچان ایسی ہے جیسے ایک جوہری سچے موتی اور جعلی موتی پہچان لیتا ہے۔

مفصل واقعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ”تقدمة الجرح والتعديل“ [ص ۳۴۹، ۳۵۱]

غرض یہ کہ حدیث کی پہچان میں اس کے جوہریوں (محدثین) کا قول ہی حجت ہے۔

دوم:

امام بیہقی مصنف الخلفیات سے عبداللہ بن عون النخرازی تک سندنما معلوم ہے۔ عبداللہ بن عون

النخرازی ۲۳۲ھ کو فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ۳۶۱۰ تقریب التہذیب: ۳۵۲۰]

امام بیہقی ۳۸۲ھ کو پیدا ہوئے۔ [الانساب للسمعانی ۴۳۹/۱ سیر اعلام النبلاء ۱۶۴/۱۸]

اگر کہا جائے کہ اسے بقول مغلطائی، امام بیہقی نے الخلفیات میں ”محمد بن غالب عن أحمد بن محمد البرقي عن عبد الله بن عون الخراز“ سے روایت کیا ہے۔ (کمافی/ ماتمس إلیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ تصنیف محمد عبدالرشید نعمانی دیوبندی ص ۴۸، تو جواب یہ ہے:

① مغلطائی بن قلیح الکجری کی عدالت نامعلوم ہے۔ بعض علماء نے اس کے ”اوہام شنیعہ“ اور ”سوہ فہم“ کی نشان دہی کی ہے۔ بعض شیوخ سے اس نے سماع کا دعویٰ کیا مگر کبار علماء نے اس کے دعویٰ کی تردید کی۔ [ملاحظہ ہولسان المیزان ۲۶۶-۷۴]

ابن فہدالمکی نے ”لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ“ صفحہ ۱۳۳ پر کہا: ”مغلطائی بن قلیح بن عبد اللہ البکجری الحنفی“ اور صفحہ ۱۳۶ پر کہا: ”وتکلم

فیہ الجہابذہ من الحفاظ لأجل ذلك ببراهین واضحه“
مختصر یہ کہ اس متکلم فیہ، صاحب اوہام شنیعہ، سنی الفہم اور غیر موثق شخص کی نقل احادیث متواترہ کے مقابلے میں مردود ہے۔

② محمد بن غالب اگر تتمام ہیں تو ۲۸۳ھ کو فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ۳/۱۴۶]

یعنی امام بیہقی کی ولادت سے ۱۰۱ سال پہلے فوت ہوئے۔
لہذا یہ منقطع روایت مردود ہے۔

سوم:

شیخ الاسلام امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ایک کتاب ”غرائب حدیث مالک“ لکھی ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے ہر قسم کی (موضوع و باطل وغیرہ) روایات بھی اکٹھی کی ہیں مگر وہ اپنی اس کتاب میں مغلطائی کجری کی روایت نہیں لائے ہیں۔

[ملاحظہ ہونصب الراية للزيلعی ۴۰۴/۱]

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت امام دارقطنی کے بعد وضع کر کے محمد بن غالب کے

سر تھوپ دی گئی ہے۔

ترفع الأيدي والى رواية

عن ابن أبي لیلی عن نافع عن ابن عمر (رفعه قال): ترفع الأيدي
 في سبعة مواطن : عند افتتاح الصلاة واستقبال البيت والصفاء
 والمرورة والوقفين والجمرتين “ [نصب الرایة ۳۹۱/۱]
 رفع الیدین سات مقامات پر کیا جائے۔ ابتداء نماز کے وقت، بیت اللہ کی زیارت
 کے وقت، صفا اور مروہ پہاڑی پر قیام کے وقت، وقوف عرفہ اور مزدلفہ کے وقت،
 رمی الجمار کے وقت۔ [رفع الیدین کے خلاف ڈیروی صاحب کی کتاب ص ۶۸]

جواب:

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کا راوی ”محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی“ جمہور محدثین
 کے نزدیک ضعیف ہے۔

محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى كاتعاف

رتبة	جارج	جرح	ثبوت جرح	معدل	تعديل	ثبوت تعديل
1	شعبة	أفادني ابن أبي ليلى أحاديث فإذا هي	الجرح والتعديل	العجلي	صدوق ثقة	معرفة الثقات
2	زائدة	مقلوبة/ ما رأيت أحداً أسوأ حفظاً منه	322/7	يعقوب بن سفيان	جائز الحديث	244,243/2
3	يحيى بن سعيد	(كان لا يروي عنه) (ترك حديثه)	///	ثقة عدل... ☆	تهذيب التهذيب بعرضه	322/7
4	أحمد بن حنبل	سَيِّئُ الحفظ مضطرب الحديث	///	زائدة	كان ثقة أهل الدنيا	الجرح 322/7
5	يحيى بن معين	ليس بذلك/ ضعيف	(ص 323)	ترمذي	صحح له	ذُيروي 165
6	أبو حاتم الرازي	محله الصدق كان سَيِّئُ الحفظ	المجروح 245/2	الذهبي	حديثه في	تذكرة الحفاظ/ 171
7	أبو زرعة	إنما ينكر عليه كثرة الخطأ	الجرح والتعديل	ابن القيم	وزن الحسن	ذُيروي ص 165
8	الجوزجاني	صالح ليس بالقوي ما يكون	///	الهيثمي	حديثه حسن	ذُيروي ص 166
9	النسائي	واهي الحديث سَيِّئُ الحفظ	أحوال الرجال: 86		إن شاء الله	
10	ابن عدي	ليس بالقوي في الحديث	الضعفاء للنسائي: 525			
11	سلمة بن كهيل	مع سوء حفظه يكتب حديثه	الكامل 2195/6			
12	الدارقطني	يكذب عليّ	الضعفاء للعللي 99/4			
		ثقة في حفظه شيء	السنن 124/1			
		ضعيف الحديث سَيِّئُ الحفظ	241/1			
		ردئ الحفظ كثير الوهم	263/2			
13	ابن حبان	ردئ الحفظ كثير الوهم	المجروحين 244/2			
		فاحش الخطأ... فاستحق الترك	//			
		كثير الوهم	السنن الكبرى 24/1			
14	البيهقي	ضعيف في الرواية لسوء حفظه وكثرة خطائه	(334/5)			
15	زبلي	ضعيف	نصب الرواية 318/1			
16	محمد بن طاهر البغدادي	أجمعوا على ضعفه	تذكرة الموضوعات 90,24			
17	الذهبي	صدوق سَيِّئُ الحفظ	ديوان الضعفاء 279			
		صدوق إمام سَيِّئُ الحفظ	ميزان الاعتدال 613/3			
18	ابن حجر	ضعيف	فتح الباري 214/4			
19	طحاوي	مضطرب الحفظ جداً	مشكل الآثار 226/3			
20	الهيثمي	ضعيف	مجمع الزوائد 78/1			
21	محمد بن إسحاق السعدي	يستحق أن يترك حديثه	المجروحين 246/2			
22	السايجي	سَيِّئُ الحفظ ☆	تهذيب بغير سند			
23	ابن جرير الطبري	لا يحتج به ☆	///			
24	ابن خزيمة	ليس بالحافظ ☆	///			
25	أبو أحمد الحاكم	عامه أحاديثه مقلوبة ☆	///			
26	ابن المديني	سَيِّئُ الحفظ واهي الحديث ☆	///			
27	ابن القطان	سَيِّئُ الحفظ ☆	نصب الرواية 182/2			
28	النووي	ضعيف	نصب الرواية 84/4			
29	ابن الجوزي	كلهم ضعاف	نصب الرواية 107/4			
30	المنذري	ثقة ردئ الحفظ كثيراً كذا قال	الترغيب 525/5			
		الجمهور فيه	بحواله ذُيروي 165			
31	ابن حزم	سَيِّئُ الحفظ	المجلد 123/7			
32	السخاوي	سَيِّئُ الحفظ	القول البديع 167,168			

ائمہ حدیث کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ علماء کی بہت بڑی اکثریت محمد بن ابی لیلیٰ کو ضعیف، سی الحفظ اور کثیر الوہم کہتی ہے۔ بیہقی کے نزدیک وہ کثیر الخطاء تھے لہذا چند علماء کی توثیق مردود ہے۔ رہا بعض علماء کا اسے فقیہ قرار دینا تو یہ ثقاہت کی دلیل نہیں۔ زائدہ نے اسے فقیہ کہا اور پھر اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔

ذہبی اور پیشی کے اقوال باہم متعارض ہیں لہذا ساقط ہیں۔ جن لوگوں نے اس کی توثیق کی ہے وہ اس کی ذات کے لحاظ سے ہے۔ یعنی ذاتی طور پر وہ سچا شخص تھا مگر بڑے حافظے اور کثرت اوہام و خطا کی وجہ سے ضعیف ٹھہرا۔

محمد بن ابی لیلیٰ اور حنفی و غیر اہل حدیث حضرات

ابن ابی لیلیٰ کو حنفی اور غیر اہل حدیث حضرات نے بھی مجروح قرار دیا ہے۔

- ① طحاوی: مضطرب الحفظ جداً [مشکل الآثار ۳/۲۲۶]
- ② زیلعی: ضعیف [نصب الرایۃ ۳۱۸/۱]
- ③ ابن الترمذی: ابن ابی لیلیٰ متکلم فیہ [الجوہر النقی ۳۲۷/۷]
- ④ النبیوی: لیس بالقوی [آثار السنن: ج ۳۲ کا حاشیہ]
- ⑤ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی: کثیر الوہم [بذل اللجود ج ۳۳ ص ۳۷]
- ⑥ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب محمد بن ابی لیلیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”فہو ضعیف عندي كما ذهب إليه الجمهور“

پس وہ میرے نزدیک ضعیف ہے اور جمہور کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ [فیض الباری ۳/۱۶۸]

- ④ محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب بھی محمد بن ابی لیلیٰ کو جمہور کے نزدیک ضعیف قرار دیتے ہیں۔ [معارف السنن ۲۹۰/۵]

محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ والی روایت کی دوسری سند

ابن عباس
 مقسم
 الحکم (مدلس)
 (محمد بن عبدالرحمن) ابن ابی لیلیٰ (ضعیف)
 عمران (بن محمد بن عبدالرحمن) بن ابی لیلیٰ
 محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ
 محمد بن عثمان بن ابی شیبہ
 الطبرانی فی الکبیر
 (۱۳۰۷۶ ج ۳۸۵/۱۱)

اسے محمد بن فضیل بن غزوان نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ (ضعیف) سے موقوفاً بیان کیا ہے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۹۶ ج ۱۵۷۲]

بعض راویوں نے ”ترفع الأیدی“ کے الفاظ بیان کئے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت مرفوعاً و موقوفاً ”لا ترفع“ اور ”ترفع“ سب الفاظ کے ساتھ ضعیف ہے۔ متن پر بحث: اگر ہاتھ اٹھانا صرف ان سات مقامات پر ہی مقید ہے تو پھر رفع الیدین کی مخالفت کرنے والے لوگ قنوت، عیدین اور دعائیں کیوں ہاتھ اٹھاتے ہیں؟ اگر ان مقامات کی تخصیص دیگر احادیث سے ثابت ہے تو رفع الیدین عند الرکوع وعند الرفع منہ کی تخصیص صحیحین وغیرہما کی متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

خود سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح متواتر احادیث کے ساتھ رفع الیدین کرنا ثابت ہے لہذا بعض الناس کا اس روایت باطلہ سے استدلال بھی باطل ہے۔

تنبیہ: رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے منع، نسخ یا ترک پر ایک بھی صحیح

(عند الجہور) صریح حدیث موجود نہیں ہے۔ رفع یدین کی مخالفت کرنے والے لوگوں کی پیش کردہ روایات یا تو ضعیف ہیں اور یا مجمل و مبہم، جن کی زد سے وہ خود بھی نہیں بچ سکتے۔

رفع الیدین پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث

[۲] وعن نافع أن ابن عمر كان إذا دخل في الصلاة كبر ورفع يديه

وإذا ركع رفع يديه وإذا قال: ((سمع الله لمن حمده)) رفع يديه وإذا

قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمر إلى النبي ﷺ.

نافع (تابعی رحمہ اللہ) روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع

کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں

ہاتھ اٹھاتے اور جب سمح اللہ من حمدہ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں

سے اٹھتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ابن عمر اپنے اس عمل کو رسول اللہ ﷺ تک

مرفوع بیان کرتے۔

[صحیح بخاری ۱۰۲/۱ حدیث ۷۳۹، مشکوٰۃ ص ۷۵ ح ۷۹۴ شرح السنۃ للبخاری ۲۱/۳ ح ۵۶۰ وقال: "هذا الخبر

صحیح" / صحیح ابن تیمیہ فی الفتاویٰ الکبریٰ ۱۰۵/۲، و مجموع فتاویٰ ۲۲/۳۵۳ نیز محمد یوسف بنوری دیوبندی نے بھی

اسے صحیح قرار دیا ہے (معارف السنن ۲/۴۵۷) اور ابن خزیمہ سے اس کی تصحیح نقل کی ہے۔]

عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ کا تعارف

نمبر شمار	معدل	تعدیل	ثبوت تعدیل	جارح	جرح	ثبوت جرح
1	یحییٰ بن معین	ثقة	الجرح والتعدیل 28/6	ابن سعد	لم یکن بالقوي	طبقات 290/7
2	أبو زرعة الرازي	ثقة	فی الحدیث	
3	أبو حاتم	صالح الحدیث		
4	العجلي	بصري ثقة	معرفة الطبقات 68/2			
5	ابن حبان	كان قدراً يمتقناً في	الطبقات 131,130/7			
6	بخاري	الحدیث غیر داعية إليه صحیح بخاری کا راوی ہے۔				
7	مسلم	صحیح مسلم کا راوی ہے۔				
8	الذهبي	صدوق قوي الحدیث	سير أعلام النبلاء 243/9			
9	ابن حجر	ثقة	تقريب التهذيب ص 298			
☆	ابن نمير	ثقة	التهذيب منقطعاً 96/6			
10	بغوي	صحیح حدیثہ	شرح السنة 21/3			
11	ابن خزيمة	صحیح حدیثہ	صحیح ابن خزيمة 399			
12	الترمذي	حسن له	سنن الترمذي: 1158, 251			
13	ابن تيمية	صحیح له	الفتاوى الكبرى 105/2			
14	البیهقي	ثقة	(السنن الكبرى 137/2)			

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء کے نزدیک عبدالاعلیٰ ثقہ ہے۔ صرف ابن سعد کا تب الواقدی نے اس پر جرح کی جس کو حافظ ابن حجر نے مردود قرار دیتے ہوئے کہا:

”هَذَا جرح مردود غير مبين السبب ولعله بسبب القدر وقد احتج به الأئمة كلهم“

یہ جرح مردود ہے، غیر واضح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مسئلہ تقدیر کے سبب یہ بات کی گئی ہو اور تمام اماموں نے عبدالاعلیٰ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے۔

[ہدی الساری ص ۴۱۵]

حافظ ذہبی نے الکاشف (۱۳۰/۲) میں اسے ”ثقة لكنه قدری“ لکھا اور سیر اعلام النبلاء میں کہا: ”تقرر الحال أن حدیثہ من قسم الصحیح“ یہ بات اس پر ٹھہر گئی ہے کہ عبدالاعلیٰ کی حدیث صحیح حدیث کی قسم سے ہوتی ہے۔ [۲۴۳/۹]

عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ کی روایت کے چند شواہد ملاحظہ فرمائیں:

شاہد نمبر ۱: عفان و حجاج بن منہال عن حماد بن سلمة عن أيوب عن نافع

عن ابن عمر به - [تعلیق العلین لابن حجر ۲/۳۰۵ و السنن الکبری للبیہقی ۳/۷۰۳]
 حماد ثقہ تھے۔ [الجرح والتعدیل ۱۴۲/۳ عن ابن معین وسندہ صحیح] ان سے عفان و حجاج بن منہال کی
 روایت صحیح مسلم میں موجود ہے۔ [تہذیب الکمال للغزی مطبوع ۷/۲۵۸، ۲۵۷]
 لہذا عفان و حجاج کا ان سے سماع اختلاط سے پہلے کا ہے۔ پس اختلاط کا الزام مردود ہے۔
 آپ صحیح مسلم و سنن اربعہ کے مرکزی راوی ہیں مثلاً دیکھئے صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۶ ح ۵۹/۱۱۰
 و ترقیم دار السلام: ۲۱۴، وج ۱ ص ۷۵ ح ۷۵/۱۸۷ و ۱۹۱ ح ۲۵۹/۱۶۲ وغیرہ،
 حماد بن سلمہ پر جرح مردود ہے۔

امام بیہقی ابن معین نے کہا: ”حماد بن سلمة ثقة“ حماد بن سلمہ قابل اعتماد راوی ہیں۔
 [الجرح والتعدیل ۱۴۲/۳ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے تاریخ الدارمی: ۳۷ و سوالات ابن الجبید: ۲۷ اوقال: ثقہ ثبت]
 العجلی المعتدل نے کہا: ”بصري ثقة، رجل صالح، حسن الحديث“
 [التاریخ بترتیب الیشیمی والسبکی: ۳۵۴]
 یعقوب بن سفیان الفارسی یا حجاج (بن منہال) نے کہا: ”وہو ثقة“
 [کتاب المعرفة والتاریخ ۲/۶۶۱]

انھیں درج ذیل محدثین نے بھی ثقہ و صحیح کہا ہے:

- ۱: احمد بن حنبل [سوالات ابن ہانی: ۲۱۳۰، ۳۱۳۱ و موسوعۃ اقوال الامام احمد بن حنبل ۱/۲۹۹]
 - ۲: ابن حبان [کتاب الثقات ۲/۲۱۶ و صحیح ابن حبان الاحسان: ۲۲، ۱۴۰، ۵۰، ۵۱]
 - ۳: ابن شہین [ذکر من اختلف العلماء و نقاد الحدیث فیص ۴۱]
 - ۴: الترمذی [۷۲، ۷۳، ۳۰۷، ۱۲۳۸]
 - ۵: ابن الجارود [۱۲۴، ۱۰۷، ۴۶]
 - ۶: الحاکم [۶۰۸/۲ ح ۴۲۰۵ وغیرہ]
 - ۷: ابن خزیمہ [۲۰۸/۱ ح ۴۰۰ و ۳۶۰ ح ۱۴۱۲]
 - ۸: الساجی: ”کان حافظاً ثقة مأموناً“ [تہذیب التہذیب ۱۵/۳]
- حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ”الإمام الحافظ شیخ الإسلام“ تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۰۲ ت ۱۹۷

” ولم ينحط حديثه عن رتبة الحسن“ اور اس کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گری ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۲۴۶/۷]

حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: ”ثقة عابد أثبت الناس في ثابت، وتغير حفظه بأخرة“

ثقة عابد تھے، ثابت (البنانی) سے روایت کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ ثقہ ہیں، آپ کا حافظہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ [تقریب التہذیب: ۱۳۹۹]

صحیحین میں جس مخطوط و متغیر الحفظ راوی سے استدلال کیا گیا ہے اس کی دلیل ہے کہ اس کے شاگردوں کی روایات اختلاط سے پہلے کی ہیں (الایہ کہ تخصیص ثابت ہو جائے)۔

[دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح ص ۲۶۶ دوسرا نسخہ ۳۹۹]

خلاصہ یہ کہ روایت مذکورہ پر اختلاط کی جرح مردود ہے کیونکہ یہ اختلاط و تغیر سے پہلے کی ہے والحمد للہ

شاہد نمبر ۲: ابراہیم بن طہمان عن ایوب بن ابی تمیمۃ و موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر بہ مختصراً . [تعلیق التعلیق ۳۰۶/۲، اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۰۲]

مختصراً کا مطلب یہ ہے کہ حماد بن سلمہ اور ابراہیم بن طہمان کی روایتوں میں تین مقامات پر رفع الیدین کا ذکر ہے۔ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر نہیں اور یہ مسلم ہے کہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔

ابراہیم بن طہمان ثقہ تھے۔ [میزان الاعتدال ۳۸۱]

محدث اسماعیلی کا بعض مجہول و نامعلوم مشائخ سے اس روایت کی تضعیف کرنا مردود ہے۔ صحیح بخاری کی روایات کو ضعیف کہنے کے لیے ”بڑی دلیری“ کی ضرورت ہے۔!

امام دارقطنی نے کتاب العلل میں عبدالاعلیٰ کی روایت کو ”الأشبه بالصواب“ قرار دیا ہے۔ [فتح الباری ۱۷۲/۲]

تنبیہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ترک رفع الیدین بالکل ثابت نہیں ہے۔ ابو بکر بن عیاش

وغیرہ کی روایات وہم کی وجہ سے ضعیف و مردود ہیں، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ
 [۳] عن أبي قلابة أنه رأى مالك بن الحويرث إذا صلى كبر ثم
 رفع يديه وإذا أراد أن يركع رفع يديه وإذا رفع رأسه من الركوع
 رفع يديه وحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل هكذا.
 ابو قلابہ تابعی فرماتے ہیں کہ (سیدنا) مالک بن الحویرث (رضی اللہ عنہ) جب نماز پڑھتے تو
 تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور
 جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی
 طرح کرتے تھے۔

[صحیح البخاری ۱۰۲۱ ج ۳۷ صحیح مسلم ۱۶۸ ج ۳۹۱ واللفظ له وترقیم دار السلام: ۸۶۳]

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

صحیح ابن خزیمہ (۲۹۵ ج ۵۸۵) صحیح ابن حبان (۵۳ ج ۱۷۵) صحیح ابی عوانہ (۲ ج ۹۴)
 ابو قلابہ عبد اللہ بن زید ثقہ تھے۔ انھیں محمد بن سیرین تابعی اور ابو حاتم الرازی نے ثقہ کہا۔
 [الجرح والتعیل ۵۸/۵ و صحیح]

آپ کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے۔ [الاستغناء فی اسماء المعروفین بالکئی ص ۹۲]

یہ حدیث سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے ابو قلابہ اور نصر بن عاصم (دو تابعین) نے
 روایت کی ہے۔ ابو قلابہ سے خالد الخزاء اور اس سے خالد بن عبد اللہ الطحان اور اسماعیل
 بن علی نے یہ روایت بیان کی ہے۔

نصر بن عاصم سے قتادہ نے اور اس سے شعبہ، سعید بن ابی عمرو، سعید بن بشیر، ہمام،
 عمران القطان، حماد بن سلمہ، ہشام اور ابو عوانہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

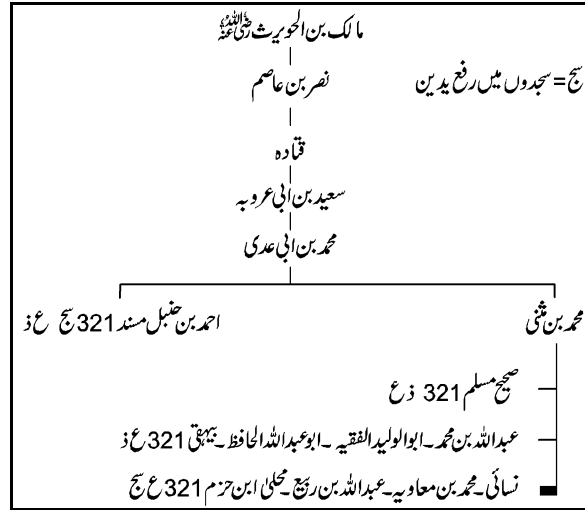
شعبہ سے عاصم بن علی، خالد، حفص بن عمر، یحییٰ بن سعید، ابو داؤد الطیالسی، سلیمان
 ابن حرب، ابن مہدی، ابو الولید الطیالسی، عبد الصمد اور آدم بن ابی ایاس نے روایت بیان کی
 ہے۔ ان میں سے کسی روایت میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ شعبہ کی

روایت قتادہ سے تصریح سماع پر محمول ہوتی ہے۔

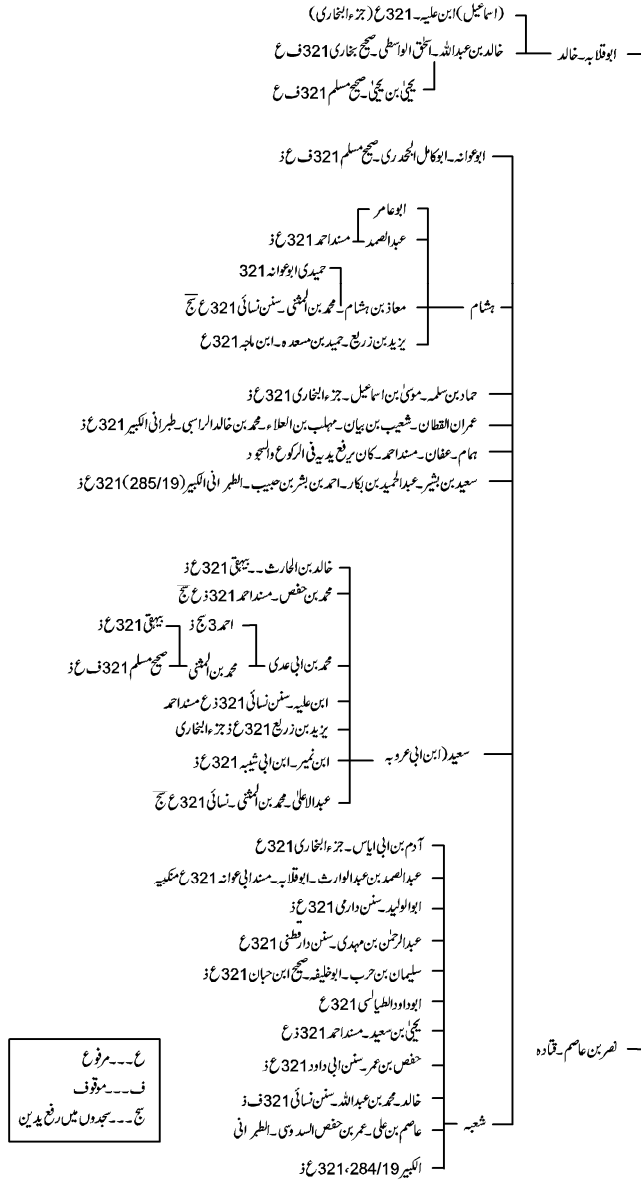
سعید بن ابی عروبہ سے عبدالاعلیٰ، ابن نمیر، یزید بن زریع، ابن علیہ، ابن ابی عدی، محمد بن حفص اور خالد بن الحارث نے یہ روایت بیان کی ہے۔ بعض کی روایات میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر ہے مگر قتادہ مدلس ہیں اور سجدوں میں رفع الیدین والے الفاظ میں ان کے سماع کی تصریح موجود نہیں ہے لہذا یہ روایات ضعیف ہیں۔ حماد، عمران اور سعید کی روایات میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ ہمام کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ فی الركوع (قبل الركوع) و فی السجود (قبل السجود) اذ ارفع راسه من الركوع) لہذا یہ روایت اپنے منطوق پر صریح نہیں ہے۔ ہشام سے ابو عامر، عبدالصمد، یزید بن زریع اور معاویہ بن ہشام یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ صرف معاویہ بن ہشام کی روایت میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر ہے۔ باقی تینوں کی روایات میں نہیں۔

فائدہ: سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بنولیت کے وفد میں غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تھے۔ دیکھتے فتح الباری (ج ۲ ص ۱۱۰ تحت ح ۶۲۸) ارشاد الساری للقسطلانی (۱۶/۲)

غزوہ تبوک ۹ ہجری میں ہوا تھا۔ دیکھتے فتح الباری (۸/۱۱۱ ح ۴۳۱۵)

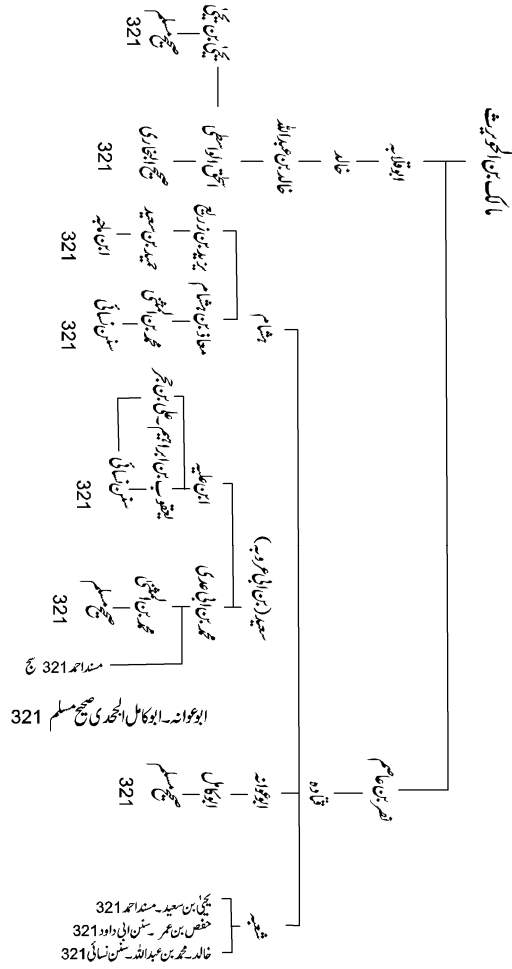


مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ



ع - - مرفوع
 ف - - موقوف
 ح - - سجود میں رتخ یا یرین

انور شاہ کاشمیری دیوبندی کہتے ہیں: ”و شعبة في النسخة غلط“ إلخ اور (سنن نسائی کے) نسخہ میں شعبہ (کا لفظ) غلط ہے إلخ (نیل الفرقین ص ۳۲) یہ عبارت حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے نقل کر کے اس پر حسبِ عادت نیش زنی کر رکھی ہے۔ [دیکھئے نور الصباح ص ۲۳۰]



محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب نے کہا:

” تنبيه: وقع في نسخة النسائي المطبوعة بالهند: شعبة عن قتادة بدل سعيد عن قتادة وهو تصحيف صرح عليه شيخنا أيضاً فيه ” نيل الفرقدين“ وقال فيه (۳۲)..... [معارف السنن ج ۲ ص ۲۵۶]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بنوری صاحب بھی اپنے استاد نور شاہ کاشمیری کی طرح ”شعبہ“ کے لفظ کو وہم سمجھتے ہیں اور صحیح لفظ ”سعید“ قرار دیتے ہیں۔ یہ دود یوبندی اکابر کی گواہی ہے۔

اس کی تردید کرتے ہوئے ڈیروی صاحب لکھتے ہیں کہ ”جس طرح شعبہ نسائی میں موجود ہیں اسی طرح سے صحیح ابوعوانہ میں بھی موجود ہیں۔“ [نور الصباح ص ۲۳۰]

قارئین کرام! ڈیروی صاحب کی یہ بات سونی صد جھوٹ ہے۔ آپ مسند ابی عوانہ اٹھا کر دیکھیں (جلد ۲ صفحہ ۹۴، ۹۵) اس میں شعبہ کی جو روایت ہے وہ عبدالصمد اور ابوالولید کی سند کے ساتھ ہے اور اس میں ڈیروی صاحب کے بیان کردہ: سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

تنبیہ: یہاں عدم ذکر اور نفی ذکر کا مسئلہ نہیں کیونکہ شعبہ کی بیان کردہ اس روایت میں کہیں بھی سجدوں والے رفع الیدین کا وجود نہیں ہے۔

یہ اس بات کا قوی قرینہ ہے کہ سجدوں والے رفع الیدین کی روایت شعبہ کی سند کے ساتھ نہیں ہے۔ نسائی کی روایت سعید بن ابی عروبہ سے ہے، شعبہ سے نہیں ہے۔

سنن النسائی کی سجدوں میں رفع الیدین والی حدیث

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” أخبرنا محمد بن المثنیٰ: حدثنا ابن أبي عدي عن [سعید] عن

قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث أنه رأى النبي ﷺ

رفع يديه في صلاته وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا سجد

وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه“

[ج ۲ ص ۲۰۵، ۲۰۶ ج ۰۸۶ طبع دار السلام]

یاد رہے کہ امام نسائی کی سنن صغریٰ (المجتبیٰ) کے عام نسخوں میں غلطی سے ”عن سعید“ کے بجائے ”عن شعبة“ چھپ گیا ہے۔

دلیل نمبر ۱: ابن ابی عدی سے یہی روایت احمد بن حنبل نے سعید بن ابی عروبہ کی سند سے نقل کی ہے۔ [مسند احمد ۳۶۱ ج ۲ ص ۱۵۶۸۵]

دلیل نمبر ۲: ابن ابی عدی سے محمد بن المثنیٰ کی روایت امام مسلم نے سعید بن ابی عروبہ کی سند سے نقل کی ہے۔ [صحیح مسلم ۲۶۱ ج ۳ ص ۳۹۱ و ترقیم دار السلام: ۸۶۶]

دلیل نمبر ۳: یہی روایت اسی سند و متن کے ساتھ امام نسائی کی السنن الکبریٰ (ج ۱ ص ۲۲۸ ج ۶۷ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۳۳ ج ۶۷) میں ”سعید عن قتادة“ کی سند سے موجود ہے۔ یہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے ”المجتبیٰ“ میں نسخ یا کاتب کی غلطی کی وجہ سے ”سعید عن قتادة“ کے بجائے ”شعبة عن قتادة“ درج ہو گیا ہے۔

دلیل نمبر ۴: ابن حزم نے المحلی (۹۲/۴ مسئلہ ۴۴۲) میں اپنی سند کے ساتھ امام نسائی (کی السنن الکبریٰ) سے یہ حدیث نقل کی ہے اور اس میں سعید بن ابی عروبہ کا نام ہے۔

امام نسائی کے شاگرد محمد بن معاویہ/ ابن الاحمر ثقہ تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۶/۶۸]

دلیل نمبر ۵: حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۷۷/۲) میں یہ روایت نسائی سے سعید بن ابی عروبہ کی صراحت سے نقل کی ہے۔ (حافظ المزنی نے تحفۃ الاشراف میں شعبہ کے طریق سے نقل کی ہے لہذا یہ خطا قدیم ہے)

دلیل نمبر ۶: حافظ ابن حبان نے بتایا کہ (بعض اوقات) سعید، شعبہ اور شعبہ سعید بن جاتا ہے۔ [المجربین ج ۱ ص ۵۹]

دلیل نمبر ۷: طحاوی حنفی نے یہی روایت امام احمد بن شعیب النسائی سے ”سعید“ کی سند سے نقل کی ہے۔ [مشکل الآثار طبع جدید ج ۱ ص ۵۷، تحفۃ الاخیار ج ۲ ص ۳۱ ج ۶۳۲]

دلیل نمبر ۸: امام بیہقی نے محمد بن المثنیٰ والی روایت سعید کی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

[السنن الکبریٰ ۲/۴۱، ۲۵۷]

غرض یہ کہ یہ روایت سعید بن ابی عمرو کی سند سے ہے اور تدریس سعید، اختلاط سعید تدریس قتادہ اور شذوذ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

[۴] عن وائل بن حجر أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه حين دخل في الصلوة كبر، وصف همام حيال أذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال ((سمع الله لمن حمده)) رفع يديه فلما سجد سجدين كفيه.

(سیدنا) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نماز میں داخل ہوئے، جب تکبیر کہی رفع یدین کیا۔ ہمام (راوی) نے کانوں تک بیان کیا۔ پھر کپڑا لپیٹ لیا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا اور جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے نکالے اور رفع الیدین کیا۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا (رکوع سے کھڑے ہوئے) تو رفع الیدین کیا۔ پس جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

[صحیح مسلم مع شرح النووی ۴/۱۱۲ ح ۴۰۱]

رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کے مفہوم کے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

[صحیح ابن خزیمہ (۶۹۷ ح ۳۳۶) صحیح ابن حبان (۱۶۷۳، ۱۶۷۸ ح ۱۸۵۷) صحیح ابی عوانہ (۹۷/۲)]

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

حافظ ابن حبان کہتے ہیں کہ آپ یمن کے عظیم بادشاہ تھے اور بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے آنے سے تین دن پہلے ہی آپ کی بشارت دے

دی تھی۔ [کتاب الثقات لابن حبان ۴۲۴، ۴۲۵، کتاب مشاہیر علماء الامصار لابن حبان ص ۴۴ رقم: ۲۷۶] حافظ ابن کثیر الدمشقی نے سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر ان وفود میں کیا ہے جو نبی ﷺ کے پاس ۹ھ میں آئے تھے۔ [البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۱] عینی حنفی نے کہا کہ واکل بن حجر (رضی اللہ عنہ) ۹ ہجری کو مدینہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ [عمدة القاری ج ۵ ص ۴۷ تحت ح ۳۵] اس کے بعد آپ سردیوں میں (اگلے سال ۱۰ھ) دوبارہ آئے تھے۔

[صحیح ابن حبان ۱۶۹۳ ح ۱۸۵۷]

اس سال بھی آپ نے رفع الیدین کا ہی مشاہدہ فرمایا۔ [سنن ابی داؤد: ۷۲۷ و اسنادہ صحیح] بعض لوگوں نے سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر دو اعتراض کئے ہیں:

- ۱: واکل اعرابی (بدو) تھے، شریعت اسلامی سے ناواقف تھے۔
- ۲: انھوں نے نبی ﷺ کو صرف ایک مرتبہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

اوپر ذکر کردہ دلائل کی روشنی میں یہ دونوں اعتراضات باطل اور جھوٹ ہیں۔ یہ اعتراضات اپنے کہنے والے کی جہالت کا واضح و ناقابل تردید ثبوت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بہت بلند ہے اور کسی دفاع کا محتاج نہیں ہے۔

[۵] عبد الحمید بن جعفر قال: حدثنا محمد بن عمرو بن عطاء قال: سمعت أبا حميد الساعدي في عشرة من أصحاب النبي ﷺ فيهم أبو قتادة، فقال أبو حميد أنا أعلمكم بصلاة رسول الله ﷺ قالوا: لم فوالله ما كنت أكثرنا له تبعه ولا أقدمنا له صحبة؟ قال: بلى قالوا: فاعرض، قال: كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلوة كبر ثم رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه و يقيم كل عظم في موضعه ثم يقرأ ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه ثم يركع و يضع راحتيه على ركبتيه معتدلاً لا يصبو رأسه ولا يقنع به يقول:

((سمع الله لمن حمده)) و یرفع یدیه حتی یحاذی بهما منکیبه
 ثم إذا قام من الرکتین رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکیبه
 كما صنع عند افتتاح الصلوة..... فقالوا: صدقت هكذا كان
 یصلي النبي ﷺ .

عبدالحمید بن جعفر نے کہا: میں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے سنا، اس نے کہا: میں
 نے ابوحمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) سے دس صحابیوں میں سنا جن میں ابوققادہ (رضی اللہ عنہ)
 بھی تھے۔ ابوحمید (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی
 نماز کو جانتا ہوں۔ انھوں نے کہا: آپ نہ تو ہم سے پہلے مسلمان ہوئے، نہ ہم سے
 زیادہ آپ کی صحبت اختیار کی ہے (اور نہ ہم سے زیادہ ان کی اتباع کی ہے)
 ابوحمید نے کہا: یہ بات ٹھیک ہے تو انھوں نے کہا: اچھا پھر پیش کریں۔

سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو
 اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر
 جاتی۔ پھر قراءت کرتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے، پھر رکوع
 کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے، رکوع میں نہ سراونچا رکھتے
 اور نہ نیچا، پھر سراٹھاتے اور سبح اللہ لمن حمدہ کہتے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک
 اٹھاتے۔۔۔ پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اپنے کندھوں
 تک اٹھاتے۔ (دس کے دس) صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے کہا: آپ نے سچ کہا،
 نبی ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔۔۔ انتہی!۔

[صحیح ابن حبان ۱۳/۱۸۶۳ و اللفظ لہ ۳/۱۷۳۲ ح ۱۸۶۷ صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۹۷ ح ۵۸۷ مختصر امتیعی ابن الجارود
 ص ۴۷، ۵، ۱۹۲ ح ۶۷۷، ۳۰۴ وقال: "هذه احديث حسن صحيح" و صحیح البخاری فی جزء رفع الیدین
 ص ۱۰۲ ح ۱۷۸ و ابن تیمیہ (الفتاویٰ الکبریٰ ۱۰۵/۱۰۵۳۲۳) و ابن القیم فی تہذیب سنن ابی داود
 (۲۱۶۲) و قال: "حدیث أبی حمید هذا حدیث صحیح متلفی بالقبول لا علة له و قد أعله قوم
 بما برأه الله أئمة الحدیث منه و نحن نذكر ما عللوه به ثم نبين فساد تعليلهم و بطلانه بعون الله"

یعنی یہ حدیث صحیح ہے اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اس میں کوئی علت نہیں ہے اور ایک قوم نے اسے معلول گردانا جس سے اللہ نے ائمہ حدیث کو بری قرار دیا ہے اور ہم ان کی بیان کردہ علتیں بیان کریں گے۔ پھر ان کی علتوں کا فاسد اور باطل ہونا اللہ تعالیٰ کی مدد سے بیان کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

ان کے علاوہ دوسری بہت سی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ وقال الخطابی فی معالم السنن (۱۹۴۱) حدیث صحیح [رفع الیدین کے مفہوم کے ساتھ سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے عباس بن سہل الساعدی کی روایت میں ہے کہ اس وقت یہ صحابہ بھی موجود تھے۔

سہل بن سعد الساعدی، ابو اسید الساعدی، ابو ہریرہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔! [مختصراً من صحیح ابن خزیمہ ۲۹۸/۱ ج ۵۸۹ صحیح ابن حبان ۴۶۳ ج ۱۸۶۸ جزء رفع الیدین للبخاری ص ۳۷ رقم ۵ و اسنادہ حسن]

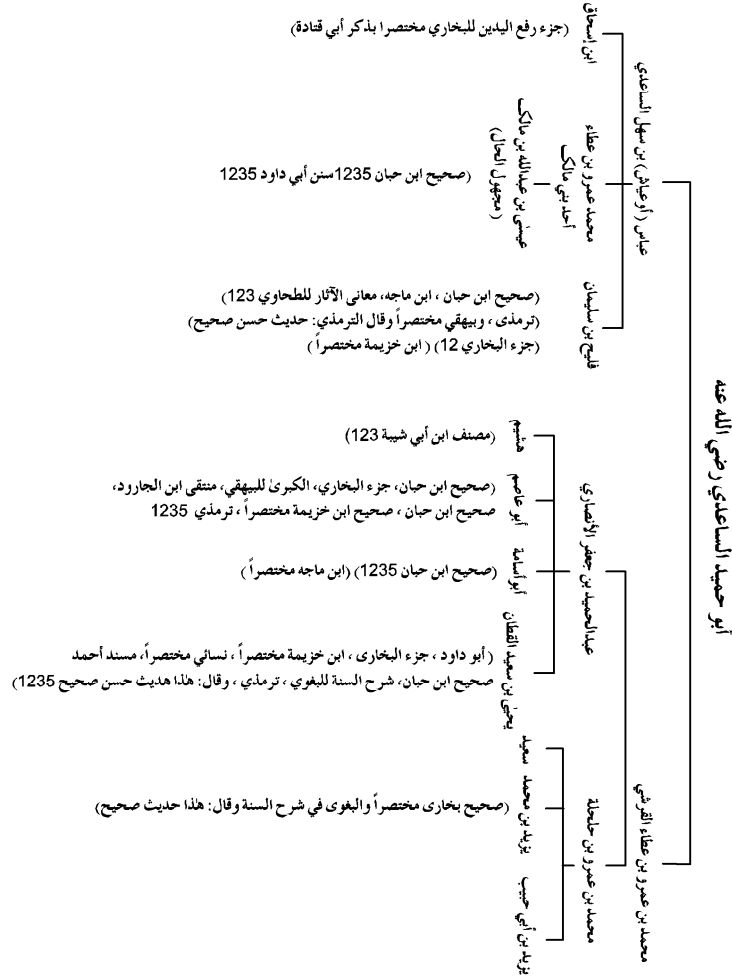
حافظ ابو حاتم بن حبان البستی نے کہا: دونوں روایتیں (روایت محمد بن عمرو بن عطاء اور روایت عباس بن سہل الساعدی) محفوظ ہیں۔ [صحیح ابن حبان ۷۰۳ ج ۱۸۶۳] صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ محمد بن یحییٰ (ثقة امام) نے فرمایا:

”من سمع هذا الحديث ثم لم يرفع يديه يعني إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع فصلا ته ناقصة“

جس نے یہ حدیث سنی اور رفع الیدین نہ کیا تو اس کی نماز ناقص ہے۔

[ج ۱ ص ۲۷۰ ج ۵۸۹]

تخريج حديث أبي حميد رضي الله عنه في رفع اليدين



عبد الحميد بن جعفر كاتعارف

نبرشار	معدل	تعديل	حواله	جارح	جرح	حواله
1	أحمد بن حنبل	ثقة ليس به بأس	تهذيب التهذيب	أبو حاتم	محله الصدق	1
2	ابن معين	ثقة ليس به بأس	لا يحتج به	2
3	ابن عدي	أرجو أنه لا بأس به	طحاوي	(جرحه)	2
4	ابن سعد	ثقة كثير الحديث	النسائي	ليس بالقوى	3
5	الساجي	ثقة صدوق	يحيى القطان	(كان يضعفه)	4
6	ابن نمير	ثقة	الثوري	(كان يضعفه)	5
7	مسلم	(احتج به في الصحيح)	7
8	ابن خزيمة	(احتج به في الصحيح)	8
9	ابن حبان	أحد الثقات المتقين	9
10	علي بن المديني	وكان عندنا ثقة	10
11	الترمذي	(صحح له في سننه)	11
12	ابن القطان	ثقة	12
13	عبد الحق	ثقة	13
14	بيهقي	تضعف الطحاوي مردود	14
15	النسائي	ليس به بأس	15
16	يحيى بن سعيد	(كان يوثقه)	16
	القطان	
17	البوصيري	ثقة	الزوائد : ٢١٩٣	17
18	الحاكم	(صحح له)	المستدرک ٥٠٠٠١	18
19	ابن تيمية	19
20	ابن قيم	20
21	بخاري	21
22	ابن حجر	صلوق ربي بالقرور وما وهم	22

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عبدالحمید بن جعفر کے موثقین زیادہ اور بڑے عالم ہیں۔ زبلی حنفی نے کہا: ”و لکن وثقہ اکثر العلماء“ یعنی اسے اکثر علماء نے ثقہ قرار دیا ہے اتہلی۔ [نصب الراية ۳۲۴۱ (اس کے بعد زبلی نے جو ”انه غلط في هذا الحديث“ کے الفاظ لکھے ہیں، وہ دو وجہ سے مردود ہیں: ① یہ جمہور کے خلاف ہیں۔ ② وہ دوسری حدیث ہے ہماری پیش کردہ حدیث نہیں ہے۔] لہذا عبدالحمید مذکور ثقہ ہے۔

ابو حاتم، نسائی اور یحییٰ بن سعید کی جرح ان کی تعدیل سے متصادم ہے، لہذا ساقط ہے۔ حافظ ذہبی عبدالرحمن بن ثابت بن الصامت کے ترجمہ میں حافظ ابن حبان کے دو متضاد قول نقل کرتے ہیں، ایک میں اسے ضعیف اور دوسرے میں اسے ثقہ کہا گیا ہے اور فیصلہ کرتے ہیں: ”فساقط قولہ“ ابن حبان کے دونوں متضاد قول ساقط ہو گئے ہیں۔ [میزان الاعتدال ۵۵۲/۲]

سفیان الثوری کی جرح مسئلہ تقدیر کی وجہ سے تھی جس کی تردید حافظ ذہبی نے ”سیر اعلام النبلاء“ (۲۱/۷) میں مسکت انداز میں کر دی ہے۔ صحیحین وغیرہ ہی میں ایک جماعت کی احادیث ہیں جن پر قدری وغیرہ کا الزام ہے۔ (مثلاً قتادہ تابعی وغیرہ) کیا ان کی حدیث رد کر دی جائے گی؟ دیدہ باید!

ابو جعفر الطحاوی کی جرح کو احمد بن الحسین البیہقی نے مردود قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر کا وہ مقام نہیں کہ امام احمد بن حنبل وغیرہ کی صاف اور واضح توثیق کے مقابلے میں ان کی شاذ بات کو قبول کیا جائے۔

(بشرطیکہ ان کے قول کو جرح پر محمول کیا جائے ورنہ ان کا قول جرح نہیں ہے۔)

اسی لیے حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ”احتج به الجماعة و هو حسن الحديث“

ایک جماعت نے اس کے ساتھ حجت پکڑی ہے (سوائے امام بخاری کے) اور وہ

حسن الحدیث ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۲۲/۷]

(امام بخاری نے بھی اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ کما تقدم ، لہذا وہ ان کے نزدیک صحیح الحدیث ہے۔)

حافظ ابو حاتم بن حبان لکھتے ہیں:

”عبد الحميد رضي الله عنه أحد الثقات المتقنين قد سبرت أخباره

فلم أراه انفراد بحديث منكر لم يشارك فيه“

عبد الحميد (بن جعفر) رضي الله عنه ثقة متقن تھے۔ میں نے ان کی احادیث کی جانچ پڑتال کی ہے، وہ کسی منکر حدیث کے ساتھ منفر نہیں ہیں۔ [صحیح ابن حبان ۲۳۷۱-۱۸۶۴]

محمد بن عمرو بن عطاء کا تعارف

کتبِ ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ انھیں ابو زرعہ، نسائی، ابو حاتم، ابن سعد اور ابن حبان

وغیرہم نے ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”أحد الثقات“ [سیر اعلام النبلاء ۲۲۵/۵]

تہذیب میں جو جرح نقل کی گئی ہے وہ محمد بن عمرو اللیثی پر ہے۔ لہذا ابن عطاء

بالا تفاق ثقہ ہیں۔ انھوں نے یہ حدیث سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے ان کی ایک روایت صحیح بخاری میں بھی ہے لہذا انقطاع کا

بے بنیاد الزام مردود ہے۔

عباس بن سہل الساعدی نے ان کی متابعت بھی کی ہے۔ (رواہ فلیح بن سلیمان عنہ)

جیسا کہ تخریجی جدول سے ظاہر ہے۔

عطاف بن خالد کی روایت

طحاوی حنفی عبد الحمید بن جعفر کی روایت کے معارضہ میں عطاف بن خالد کی روایت

لائے ہیں۔ [معانی الآثار ۲۵۹/۱]

عبد اللہ بن صالح -- یحییٰ بن سعید -- عطاف بن خالد -- محمد بن عمرو بن

عطاء -- رجل

اس کا مرکزی راوی عبد اللہ بن صالح متکلم فیہ ہے۔ امام نسائی نے کہا: لبس بثقة

احمد بن حنبل، ابن معین اور ابن المدینی نے اس پر جرح کی ہے۔

[الجوهرائی لابن الترمذی الحنفی ۳۰۹۱]

بعض نے اس کی توثیق کی ہے، مگر جمہور علماء کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔
حافظ نور الدین الہیثمی (المتوفی ۸۰۷ھ) نے کہا: ”و عبد اللہ بن صالح ضعفه الجمهور و قال عبد الملك بن شعيب: ثقة مأمون“ [مجمع الزوائد ۷/۷۲۷]
لہذا جمہور کے مقابلے میں عبد الملک بن شعیب وغیرہ کی توثیق مردود ہے۔
امام بخاری ابن معین ابوزرعہ اور امام ابو حاتم کی اس سے روایت اس کی صحیح حدیث میں سے ہے۔ [ہدی الساری لابن حجر ص ۳۱۲ ترجمہ عبد اللہ بن صالح]
یہ روایت ”اہل الحدیث“ کے طریق سے نہیں ہے لہذا ضعیف ہے۔
دوسرے یہ کہ اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو ”رجل“ سے مراد ”عباس اور عیاش بن سہل الساعدی“ ہے۔

ظاہر ہے کہ مفسر مبہم پر مقدم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک راوی کہتا ہے:
عن رجل عن أبي هريرة اور یہی راوی کہتا ہے: ”عن محمد بن زياد عن أبي هريرة“ تو اس ”رجل“ سے لامحالہ ”محمد بن زياد“ ہی مراد ہوگا۔
لہذا عطف بن خالد کی (بشرط صحت) روایت کے ساتھ عبد الحمید بن جعفر کی حدیث پر اعتراض فضول ہے جب کہ دیگر کئی راویوں نے اس کی متابعت بھی کر رکھی ہے۔

اضطراب کا دعویٰ

بعض مغالطہ دینے والوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے۔ کیوں کہ

- 1- محمد بن عمرو بن عطاء عن أبي حميد
- 2- محمد بن عمرو وأخبرني مالك عن عياش أو عباس بن سهل
- 3- محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس بن سهل عن أبي حميد
- 4- محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس أو عياش

5- محمد بن عمرو بن عطاء: حدثنی رجل

کی اسانید کے ساتھ یہ روایت مروی ہے۔

روایت نمبر ۲ کے بارے میں عرض ہے کہ یہ روایت من وعن اسی سند کے ساتھ سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۷۰ رقم ۳۳۷ اور صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۷۰ رقم ۱۸۶۳ پر موجود ہے، اس میں ہے۔

محمد بن عمرو بن عطاء أحد بني مالك عن عباس بن سهل

أحد بني مالك کا لفظ ”لسن الکبریٰ“ میں غلطی سے ”أخبرني مالك“

چھپ گیا ہے۔ [دیکھئے ج ۲ ص ۱۰۱]

بہر حال اگر قدیم نسخہ میں ”أخبرني مالك“ ہی ہو تو بھی (کاتب کی غلطی کی وجہ سے) شاذ ہے۔ روایت نمبر ۴، ۳ کے بارے میں ابن حبان کا یہ فیصلہ ہے:

”سمع هذا الخبر محمد بن عمرو بن عطاء عن أبي حميد

الساعدي و سمعه من عباس بن سهل بن سعد الساعدي فالطريقان

جميعاً محفوظان“

یعنی محمد بن عمرو بن عطاء نے یہ حدیث ابو حمید اور عباس بن سهل دونوں سے سنی ہے

لہذا دونوں سندیں محفوظ ہیں۔ [الاحسان: ۱۸۶۳]

یاد رہے کہ عباس بن سهل عن أبيه والی روایت ہمارے علم میں نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس بن سهل والی روایت میں ایک شخص عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک مجہول الحال ہے لہذا اس کی روایت کو عبد الحمید بن جعفر کے مقابلہ میں پیش کرنا فضول ہے۔

(۵) یعنی عطاء بن خالد کی روایت میں رجل سے مراد عباس بن سهل ہے جیسا کہ جدول

سے ظاہر ہے لہذا اضطراب کا دعویٰ مردود ہے۔ اسی لیے تو بڑے بڑے ائمہ فہن اور جید علماء نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات

سیدنا ابوقنادہ الحارث بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ [الجرح والتعديل ۷۴۳ھ]

①- امام الیث (بن سعد، ثقہ امام، متوفی ۱۷۵ھ) نے کہا:

ابوقنادہ الحارث بن ربیع بن النعمان الانصاری (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

[کتاب المعرفة والتاریخ یعقوب بن سفیان ۳۲۲/۳]

②- سعید بن عفیر (المتوفی ۲۲۶ھ، صدوق عالم بالانساب) نے کہا:

ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۶۱]

③- امام یحییٰ بن معین (ثقہ امام) نے فرمایا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

[کتاب الکئی للددولانی (حنفی) ج ۱ ص ۴۹]

④- یہی بات امام ترمذی (ثقہ امام) اور

⑤- ابو عبد اللہ بن مندہ الحافظ (ثقہ امام) کی ہے۔

[تہذیب السنن لابن القیم مع عون المعبود ج ۲ ص ۴۲۲]

⑥- امام بیہقی (ثقہ امام) نے فرمایا: اہل تاریخ کا اس پر اجماع ہے کہ ابوقنادہ الحارث بن

ربیع بن النعمان الانصاری ۵۴ھ کو فوت ہوئے تھے۔ [حوالہ مذکورہ بالا]

⑦- ابراہیم بن المنذر نے کہا: ابوقنادہ مدینہ میں ۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

[مستدرک حاکم ۳/۴۸۰]

⑧- ذہبی نے کہا: آپ ۵۴ھ کو فوت ہوئے۔ [تجرید اسماء الصحابة ۱۹۴/۲]

⑨- ابن حجر نے کہا: آپ ۵۴ھ کو فوت ہوئے۔ [تقریب التہذیب ص ۴۲۲]

⑩- ابن کثیر نے انھیں ۵۴ھ کی وفیات میں ذکر کیا ہے۔ [البدایہ والنہایہ ۷/۸۰۸]

نقاب کشائی

ان جمہور علماء کے مقابلے میں حبیب اللہ صاحب ڈیروی دیوبندی نے ”نور الصباح“

صفحہ ۲۰۷ پر کہا: ”امام یثیم بن عدی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقنادہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

[دیکھئے البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۶۸]

اول تو ابن کثیر نے ”زعم الہیثم بن عدی وغیرہ... و ہذا غریب“ کہہ کر اس قول کی تردید کر دی ہے۔ (دیکھئے البدایہ والنہایہ) دوسرے یہ کہ یشم بن عدی مشہور کذاب ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ [دیکھئے ص ۴۰]

ایک زبردست دلیل

ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کا انتقال ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے درمیان (۵۴ھ میں) ہوا۔
[التاریخ الصغیر للبخاری ج ۱ ص ۱۲۵-۱۲۸]
نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم کا جنازہ پڑھایا گیا تو لوگوں میں ابن عمر ابو ہریرہ ابو سعید اور ابو قتادہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی موجود تھے۔
[مصنف عبدالرزاق ۳/۴۶۵ ج ۲ ص ۶۳۷ سنن نسائی ۱۲/۱۷۲ ج ۸ ص ۱۹۷۸ اسنادہ صحیح]
اس قسم کی روایت عمار مولیٰ الحارث بن نوفل سے بھی مروی ہے۔
یہ جنازہ سعید بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے دور امارت میں پڑھا گیا ہے۔ سعید بن العاص ۴۸ھ سے ۵۵ھ تک اقتدار میں رہے۔ [تہذیب السنن ۲/۲۳۲]

یہ بات عقلاً محال ہے کہ ۳۸ھ میں فوت ہونے والا ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے درمیان (۵۴ھ) میں ہونے والے جنازہ میں شریک ہو لہذا درج بالا روایت نص قاطع ہے کہ سیدنا ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۰ھ کے بعد (۵۴ھ میں) فوت ہوئے۔ سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔

بعض متعصبین کا منقطع و بے سند روایات اور یشم بن عدی جیسے کذاب کے قول پر انھیں ۳۸ھ میں فوت شدہ قرار دینا انتہائی غلط اور دھاندلی ہے۔
حافظ ابن قیم الجوزیہ نے اس حدیث پر تہذیب سنن ابی داؤد میں مفصل اور سیر حاصل بحث کی ہے اور مخالفین و معاندین کے دندان شکن جوابات دیے ہیں۔

ایک اور نکتہ

محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) کے شاگرد ہیں۔ [تہذیب السنن ۱۹۰/۹]

ابوقادہ (رضی اللہ عنہ) سے ان کی ایک روایت سنن ترمذی وغیرہ میں ہے۔
 [سنن الترمذی: ۹۹۵، تحفۃ الاشراف ۲۶۴/۹ وقال الترمذی: حسن غریب]
 آپ ۷۷ سال کی عمر میں ۱۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ [ملخصاً من التہذیب والتقریب]
 یعنی آپ ۳۳ھ کو پیدا ہوئے۔
 ابوحمید کے شاگرد محمد بن عمرو العامری ۸۳ سال کی عمر میں ہشام بن عبدالملک کی
 خلافت کے آخر میں فوت ہوئے۔ [کتاب الثقات لابن حبان ۳۶۸/۳]
 ہشام ۱۲۵ھ میں فوت ہوا۔ [شذرات الذهب ۱۶۳/۱]
 یعنی محمد بن عمرو ۴۲ھ کو پیدا ہوئے۔
 یعنی آپ محمد بن سیرین سے صرف نو (۹) سال چھوٹے تھے۔
 جب ابن سیرین سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر سکتے ہیں تو کیا امر مانع ہے کہ
 محمد بن عمرو کی بھی ان سے ملاقات ہوئی ہو۔
 یاد رہے کہ ابوحمید رضی اللہ عنہ سے محمد بن عمرو کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔ محمد بن
 سیرین جن صحابہ کے شاگرد ہیں، ان کی وفیات ۴۸ھ اور اس کے بعد کی ہیں۔
 سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔
 [جامع التحصیل فی احکام المرامل للمحافظ العلانی ص ۲۶۴]
 اس روایت کی مفصل تحقیق کے لیے دیکھئے ”سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مشہور
 حدیث“ یہی کتاب ص ۲۴۴ تا ۲۷۰

[۵] سلیمان بن داود الهاشمی: أخبرنا عبدالرحمن بن أبي الزناد عن موسى بن عقبة عن عبدالله بن الفضل الهاشمي: أخبرنا عبدالرحمن الأعرج عن عبيدالله بن أبي رافع عن علي بن أبي طالب عن النبي ﷺ أنه كان إذا قام إلى الصلوة المكتوبة كبر ورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك إذا قضى قراءته وأراد أن يركع ويصنعه إذا رفع من الركوع ولا يرفع يديه في شيء من صلاته وهو قاعد وإذا قام من المسجد تين رفع يديه كذلك وكبر.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز (ادا کرنے) کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہہ کر کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور قراءت ختم کر کے رکوع جاتے ہوئے بھی اسی طرح کرتے اور رکوع سے اٹھ کر بھی اسی طرح کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں کسی بھی جگہ رفع الیدین نہ کرتے اور جب سجدتین (رکعتین/دو رکعتیں) پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے تھے۔

[صحیح ابن خزیمہ ۲۹۴/۱، ۲۹۵، ۵۸۳ ح واللفظ له، صحیح ابن حبان کما فی العمدۃ للعینی ۲۷۷/۵ سنن ترمذی ۲۸۷/۵، ۳۸۸ ح ۳۲۳۳ وقال: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ... سَمِعْتُ أَبَا إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يُونُسَ يَقُولُ سَمِعْتُ سَلِيمَانَ بْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ يَقُولُ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: هَذَا عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِيٍّ وَصَحَّ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَمَا فِي نَسَبِ الرَّايَةِ ۴۱۲/۱ وَالدرایۃ ۱۵۳/۱ وَالخَيْصُ الْكَبِيرُ ۲۱۹/۱ وَابْنُ تَيْمِيَّةٍ كَمَا فِي الْفَتَاوَى الْكَبِيرَى ۱۰۵/۱ وَمَجْمُوعُ الْفَتَاوَى ۲۲/۳۵۳]

سند کی تحقیق

اس سند کے سب راوی بالاتفاق ثقہ ہیں سوائے عبدالرحمن بن ابی الزناد کے، وہ مختلف فیہ ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم وغیرہما نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ مالک، ترمذی اور العجلی نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ لہذا وہ جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں۔ حافظ ذہبی نے کہا:

” حدیثہ من قبیل الحسن ہو حسن الحدیث و بعضہم یراہ حجة “

اس کی حدیث حسن کی قسم سے ہے۔ وہ حسن الحدیث ہے اور بعض اسے حجت سمجھتے ہیں۔

[سیر اعلام النبلاء ۸/۱۶۸، ۱۷۰]

اس تمام جرح و تعدیل کے مقابلے میں امام ابن المدینی کا قول ہے کہ

”قد نظرت فیما روی عنہ سلیمان بن داود الهاشمی فرأیتها مقاربة“

میں نے اس سے سلیمان بن داود الهاشمی کی احادیث کو دیکھا ہے (جانچ پڑتال کی ہے) ان کی

اس سے احادیث مقارب ہیں۔ [تاریخ بغداد ۱۰/۲۲۹، ۲۳۰ و سندہ صحیح]

عبداللہ لکھنوی صاحب نے مقارب الحدیث کو حسن الحدیث سے پہلے ذکر کیا ہے۔

[الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص ۷۲]

یعنی یہ لفظ کلمات توثیق میں سے ہے۔

امام ابن مدینی کی یہ تعدیل مفسر ہے لہذا اسے تضعیف مبہم پر مقدم کیا جائے گا۔ ابتدائیہ میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ تعدیل مفسر جرح مبہم پر مقدم ہوگی۔

یاد رہے کہ کسی امام نے ابن ابی الزناد کو جب اس سے سلیمان بن داود الهاشمی روایت کریں تو ضعیف نہیں قرار دیا بلکہ متعدد ائمہ نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے لہذا اس سے سلیمان کی تمام روایات کو صحیح و حسن تسلیم کیا جائے گا۔

بعض لوگوں نے اس مرفوع حدیث کے مقابلے میں ”عن أبي بكر النهشلي: ثنا عاصم بن كليب عن أبيه أن علياً رضي الله عنه كان يرفع يديه في أول تكبيرة من الصلوة ثم لا يعود“ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے پھر اعادہ نہیں کرتے تھے۔“ کا اثر پیش کیا ہے۔

[نصب الراية ۱/۴۰۶، معانی الآثار للطحاوی ۱/۲۲۵]

اس روایت سے استدلال دو وجہ سے مردود ہے:

① اس پر خاص طور پر جرح مفسر ہے۔

(مروی ہے کہ) سفیان ثوری نے اس اثر کا انکار کیا ہے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۱ ج ۱۱]

امام عثمان بن سعید الداری نے اس کو واہی (کمزور) کہا (السنن الکبریٰ ۲/۸۰، ۸۱)

امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے۔ (المسائل لاجمہ ۲۴۳/۱) امام بخاری نے ضعیف کہا۔

[شرح الترمذی لابن سید الناس بحوالہ حاشیہ جلاء العینین ص ۴۸]

ابن الملقن نے کہا: ”فأثر علي ضعيف لا يصح عنه ومن ضعفه البخاري“
علی (رضی اللہ عنہ) سے انتساب والا اثر ضعیف ہے، اُن سے صحیح ثابت نہیں اور بخاری نے (بھی)
اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ [البدرا المنیر ۳/۴۹۹]

(زعفرانی سے مروی ہے کہ) شافعی نے کہا: ”ولا يثبت عن علي...“ اور یہ علی (رضی اللہ عنہ)
سے ثابت نہیں ہے۔ [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۸۱۲]

لہذا یہ اثر معلول (ضعیف) ہے۔ کسی قابل اعتماد محدث نے اس اثر کو صحیح نہیں کہا لہذا
راویوں کی توثیق نقل کرنا اس جرح مفسر کے مقابلے میں مردود ہے۔

⑤ اس اثر میں رکوع کی صراحت نہیں ہے یعنی یہ عام ہے اور رفع الیدین والی احادیث
خاص و صریح ہیں، یہ گزر چکا ہے کہ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔

ورنہ پھر تارکین رفع الیدین قنوت اور عیدین میں کیوں رفع الیدین کرتے ہیں؟
اگر امیر المؤمنین سے منسوب اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کے عمومی مفہوم کی وجہ سے
عیدین اور قنوت کا رفع الیدین ختم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ دوسرے دلائل سے مخصص ہے تو عند
الرکوع والا صحیحین کی مرفوع و مفسر احادیث کی وجہ سے مخصص کیوں نہیں ہے۔

[۶] عن أبي هريرة قال: كان رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة

كبر ثم جعل يديه حذو منكبيه و إذا ركع فعل مثل ذلك و إذا

سجد فعل مثل ذلك ولا يفعلها حين يرفع رأسه من السجود و إذا

قام من الركعتين فعل مثل ذلك .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (حافظ الصحابہ، الفقیہ الامام محبوبنا رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ جب نماز کا افتتاح کرتے تو تکبیر کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں
تک اٹھاتے جب رکوع (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب (رکوع سے

کھڑے ہوتے اور) سجدے (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت ایسا نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے تھے۔
[صحیح ابن خزیمہ ۳۳۴/۱ ح ۶۹۴، ۶۹۵، دلہ شاہ عند الدارقطنی فی العلل کما فی التلخیص الحمیر ۲۱۹/۱ درجالہ ثقات]
ابن جریج نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

تنبیہ: اس روایت کی سند زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسے سابقہ روایتوں کے شاہد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

بعض لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ایسی نقل کی ہیں جن میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ (نور الصباح ص ۲، ۷۴) ہم ثابت کر آئے ہیں کہ عدم ذکر نفی ذکر کو مستلزم نہیں ہے۔

آگے آ رہا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رفع الیدین کے راوی اور فاعل تھے لہذا صریح روایت کے مقابلے میں مبہم اور غیر متعلق روایات کو پیش کرنا باطل ہے۔

[۷] عن أبي موسى الأشعري قال: هل أرىكم صلوة رسول الله ﷺ

فكبر ورفع يديه ثم كبر ورفع يديه ثم قال: سمع الله لمن حمده ثم

رفع يديه ، ثم قال: هل كذا فاصنعوا ولا يرفع بين السجدين .

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ پس آپ نے اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کیا پھر (رکوع کے وقت) اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمده کہہ کر رفع الیدین کیا اور فرمایا کہ اس طرح کیا کرو اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کیا جائے۔ [سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۲ ح ۱۱۱۱ و سندہ صحیح]

سند کی تحقیق

یہ حدیث بلحاظ سند صحیح ہے۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی علتِ قادحہ نہیں ہے۔

① دلعج بن احمد شیخ الدارقطنی ثقہ ثبت تھے۔ [تاریخ بغداد ۸/۳۸۸]

② عبد اللہ بن شیر و یہ ثقہ بالاتفاق تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۰۶ ت ۷۲۵]

③ اسحاق بن راہویہ مشہور ثقہ امام اور مصنف ہیں۔ ان کی احادیث صحیحین میں موجود ہیں اور ان کی المسند بھی مشہور ہے۔ (روایت ہے کہ) امام نسائی نے کہا: ”ثقة مأمون إمام“ [تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۲/۲۳۳]

اختلاط کے دعویٰ کی تردید کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ [سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۳۷۷، ۳۷۸]

④ النضر بن شمیم ثقہ ثبت ہیں۔ [تقریب التہذیب: ۱۳۵]

⑤ حماد بن سلمہ ثقہ تھے۔ [الجرح والتعديل ۱۳۲۳ عن ابن معین وسندہ صحیح]

حماد سے نضر بن شمیم کی روایت صحیح مسلم میں موجود ہے۔

[تہذیب الکمال للعمری مطبوع ج ۷ ص ۲۵۸]

لہذا نضر کا سماع حماد سے اختلاط سے پہلے کا ہے۔

⑥ ازرق بن قیس: ثقہ [تقریب التہذیب: ۳۰۲]

⑦ حطان بن عبد اللہ: ثقہ [تقریب التہذیب: ۱۳۹۹]

حطان رحمہ اللہ سیدنا ابو موسیٰؓ سے یہ روایت کر رہے ہیں۔ یہ مرفوع حدیث بلحاظ سند صحیح ہے اور موقوفاً بھی صحیح سند سے مروی ہے۔

[مسائل احمد بن حنبل بروایۃ صالح بن احمد بن حنبل ص ۱۷۴ موقوف وإسناده صحیح... الاوسط لابن بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری مخطوط ج ۱ ص ۱۴۸ و مطبوع ۱۳۸/۳ اور إسناده صحیح]

لہذا مرفوع اور موقوف دونوں طرح صحیح ہے۔ واللہ اعلم

[۸] عن عطاء بن أبي رباح قال: صليت خلف عبد الله بن الزبير

فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من

الركوع فسألته فقال عبد الله بن الزبير: صليت خلف أبي بكر

الصدیق رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة و إذا ركع

و إذا رفع رأسه من الركوع وقال أبو بكر: صليت خلف رسول الله

ﷺ فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة و إذا ركع و إذا رفع رأسه من

الركوع .

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا تو عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔

اور (سیدنا) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ امام بیہقی، حافظ ذہبی اور ابن حجر نے کہا کہ اس (حدیث) کے راوی ثقہ ہیں۔

[السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۲۷۲ وقال: رواه ثقاة، المہذب فی اختصار السنن الکبریٰ للذہبی ۲/۲۹۲ ح ۱۹۴۳ وقال: رواه ثقاة، الخیص الحیر لابن حجر العسقلانی ۲/۲۱۹ ح ۳۲۸ وقال: ورجاله ثقاة]

سند کی تحقیق

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار الزاہد کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: الشیخ الإمام المحدث القدوة . [سیر اعلام النبلاء ۱۵/۲۳۷] انھیں بیہقی وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ حاکم اور ذہبی نے ان کی بیان کردہ حدیث کو ”صحیح علی شرط الشیخین“ کہہ کر ان کی توثیق کر دی ہے۔ [دیکھئے المستدرک ج ۱ ص ۲۳۰ ح ۸۲]

ان کے حالات درج ذیل کتابوں میں مذکور ہیں:
 اخبار اصہبان (۲/۲۷۱) الانساب (۳/۵۴۶) المنتظم (۶/۳۶۸) العبر (۲/۲۵۰)
 انھوں نے امام عبداللہ بن الامام احمد بن حنبل سے ”المسند الکبیر“ کا سماع کیا تھا۔ [النبلاء ۱۵/۲۳۷]

محمد بن عبداللہ الصفار نے ابو اسماعیل السلمی سے حدیث سنی ہے۔ [دیکھئے المستدرک ج ۱ ص ۱۱۷ ح ۲۰۳]

وہ مدلس نہیں تھے۔ [حاشیہ جلاء العینین، تخریج روایات جزء رفع الیٰطین ص ۸ اشینا فیض الرحمن الثوری]
لہذا ان کا عنعنہ اتصال پر محمول ہے۔

محمد بن اسماعیل ابواسماعیل المسلمی ثقہ تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۲۴۲/۱۳]
ان کو نسائی، دارقطنی، الحاکم، ابوبکر، الخلال اور ابن حبان وغیرہم نے ثقہ کہا۔
[تہذیب التہذیب ۵۳۶/۹، ۵۴۰]

ابن ابی حاتم کا قول ”تکلموا فیہ“ کئی لحاظ سے مردود ہے:

- ① یہ اکثریت کی توثیق کے خلاف ہے۔
 - ② یہ جرح غیر مفسر ہے۔ ③ اس کا جارح نامعلوم ہے۔
- حافظ احمد بن علی العسقلانی نے کہا: ”ثقة حافظ لم يتضح كلام ابن أبي حاتم فيه“
یہ ثقہ حافظ ہیں اور ان میں ابن ابی حاتم کا کلام غیر واضح (مبہم) ہے۔ [التقریب: ۵۷۳۸]
ابوالعیمان محمد بن الفضل عارم کتب سنہ کے مرکزی راوی ہیں۔ انھیں ابوحاتم وغیرہ
نے ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”الحافظ الثبت الإمام“
[سیر اعلام النبلاء ۲۶۵/۱۰]

وہ آخری عمر میں تغیر کا شکار ہو گئے تھے۔

[تقریب التہذیب: ۶۲۲۶ ولفظ: ”ثقة ثبت تغیر فی آخر عمرہ“]

انھیں اختلاط ہوا۔ [پہی الساری ص ۴۴۱]

حتیٰ کہ ان کی عقل زائل ہو گئی۔ [الجرح والتعدیل ۵۹/۸]

یہ کہہ کر حافظ ذہبی نے اس بحث کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ ”تغیر قبل موتہ فما حدث“
وہ موت سے پہلے تغیر (ضعف حافظہ و اختلاط) کا شکار ہوئے اور اس حالت تغیر میں انھوں
نے کوئی حدیث بھی بیان نہیں کی۔ [اکشف ۷۳/۳ ت ۱۵۹۷]

دوسرے یہ کہ ان کے پیچھے اس حدیث کے راوی ابواسماعیل المسلمی نے نماز پڑھی
ہے۔ جس کی عقل زائل ہو گئی ہو اس کے پیچھے وہی نماز پڑھتا ہے جس کی خود عقل زائل ہوتی ہے!
لہذا یہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے اور بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم

احادیثِ مذکورہ کا خلاصہ

رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کو رسول اللہ ﷺ سے درج ذیل صحابہ نے روایت کیا ہے:

- ۱- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما [صحیح بخاری: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸، صحیح مسلم: ۳۹۰]
- ۲- سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری: ۷۳۷، صحیح مسلم: ۳۹۱]
- ۳- سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ [صحیح مسلم: ۴۰۱، صحیح ابن خزیمہ: ۶۹۸]
- ۴- سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۷]
- ۵- سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۸۷۳]
- ۶- سیدنا سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان: ۱۸۶۸]
- ۷- سیدنا ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ [صحیح ابن حبان: ۱۸۶۸]
- ۸- سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۵، وسندہ حسن]
- ۹- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [صحیح ابن خزیمہ: ۵۸۴]
- ۱۰- سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ [سنن دارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱۱ و اسنادہ صحیح]
- ۱۱- سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۲۲، و اسنادہ صحیح]
- ۱۲- سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۲۲، و سندہ صحیح]
- ۱۳- سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ [مسند السراج ص ۶۲ ح ۹۲، و سندہ حسن]

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین کی احادیث متواتر ہیں۔ درج ذیل ائمہ نے رفع الیدین کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے:

- (۱) اَلکَلْبَانِ [نظم المبتدئین من الحدیث المتواتر ص ۹۶، ۹۷ ح ۶۷]
- (۲) ابن الجوزی [ایضاً]
- (۳) ابن حجر [ایضاً فتح الباری ۲۰۳/۱]

- (۴) زکریا الانصاری [ایضاً]
- (۵) محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی [لقط اللآلی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ ص ۲۰۷ ج ۶۲]
- (۶) ابن حزم [حاشیہ لقط اللآلی المتناثرہ ص ۲۰۵]
- (۷) السیوطی [قطف الازہار المتناثرہ ص ۹۵ ج ۳۳]
- (۸) العراقی [التقید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح ص ۲۷۰]
- (۹) السخاوی [دیکھئے فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث ۲۱/۳]
- (۱۰) موفق الدین ابن قدامہ [المغنی ۲۹۵/۱ مسئلہ: ۲۹۰]
- (۱۱) شمس الدین ابن قدامہ [الشرح الکبیر ۵۳۸، ۵۳۹]
- (۱۲) ابن تیمیہ رحمہ اللہ [القواعد النورانیہ ص ۲۸]
- (۱۳) عبدالعزیز القرہاری [کوثر النبی ص ۱۰]
- فائدہ: امام اصطری، علامہ سیوطی، اشرف علی تھانوی دیوبندی اور محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی وغیرہم کے نزدیک ہر وہ حدیث متواتر ہے جسے کم از کم دس راوی بیان کریں۔ دیکھئے تدریب الراوی (۱۷۹/۲)، قطف الازہار المتناثرہ (ص ۲۱/۱)، بوادر النوادر (صفحہ ۱۳۶) تحفہ قادیانیت (جلد اول ص ۱۷)
- لہذا رفع الیبتین کا اثبات قطعی الثبوت ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔



رفع البیہین کی دیکھ کر لے والسلامی کریم رضی اللہ عنہما	1- جہانگیر رفع البیہین رفع البیہین 2- ایک بیان رفع البیہین 3- ایک بیان رفع البیہین 4- ایک بیان رفع البیہین 5- ایک بیان رفع البیہین 6- ایک بیان رفع البیہین 7- ایک بیان رفع البیہین 8- ایک بیان رفع البیہین 9- ایک بیان رفع البیہین 10- ایک بیان رفع البیہین 11- ایک بیان رفع البیہین 12- ایک بیان رفع البیہین 13- ایک بیان رفع البیہین
---	--



تحقیق حافظ زبیر علی زئی

تاریکین رفع الیدین کے شہادت

پہلا شبہ: حدیث سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث رفع الیدین کے خلاف پیش کی ہے:
 بعض لوگوں نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث رفع الیدین کے خلاف پیش کی ہے:
 خرج علينا رسول الله ﷺ فقال: ((مالي أراكم رافعي أيديكم
 كأنها أذنان خيل شمس ، اسكنوا في الصلوة))
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ
 اٹھائے ہوئے، اس طرح دیکھتا ہوں جیسے شریگھوڑوں کی ڈ میں ہوتی ہیں؟
 نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔ [صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ ح ۴۳۰]

پہلا جواب:

جس طرح قرآن مجید اپنی تشریح خود کرتا ہے اسی طرح حدیث، حدیث کی تشریح
 کرتی ہے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
 ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو (نماز کے آخر میں) السلام علیکم ورحمۃ
 اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: تمہیں یہ کیا ہو گیا
 ہے؟ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریگھوڑوں کی ڈ میں ہوتی ہیں۔ تم
 میں سے جب کوئی (نماز کے آخر میں) سلام پھیرے تو اپنے بھائی کی طرف منہ کر کے
 صرف زبان سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔“
 [صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ ح ۴۳۰ وترقیم دارالسلام: ۹۷۱]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 جب ہم نماز پڑھتے تو (نماز کے آخر میں) دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے
 ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح
 اشارہ کرتے ہو جیسے شریگھوڑوں کی ڈ میں ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی

رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرو۔
[صحیح مسلم، ج ۳۰، ترمیم دار السلام: ۹۷۰]
لفظ ((أذناہ خیل شمس)) ”شریر گھوڑوں کی ڈمیں“ تینوں احادیث میں موجود ہے
جو اتحاد واقعہ کی واضح دلیل ہے لہذا اس حدیث کے ساتھ استدلال بالکلیہ مردود ہے۔

دوسرا جواب:

تمام محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے۔
رفع الیدین عند الركوع والرفع منہ کے ساتھ نہیں ہے۔ خیر القرون میں کسی نے بھی اس
حدیث کے ساتھ رفع الیدین (کے مسئلہ) کی ممانعت پر استدلال نہیں کیا ہے۔
مثلاً درج ذیل محدثین نے اس حدیث پر ”سلام“ کے ابواب باندھے ہیں:

(۱) علامہ نووی

”باب الأمر بالسکون فی الصلوٰۃ والنہی عن الإشارة بالید ورفعہا

عند السلام“ [صحیح مسلم مع شرح النووی ج ۲ ص ۱۵۲]

(۲) ابوداؤد

”باب فی السلام“ [دیکھئے سنن ابی داؤد: ۹۹۸، ۹۹۹]

(۳) الشافعی

”باب السلام فی الصلوٰۃ“ [کتاب الام ج ۱ ص ۱۲۲]

(۴) النسائی

”باب السلام بالأیدی فی الصلوٰۃ و باب موضع الیدین عند السلام“

[المجتبیٰ قبل ج ۱۱۸۵، الکبریٰ قبل ج ۱۰۷، باب السلام بالیدین المجتبیٰ ج ۱۳۲۷، الکبریٰ قبل ج ۱۲۳۹]

(۵) طحاوی

”باب السلام فی الصلوٰۃ کیف ہو؟“ [شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۶۸، ۲۶۹]

(۶) بیہقی

”باب کراهة الإيماء باليد عند التسليم من الصلوة“

[السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۱]

کسی محدث نے اس پر منع رفع الیدین عند الرکوع والرفع منه کا باب نہیں باندھا، محدثین کی اس اجماعی تبویب سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق صرف تشہد والے رفع الیدین کے ساتھ ہے۔ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: (سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث) سے رکوع کے وقت رفع الیدین کے منع پر دلیل لانا درست نہیں ہے کیوں کہ پہلی حدیث دوسری طویل حدیث کا اختصار ہے۔ [التلخیص الحیر ج ۱ ص ۲۲۱]

امام بخاری نے فرمایا: یہ بات مشہور ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے۔ [التلخیص الحیر ج ۱ ص ۲۲۱، جزء رفع الیدین: ۳۷] اسی کے ہم معنی بات حافظ ابن حبان نے بھی کہی ہے۔ [صحیح ابن حبان ۳/۸۷۳ ص ۱۸۷۷]

نووی شارح صحیح مسلم نے کہا: اس حدیث سے رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے نہ کرنے پر استدلال کرنے والا جہالت قبیحہ کا مرتکب ہے اور بات یہ ہے کہ عند الرکوع رفع الیدین کرنا صحیح و ثابت ہے جس کا رد نہیں ہو سکتا۔ پس نہی خاص اپنے مورد خاص پر محمول ہوگی تاکہ دونوں میں توفیق و موافقت ہو اور (مزعومہ) تعارض رفع ہو جائے۔ [المجموع شرح المہذب ج ۳ ص ۴۰۳ و حاشیہ السنن علی النسائی ص ۱۷۶]

حافظ ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) رحمہ اللہ نے فرمایا:

”... من أقبح الجهالات لسنة سيدنا رسول ﷺ لأنه لم يرد في

رفع الأيدي في الركوع والرفع منه وإنما كانوا يرفعون أيديهم في

حالة السلام من الصلوة... ولهذا لا (اختلاف) فيه بين أهل الحديث

ومن له أدنى اختلاط بأهله“

اس حدیث سے استدلال انتہائی بری جہالت ہے جسے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ روا رکھا گیا ہے کیونکہ یہ حدیث رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کے بارے میں وارد نہیں ہوئی۔ وہ تو نماز کی حالتِ سلام میں ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے... اس میں اہل حدیث (محدثین) کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جس شخص کو حدیث کے ساتھ ذرہ برابر تعلق ہے وہ بھی تسلیم کرتا ہے (کہ اسے رفع یدین قبل رکوع و بعدہ کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔) [البدرا لمیر ج ۳ ص ۳۸۵]

تیسرا جواب:

اگر یہ حدیث رفع الیدین کی ممانعت پر دلیل ہے تو تارکین رفع الیدین درج ذیل مقامات پر کیوں رفع الیدین کرتے ہیں؟

① تکبیر تحریمہ

② وتر

③ عیدین

اگر رکوع والا رفع الیدین اس حدیث کے ساتھ ممنوع ہے تو درج بالا تینوں رفع الیدین بطریق اولیٰ ممنوع ہونے چاہئیں۔

جو ان کا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے۔ اگر ان کی تخصیص دوسری احادیث کے ساتھ ہے تو رکوع والے رفع الیدین کی تخصیص بھی دوسری احادیث کے ساتھ ہے۔

چوتھا جواب:

تارکین کی پیش کردہ حدیث میں رکوع والے رفع الیدین کا ذکر اور صراحت نہیں۔ مجوزین کی پیش کردہ احادیث میں رکوع والے رفع الیدین کا ذکر اور صراحت ہے۔ لہذا مفسر کو مجمل پر مقدم کیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ”وهذا المفسر مقدم علی المہم“

اور یہ مفسر مبہم پر مقدم ہے۔ [فتح الباری ۱۰/۲۸۳ تحت ج ۵۸۲ نیز دیکھئے ج ۱۰ ص ۳۴۷]

پانچواں جواب:

اگر اس حدیث کے الفاظ کو رفع الیدین پر محمول کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین کرنا ایک فتیح فعل ہے۔ چونکہ رکوع والا رفع الیدین نبی ﷺ سے باسند صحیح تو اتر کے ساتھ ثابت ہے اور نبی فعل فتیح کا مرتکب نہیں ہوا کرتا تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کا رکوع والے رفع الیدین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، ورنہ نعوذ باللہ نبی ﷺ کے فعل کو فتیح تسلیم کرنا پڑے گا، جس کے تصور سے ہی ہم پناہ چاہتے ہیں۔

تنبیہ: بعض لوگوں نے پہلے جواب کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ ”یہ حدیث تعدد واقعہ پر مشتمل ہے“ ان لوگوں کا یہ دعویٰ غلط ہے۔

حافظ عبدالمنان صاحب نور پوری نے عبدالرشید کشمیری (دیوبندی) کے نام اپنے غیر مطبوع خط میں لکھا:

”جابر بن سمرہ والی روایت میں تو رکوع والے رفع الیدین سے منع کا سرے سے نام و نشان ہی نہیں۔ واقعات خواہ دو ہی بنا لیے جائیں کیونکہ ایک واقعہ میں سلام والے رفع الیدین کے مراد نہ ہونے سے رکوع والے رفع الیدین کا مراد ہونا لازم نہیں آتا لہذا اس روایت کو رکوع والے رفع الیدین کے منع ہونے کی دلیل بنانا محض تحکم اور زری سینہ زوری ہے۔“

دوسرا شبہ: حدیث۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

سفیان (الثوری) عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الأسود
عن علقمة قال قال عبداللہ بن مسعود: ألا أصلي بكم صلوة
رسول اللہ ﷺ فلم يرفع يديه إلا في أول مرة .

(کہا جاتا ہے کہ) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہیں اٹھائے سوائے پہلی دفعہ کے۔

[سنن ترمذی ۵۹۱ ج ۲۵۷ وقال: "حدیث حسن" کجلی لابن حزم ۴/۸۷، ۸۸، ۸۹ مسئلہ: ۴۴۳ وقال: ان هذا الخبر صحيح] تحقیق: یہ حدیث علت قادمہ کے ساتھ معلول ہے اور سنداً و متنأ دونوں طرح سے ضعیف ہے۔ درج ذیل ائمہ (اور علمائے حدیث) نے اسے ضعیف و معلول قرار دیا ہے:

پہلا جواب:

محدثین کی اکثریت نے اس روایت کو ضعیف و معلول قرار دیا ہے:

(۱) شیخ الاسلام المجاہد الثقفہ عبداللہ بن المبارک (متوفی ۱۸۱ھ) نے کہا:

”لم یثبت حدیث... ابن مسعود“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی (طرف منسوب یہ) حدیث ثابت نہیں ہے۔

[سنن ترمذی ۵۹۱ ج ۲۵۶ و اسنادہ صحیح]

بعض لوگوں نے ابن المبارک رحمہ اللہ کی جرح کو عصر جدید میں اس حدیث سے ہٹانے کی کوشش کی ہے مگر درج ذیل ائمہ حدیث و علمائے کرام نے ابن المبارک کی جرح کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب اس تنازعہ روایت کے متعلق قرار دیا ہے۔

۱: ترمذی [سنن ۵۹۱ ج ۲۵۶]

۲: ابن الجوزی وقال: "وقال فيه عبد الله بن المبارك: لا يثبت لهذا الحديث"

[التحقیق ۲۷۸/۱ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۳۵]

۳: ابن عبد الہادی [التتبع ۲۷۸/۱]

۴: نووی [المجموع شرح المہذب ۳/۴۰۳]

۵: ابن قدامہ [المغنی ج ۱ ص ۲۹۵ مسئلہ: ۶۹۰]

۶: ابن حجر [التلخیص الحجیر ۲۲۲/۱ ج ۳۲۸]

۷: الشوکانی [نیل الاوطار ۲/۱۸۰ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۶۹۶ تحت ج ۲۶۸]

۸: البغوی [شرح السنۃ ۳/۲۵۱ ج ۵۶۱]

۹: بیہقی [السنن الکبریٰ ۲/۹۷ و معرفۃ السنن والآثار ۱/۵۵۱]

حدیث کے کسی امام نے یہ نہیں کہا کہ ابن المبارک کی جرح حدیث ابن مسعود سے متعلق نہیں ہے۔

(۲) الامام الشافعی (متوفی ۲۰۴ھ) نے ترک رفع الیدین کی احادیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت نہیں ہیں۔

[دیکھئے کتاب الأم ج ۷ ص ۲۰۱ باب رفع الیدین فی الصلوٰۃ والسنن الکبریٰ للبیہقی ۸۱/۲ وفتح الباری ۲۲۰/۲]

(۳) احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) نے اس روایت پر کلام کیا۔

[دیکھئے جزء رفع الیدین: ۳۲، ومسائل احمد وایۃ عبداللہ بن احمد ۲۴۰ فقرہ: ۳۲۶]

(۴) ابو حاتم الرازی (۲۷۷ھ) نے کہا:

”هَذَا خَطَأٌ يُقَالُ: وَهَمُّ الثَّوْرِيِّ فَقَدْ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ عَاصِمٍ وَقَالُوا

كُلُّهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ فَطَبَّقَ وَجَعَلَهُمَا بَيْنَ

الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مَا رَوَى الثَّوْرِيُّ“

یہ حدیث خطا ہے، کہا جاتا ہے کہ (سفیان) ثوری کو اس (کے اختصار) میں وہم ہوا

ہے۔ کیونکہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان

کیا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز شروع کی، پس ہاتھ اٹھائے، پھر رکوع کیا اور تطبیق کی

اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان

نہیں کی ہے۔ [علل الحدیث ۱/۲۹۶ ج ۲۵۸]

(۵) الامام الدارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) نے اسے غیر محفوظ قرار دیا۔

[دیکھئے العلیل للدارقطنی ج ۳ ص ۷۳ مسئلہ: ۸۰۴]

(۶) حافظ ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) نے (کتاب) الصلوٰۃ میں کہا:

”هَوِيَ الْحَقِيقَةُ أضعف شيء يعول عليه لأن له عللاً تبطله“

یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے، کیونکہ اس کی علتیں ہیں جو اسے

باطل قرار دیتی ہیں۔ [التلخیص الحیجر ۱/۲۲۲ ج ۳۲۸، البدرا لمیر ۳/۴۹۴]

(۷) امام ابوداؤد السجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) نے کہا: ”هَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ

حدیث طویل و لیس ہو بصحیح علیٰ هذا اللفظ“
[سنن ابی داؤد نسختہ جمعیتہ ج ۸ ص ۴۷۸ ح ۴۸۷، نسختہ بیت الافکار الدولییہ ص ۱۰۲، نسختہ مکتبۃ المعارف/الریاض ص ۱۲۱
مشکوٰۃ المصنح ط ۱۳۲۶ھ ص ۷۷ ح ۸۰۹]

امام ابوداؤد اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما

چودھویں صدی میں بعض لوگوں نے امام ابوداؤد کی اس حدیث پر جرح کا انکار کیا ہے اور صاحب مشکوٰۃ کے بعض ادہام جمع کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ابوداؤد سے اس قول کا انتساب بھی ان کا وہم ہے۔ حالانکہ درج ذیل علماء نے اس قول کو امام ابوداؤد سے منسوب کیا ہے:

① ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

”وقال أبو داود: ليس بصحيح“ [التحقيق في اختلاف الحديث ۲۷۸/۱]

② ابن عبد البر الاندلسی (متوفی ۴۶۳ھ)

”وقال أبو داود في حديث عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن

الأسود عن علقمة عن ابن مسعود قال: ألا أصلي بكم صلوة

رسول الله ﷺ؟ فصلی فلم يرفع يديه إلا مرة واحدة، هذا

حدیث يختصر من حدیث طویل و لیس بصحیح علیٰ هذا اللفظ“

[التمهید ۲۲۰/۳]

③ ابن عبد البہادی (متوفی ۴۴۲ھ) [لتقیح ۲۷۸/۱]

④ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) [التلخیص الخیر ج ۱ ص ۲۲۲]

⑤ ابن الملقن [البدرا لمیر ج ۳ ص ۴۹۳]

⑥ ابن القطان القاسی [بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام ۳/۳۶۵، ۳۶۶، فقرہ: ۱۱۰۹]

⑦ شمس الحق عظیم آبادی (متوفی ۱۳۲۹ھ) نے کہا:

”واعلم أن هذه العبارة موجودة في نسختين عتيقتين عندي وليست

- في عامة نسخ أبي داود الموجودة عندي “ [عون المعبود ج ۳ ص ۲۴۹] معلوم ہوا کہ یہ عبارت امام ابو داود ہی کی ہے اور اسی حدیث پر ہے۔
- (۸) یحییٰ بن آدم (متوفی ۲۰۳ھ) [دیکھئے جزء رفع الیدین: ۳۲ و التلخیص الحمیر ۲۲۲۱]
- (۹) ابو بکر احمد بن عمر (و) البزار (متوفی ۲۹۲ھ) نے اس حدیث پر جرح کی۔ [البحر الزخارج ص ۵ ج ۲ ح ۱۶۰۸ نیز دیکھئے التہجد ۲۲۰۹، ۲۲۱، ۲۲۱]
- (۱۰) محمد بن وضاح (متوفی ۲۸۹ھ) نے ترک رفع یدین کی تمام احادیث کو ضعیف کہا۔ [التہجد ۲۲۱/۹ و سندہ قوی]
- (۱۱) امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) دیکھئے جزء رفع الیدین (۳۲) ولہ التلخیص الحمیر (۲۲۲۱) المجموع شرح المہذب (۴۰۳/۳)
- (۱۲) ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ) سے زیلعی حنفی نے نقل کیا کہ انھوں نے اس زیادت (دوبارہ نہ کرنے) کو خطا قرار دیا۔ [نصب الراية ۳۹۵]
- مجھے یہ کلام ”بیان الوہم والایہام“ میں نہیں ملا (ج ۳ ص ۳۶۵ تا ۳۶۷ فقرہ ۱۱۰۹) تاہم اشارہ ضرور ملتا ہے۔ [ص ۳۶۶]
- (۱۳) عبدالحق الاشعری نے کہا: ”لا یصح“ [الاحکام الواسطی ج ۱ ص ۳۶۷]
- (۱۴) ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) نے اسے ضعیف کہا۔ [البدرا المنیر ۴۹۲۳]
- (۱۵) الحاکم (متوفی ۴۰۵ھ) [الخلائیات للبیہقی بحوالہ البدرا المنیر ۴۹۳/۳]
- (۱۶) النووی (متوفی ۶۷۰ھ) نے کہا: اتفقوا علی تضعیفہ (خلاصۃ الاحکام ۳۵۴/۱ ح ۱۸۰) یعنی امام ترمذی کے علاوہ سب متقدمین کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔
- (۱۷) الدارمی (متوفی ۲۸۰ھ) بحوالہ تہذیب السنن للحافظ ابن قیم الجوزیة (۴۲۹/۲) [یہ حوالہ مجھے باسند صحیح نہیں ملا!]
- (۱۸) البیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) بحوالہ تہذیب السنن (۴۲۹/۲) و شرح المہذب للنووی (۴۰۳/۳) [یہ حوالہ بھی باسند صحیح نہیں ملا]

(۱۹) محمد بن نصر المروزی (متوفی ۲۹۴ھ) بحوالہ نصب الراية (۳۹۵/۱) والاحکام الواسطی لعبدالحق الاشعری (۳۶۷/۱)

(۲۰) ابن قدامہ المقدسی (متوفی ۶۲۰ھ) نے کہا: ”ضعیف“

[المغنی ج ۱ ص ۲۹۵ مسئلہ: ۶۹۰]

یہ سب امت مسلمہ کے مشہور علماء تھے۔ ان کا اس روایت کو متفقہ طور پر ضعیف و معلول قرار دینا ترمذی و ابن حزم کی تصحیح پر ہر لحاظ سے مقدم ہے۔ لہذا یہ حدیث بلا شک و شبہ ضعیف ہے۔

علل حدیث کے ماہر علماء اگر ثقہ راویوں کی روایت کو ضعیف کہیں تو ان کی تحقیق کو تسلیم کیا جائے گا کیوں کہ وہ اس فن کے ماہر ہیں اور فن حدیث میں ان کی تحقیق حجت ہے۔

دوسرا جواب:

اس روایت کا دار و مدار امام سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہے جیسا کہ اس کی تخریج سے ظاہر ہے۔ سفیان ثوری ثقہ حافظ، عابد ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔ [دیکھئے تقریب التہذیب: ۲۴۴۵] ان کو درج ذیل ائمہ حدیث نے مدلس قرار دیا ہے:

۱۔ یحییٰ بن سعید القطان

[کتاب العلل و معرفة الرجال لأحمد ۲۰۷ رقم ۱۱۳۰، الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۲ و سندہ صحیح]

۲۔ بخاری [العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲، التہذیب ۳۴۸]

۳۔ یحییٰ بن معین [الجرح والتعدیل ۲۲۵/۴ و سندہ صحیح]

۴۔ ابو محمود المقدسی [قصیدہ فی المدلسین ص ۴۷ شعر ثانی]

۵۔ ابن الترمکانی حنفی [الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲ و قال: الثوری مدلس وقد عمن]

۶۔ ابن حجر العسقلانی [طبقات المدلسین المرتبۃ الثانیہ ص ۳۲، تقریب التہذیب: ۲۴۴۵]

۷۔ الذہبی (میزان الاعتدال ۱۶۹/۲) و قال: ”إنه كان يدلس عن الضعفاء

ولكن له نقد وذوق ولا عبرة لقول من قال يدلس ويكتب عن الكذابين“

اور کہا: ”وربما دلس عن الضعفاء“ (سیر اعلام النبلاء ۲۴۲/۷) اور کہا: ”لأنه كان يحدث عن الضعفاء“ [ایضاً ۲۷۷/۷]

حافظ ذہبی کی گواہی سے معلوم ہوا کہ سفیان رحمہ اللہ ضعیف لوگوں سے تدلیس کرتے تھے۔ یاد رہے کہ جو ضعفاء سے تدلیس کرے اس کی عن (بغیر تصریح سماع) والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ ابوبکر الصیرنی (متوفی ۳۳۰ھ) نے کتاب الدلائل میں کہا:

”کل من ظهر تدلیسه عن غیر الثقات ، لم یقبل خبره حتی یقول: حدثني أوسمعت“

ہر راوی جس کی غیر ثقہ راویوں سے تدلیس ظاہر ہو جائے تو اس کی روایت اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ ”حدثني“ یا ”سمعت“ نہ کہے یعنی اس کے سماع کی تصریح کے بعد ہی اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ دیکھئے التکت للزرکشی (ص ۱۸۴) شرح الفیہ العراقی بالتبصرۃ والتذکرۃ (۱۸۳۱، ۱۸۴)

۸۔ صلاح الدین العلانی (جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۹۹) وقال:

”من يدلس عن أقوام مجهولين لا يدري من هم كسفیان الثوري...“
یعنی سفیان ثوری ان مجہول لوگوں سے تدلیس کرتے تھے جن کا پتا بھی نہیں چلتا۔

۹۔ حافظ ابن رجب (شرح علل الترمذی ۳۵۸/۱) وقال: ”وقد كان الثوري وغيره يدلسون عمن لم يسمعو منه أيضاً“، یعنی سفیان الثوری وغیرہ ان لوگوں سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا۔

۱۰۔ ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی [تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱۱۹۳ وسندہ صحیح]

۱۱۔ ابو عاصم الضحاک بن مخلد النبیل [سنن الدارقطنی ۲۰۱۳ ح ۳۲۳۳ وسندہ صحیح]

۱۲۔ علی بن عبداللہ المدینی [الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۲ وسندہ صحیح]

۱۳۔ ابوزرعۃ ابن العراقی قال: ”مشهور بالتدلیس“ [کتاب المدلسین: ۲۱]

۱۴۔ حاکم صاحب المستدرک [معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲،

۱۵۔ العینی قال:

”وسفیان من المدلسین والمدلس لا یحتج بعننته إلا أن یشب سماعه

من طریق آخر“ [عمدة القاری ج ۳ ص ۱۱۲]

۱۶۔ الکرمانی [شرح صحیح البخاری ج ۲ ص ۲۱۳]

۱۷۔ ابن حبان [الاحسان طبعہ جدیدہ ۲۱/۱۵]

۱۸۔ السیوطی [اسماء من عرف بالتدلیس: ۲۳۰]

۱۹۔ الحکمی [التبیین فی اسماء المدلسین ص ۲۷]

۲۰۔ قسطلانی: ”سفیان مدلس وعننة المدلس لا یحتج بها إلا أن یشب

سماعه بطریق آخر“ سفیان راوی مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ قابل حجت نہیں ہوتا الا یہ کہ اس کے سماع کی تصریح (یا متابعت) ثابت ہو جائے۔

[ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۶]

سرفراز صفدر صاحب دیوبندی تقلیدی اپنی کتاب ”احسن الکلام“ میں لکھتے ہیں:

”ابوقلابہ گو ثقہ تھے مگر غضب کے مدلس تھے..... ابوقلابہ کی جن سے ملاقات ہوئی ان سے

بھی اور جن سے نہیں ہوئی ان سے بھی سب سے تدلیس کرتے تھے۔“ [ج ۲ ص ۱۱۱]

اگر حافظ ذہبی کے قول کی بنیاد پر ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ ”غضب کے مدلس“ قرار

دیئے جاسکتے ہیں تو حافظ ابن رجب کے قول پر سفیان ثوری کو ”غضب کا مدلس“ کیوں نہیں

قرار دیا جاتا۔ ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

حالانکہ ابوقلابہ مدلس نہیں تھے۔ امام ابو حاتم رازی نے ان پر تدلیس کے الزام کی تردید کی

ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ”الجرح والتعدیل“ (۸/۵)

ابوقلابہ کی معنعن روایات کی تصحیح متعدد محدثین کرام مثلاً بخاری، مسلم، ترمذی اور ذہبی

وغیرہم نے کی ہے۔

متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کی بات کب قابلِ مسموع ہو سکتی ہے؟ کیا کسی محدث یا فقیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابو قلابہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے؟ ابو قلابہ جو کہ مدلس نہیں تھے ان کے عنعنہ کو رد کرنا اور ثوری جو کہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے ان کے عنعنہ کو قبول کرنا انصاف کا خون کرنے کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ضرور حساب لے گا۔ اس دن اس کی پکڑ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

تنبیہ: علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ایک سند کو ابو قلابہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا۔ [حاشیہ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۲۶۸ تحت ح ۲۰۲۳]

قال: "إسناده ضعيف لعننة أبي قلابة وهو مذکور بالتدليس"

حالانکہ ابو قلابہ کا مدلس ہونا صحیح نہیں ہے۔ جنھوں نے کئی سو سال کے بعد اسے مدلس کہا، انھوں نے اسے طبقہ اولیٰ (جن کی مععن روایات ان لوگوں کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں) میں شمار کیا ہے۔ اس کا ضعفاء سے تدلیس کرنا بھی ثابت نہیں ہے۔ اس کی روایات کو تو علامہ البانی نے ضعیف کہا ہے، مگر (اصول سے روگردانی کرتے ہوئے) سفیان ثوری مدلس عن الضعفاء (جو کہ بقول حاکم طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں) کی مععن روایت ترک رفع الیٰطین کی تعلیقات مشکوٰۃ میں تصحیح کر دی ہے۔

ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ علامہ البانی رحمہ اللہ کی یہ تصحیح غلط ہے اور محدثین کے قواعد کے خلاف ہے لہذا مردود ہے۔

ذہبی عصر تھا شیخ عبدالرحمان المعلمی الیمانی نے بھی اس روایت کو سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے۔ [التکلیل بمانی تانیب الکوثری من الاباطیل ص ۲۰]

خلاصہ یہ کہ سفیان ثوری مدلس تھے بلکہ بہ تحقیق سرفراز خان صفدر "غضب کے مدلس تھے" لہذا ان کی مععن روایت متابعت کی غیر موجودگی میں ضعیف ہوتی ہے۔

مدلس کا عنعنہ

حافظ ابن الصلاح (۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

”والحکم بأنه لا یقبل من المدلس حتی یبین قدأجراه الشافعی
رضی اللہ عنہ فیمن عرفناه دلس مرة، واللہ أعلم“
حکم یہ ہے کہ مدلس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی
تصریح کرے۔ یہ بات (امام) شافعی رضی اللہ عنہ نے ہر اس شخص پر جاری فرمائی
ہے جو ایک دفعہ ہی تدلیس کرے۔

[علوم الحدیث عرف مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۹ نیز دیکھئے الرسالة للشافعی ص ۳۸۰ فقرہ: ۱۰۳۵]
امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۴۳ھ) نے کہا: مدلس اپنی تدلیس (معنعن روایت) میں حجت
نہیں ہوتا۔ (الکفایہ ص ۳۶۲ ولفظہ: ”لا یكون حجة فيما دلس“ وسندہ صحیح)
لہذا سفیان ثوری رحمہ اللہ (جو کہ ضعفاء اور مجاہیل سے تدلیس کرتے تھے) کی یہ
معنعن (عن والی) روایت ضعیف ہے اور صحیح احادیث کے مقابلے میں ضعیف کا وجود اور
عدم وجود دونوں برابر ہیں۔

طبقة ثانیہ کی بحث

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ غضب کے مدلس تھے،
لہذا ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کو درجہ ثانیہ میں
ذکر کیا ہے۔ [طبقات المدلسین ص ۳۲]

حاکم نیشاپوری نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔
[معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۶ وجامع التحصیل ص ۹۹]
حاکم نیشاپوری حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں
حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔

فائدہ نمبر ۱: سفیان ثوری درج ذیل شیوخ سے تدلیس نہیں کرتے تھے:

حبیب بن ابی ثابت، سلمہ بن کہیل اور منصور (وغیرہم)

[العلل الکیہ للترمذی ۹۶۶۲، التمهید لابن عبدالبر ۳۴۱ شرح علل الترمذی ۵۱۲/۷]

فائدہ نمبر ۲: سفیان ثوری سے یحییٰ بن سعید القطان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔ تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں کتاب العلیل و معرفۃ الرجال (۱/۲۰۷ رقم ۱۱۳۰) والکفایۃ (للخطیب ص ۳۶۲ و سندہ صحیح) و تہذیب التہذیب (۱۹۲/۱۱ ترجمہ یحییٰ بن سعید القطان) فائدہ نمبر ۳: مدلس کی اگر معتبر متابعت ثابت ہو جائے تو اس کی روایت قوی ہو جاتی ہے۔ سفیان ثوری اس روایت میں عاصم بن کلیب سے منفرد ہیں اور ان کی کوئی معتبر متابعت نہیں ہے، لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

تیسرا جواب:

سفیان ثوری کی اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے لہذا یہ روایت مجمل ہے۔ اگر اس کو عام تصور کیا جائے تو پھر تارکین رفع الیدین کا خود اس روایت پر عمل نہیں ہے۔

① وہ وتر میں تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع سے پہلے رفع الیدین کرتے ہیں۔

② وہ عیدین میں تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین کرتے ہیں۔

اگر وتر اور عیدین کی تخصیص دیگر روایات سے ثابت ہے تو رکوع سے پہلے اور بعد کی تخصیص بھی صحیحین کی روایات سے ثابت ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حدیث کے عموم سے وتر اور عیدین کے رفع الیدین کو بچانے کی کوشش کریں جو ان لوگوں کا جواب ہے، وہی ہمارا جواب ہے۔

تنبیہ: رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی ممانعت یا ترک کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ تارکین کی پیش کردہ سب احادیث باطل، ضعیف و مردود ہیں۔ [مزید تحقیق کے لئے حافظ ابن القیم کی المنار المہینف ص ۱۳۷ کا مطالعہ کریں]

چوتھا جواب:

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا

ذکر نہیں ہے۔ امام فقیہ محدث ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس ضعیف حدیث پر یہ باب باندھا ہے۔
 ”باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع“ یعنی باب اس کا جس نے رکوع سے پہلے
 رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔ [سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۷۷۷ قبل ح ۷۸۸]۔
 اور یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ (ثبوت ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر
 لازم نہیں ہے۔

ابن الترمذی حنفی (متوفی ۲۵۷ھ) نے فرمایا: ”ومن لم یذکر الشیء لیس بحجة علی
 من ذکروه“ جو کسی چیز کو ذکر نہ کرے وہ اس پر حجت نہیں ہے جو کسی چیز کو ذکر کرے۔
 [المجہد فی ج ۳ ص ۳۱۷]

مشہور محدث حافظ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے فرمایا: ”ولا یلزم من
 عدم ذکر الشیء عدم وقوعه“ کسی چیز کے عدم ذکر سے اس کا عدم وقوع لازم نہیں آتا۔
 [الدرر الیٰت ج ۱ ص ۲۲۵ حدیث ۲۹۲ باب الاستقاء]
 لہذا امام سفیان الثوری کی عدم ذکر والی اس ضعیف حدیث سے بھی ترک رفع الیدین
 عند الرکوع وبعده ثابت نہیں ہو سکتا۔

پانچواں جواب:

سفیان کی حدیث میں نفی ہے اور صحیحین وغیرہما کی متواتر احادیث میں اثبات ہے۔
 یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔
 علامہ نووی نے کہا:

”إن أحادیث الرفع أولى لأنها إثبات و لهذا نفی فیقدم الإثبات

لزيادة العلم“

رفع الیدین کی (صحیح) احادیث پر عمل کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ اثبات ہیں اور یہ
 (سفیان ثوری کی ضعیف حدیث) نفی ہے۔ پس اثبات کو زیادت علم کی وجہ سے نفی
 پر مقدم کیا جائے گا۔ اتقی [المجموع شرح المہذب ۳/۳۰۳]

حنفی یہ کہتے ہیں کہ کرنی حنفی (متوفی ۳۱۷ھ) نے بھی مثبت کوفی پر اولیٰ بالعمل قرار دیا ہے۔ [دیکھئے نور الانوار ص ۱۹۷]

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں نصب الرایۃ (۳۵۹/۱) وفتح الباری (۳۳۳/۱)

چھٹا جواب:

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تکبیر تحریرہ کے ساتھ صرف ایک دفعہ رفع یدین کیا بار بار نہیں کیا۔ [ملاحظہ فرمائیں مشکوٰۃ المصابیح ص ۷۷ ج ۸۰۹] نووی (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

” ذکرہ أصحابنا قالوا: لو صحح وجب تأویلہ علیٰ أن معناه لا یعود

إلی الرفع فی ابتداء استفتاحہ ولا فی أوائل باقی رکعات الصلوة

الواحدة ویتعین تأویلہ جمعاً بین الأحادیث “

ہمارے ساتھیوں نے ذکر کیا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اس کا مفہوم یہ ہوتا کہ

شروع نماز میں اور باقی رکعات کے شروع میں دوبارہ رفع الیدین نہیں کرتے

تھے۔ (اس کا رکوع والے رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں ہے) اس تاویل کے

ساتھ تمام احادیث (بلحاظ جمع و تطبیق) پر عمل ہو جاتا ہے۔ [المجموع ۳۰۳ ص ۲۰۳]

ساتواں جواب:

یہ حدیث اگر بضر محال صحیح ہوتی (!) تو بھی منسوخ ہوتی۔

امام احمد بن الحسین البہقی نے فرمایا:

” وقد یکون ذلك فی الإبتداء قبل أن یشروع رفع الیدین فی الركوع ثم

صار التطبيق منسوخاً و صار الأمر فی السنة إلی رفع الیدین عند الركوع

ورفع الرأس منه و خفياً جمعاً علیٰ عبد اللہ بن مسعود “

ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں ترک رفع یدین رہا ہو جس وقت رفع الیدین کی مشروعیت

نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی) تطبیق منسوخ ہوگئی اور سنت میں رفع الیدین رکوع سے پہلے اور بعد کا شروع ہو گیا اور یہ دونوں باتیں (تطبیق اور بعد کا شروع ہونے والا رفع الیدین) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر مخفی رہ گئے۔
[معرفۃ السنن والآثار قلمی ج ۱ ص ۲۲۰، التحقیق الراجح فی ان احادیث رفع الیدین لیس لہا ناخ ص ۱۱۸ للشیخ الامام حافظ محمد گوندلوی]

تنبیہ: یہ الزامی جواب ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی نہیں۔

امام بیہقی کے دعویٰ کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام حافظ عبداللہ بن ادریس (ثقفہ بالا جماع) نے اس حدیث کو بعینہ اسی سند کے ساتھ عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے۔
[مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۸ و ۱ سنادہ صحیح]

اس میں رکوع میں تطبیق کا ذکر ہے جو کہ بالاتفاق منسوخ ہے۔

آخری بات

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ولو لا هذا الخبر لكان رفع الیدین عند كل رفع وخفض وتكبير
و تحمید فی الصلوٰة فرضاً...“

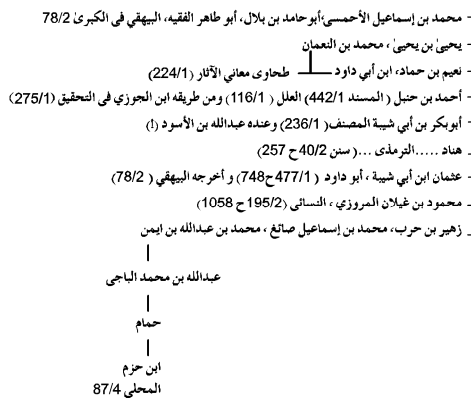
اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہر جھکنے، بلند ہونے، تکبیر اور تحمید کے وقت رفع الیدین فرض ہوتا۔ [الحلی ج ۲ ص ۸۸]

درج بالا تحقیق کی رو سے ابن حزم کی پیش کردہ حدیث متعدد علل کی وجہ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

لہذا قارئین فیصلہ کریں کہ ابن حزم کے نزدیک رفع الیدین کا کیا مقام ٹھہرتا ہے؟
کیا وہ ابن حزم کے نزدیک فرض نہیں ہو جاتا؟

مطفيق بلبل الحليث	
1- عبدالله بن المبارك (سنن الترمذي 971)	
2- النخعي روح الأرقم على السوطي (1581)	
3- يحيى بن آدم (الطحاوي المصنف 2221)	
4- محمد بن حنبل (الطحاوي المصنف 2199)	
5- الجوزي (الطحاوي المصنف 4781) والشمه (2209)	
6- أبو داود (السنن 4781) والشمه (2209)	
7- أبو جاتم الأزدي (طل الحليث 961)	
8- دارقطني (الطحاوي المصنف 3461)	
9- ابن حبان (الطحاوي المصنف 4492)	
10- أبو بكر البرز (الشمه 221, 2209)	
11- محمد بن وضاح (أيضاً)	
12- ابن القفال (مصنف الزيادة 3951)	
13- يحيى (حاشية جلاء الشيبه ص 88)	
14- ابن السلق (أيضاً)	
15- الحاكم (أيضاً)	
16- أبو زري (أيضاً)	
17- الدارمي (تهذيب المسير 4492)	
18- البيهقي (المصنف للزوزي 1038)	
19- ابن عباد (رمه صفة المطبق 3232)	
20- ابن قدامة (المصنف 2951)	

مصنف بلبل الحليث	
1- ترمذي حسن له	
2- ابن حزم صحيح له	
بعض المصنفين	



عبدالله بن مسعود

رفع

عبدالله بن المبارك

عبد الرحمن بن الأسود
عاصم بن كليب
سفيان الثوري

بسم الله الرحمن الرحيم
تحقيق جليل بن مسعود الاصلي المبرقع الاخي اركان حرمه

سويد بن نصر — نسائي (182/2)

تیسرا شبہ: حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلی عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ
 قال: كان النبي ﷺ إذا كبر لا يفتح الصلوة رفع يديه حتى يكون
 ابها ماه قريباً من شحمتي أذنيه ثم لا يعود .

یزید بن ابی زیاد نے (عبدالرحمن) بن ابی لیلی عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سند سے
 روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ شروع نماز میں رفع الیدین کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے
 انگوٹھے کانوں کی لو تک ہو جاتے تھے پھر آپ دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

[معانی الآثار للطحاوی ۲۲۴/۱ و سنن ابی داؤد: ۷۴۹، ۷۵۲]

○ جس روایت میں رفع الیدین کے نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے
 × جس روایت میں رفع الیدین کے نہ کرنے کا ذکر ہے

1	اسماعیل بن زکریا (سنن دارقطنی) ×	
2	مساح بن عمر (مسند ابی یعلی) ○ و فی نسخہ ×	
3	موسیٰ بن محمد الانصاری (تہذیب لابن عبدالبر) ○	
4	الجرارح ابو کعب (العلل لاصمد بن حنبل) ○	
5	اسباط بن محمد (مسند احمد) ○	
6	عبداللہ بن ادریس (ابو یعلی) ○ (راجع جلاء العینین ص 96)	
7	خالد بن عبداللہ (دارقطنی) ○	
8	شریک (سنن ابی داؤد) ×	براء بن عازب رضی اللہ عنہ
9	شعبہ (مسند احمد و صرح یزید بالسماع عمدہ) ○	عبدالرحمن بن ابی لیلی
10	زہیر (ابوداؤد ذکرہ معلقاً) ○	یزید بن ابی زیاد
11	مصنف ابن ابی شیبہ ○	
11	مسند احمد بن حنبل ○	
11	ہشیم زکریا بن یحییٰ الواسطی (مسند ابی یعلی) ○	
12	سفیان عبداللہ بن محمد الزہری (ابوداؤد) ○	
12	مسند الحمیدی ○	
13	الثوری مصنف عبدالرزاق ○	
	محمد بن یوسف (جزء البخاری) ○	
	ابراہیم بن خالد (دارقطنی) ○	
	مؤمل بن اسماعیل - ابوبکرہ (طحاوی 197/1) ○	
	طحاوی (224/1) ×	

پہلا جواب: اس حدیث کا دار و مدار یزید بن ابی زیاد القرظی الباشی الکوفی پر ہے جو کہ ضعیف اور شیعہ تھا

یزید بن ابی زیاد کا تعارف

نمبر شمار	جرح	ثبوت جرح	معدل	تعدیل	ثبوت تعدیل
1	شعبہ	كان يزيد بن أبي زياد رفاعاً	الجرح والتعديل 265/9	ابن شاهين	ذكره في الثقات
2	ابن ابي عمير	لم يكن بالحافظ ليس بذاك ليس بالقوي	ايضاً	احمد صالح	تقتات ابن شاهين بغير سند
3	يحيى بن معين	لا يصح بعديته ضعيف الحديث ليس بالقوي	ايضاً الكامل لابن عدى 2729/7	المعجل	كوفي ثقة جاز الحديث وكان باخوه يلقن
4	ابوزرع	كوفي لين، يكتب حديثه ولا يحتج به	الجرح والتعديل		معرفة الثقات رقم 2019
5	ابن المبارك	ارم به	الضعفاء الكبير للعلفي 380/	يعقوب بن سفيان	فهر على العدالة والفة
6	وكيع	(حديثه الروايات) ليس بشيء	ايضاً		تهذيب التهذيب
7	ابو اسامه	لو حلف عدي خمسين يميناً قسامة ما صدقته	ايضاً	ابن سعد	وكان ثقة في نفسه الا انه
8	الحقلي	(ذكره في الضعفاء)	ايضاً		انطلق في آخر عمره
9	الثعالبي	ليس بالقوي	الضعفاء والمترجمين رقم 651		الطبقات الكبرى 340/6
10	الجزجاني	سمعتهم يضعفون حديثه	احوال الرجال رقم 135		
11	احمد بن حنبل	حديثه ليس بذاك	كتاب الغلل ومعرفة الرجال 33/2		
12	ابن عدي	ويزيد من شعبة اهل الكوفة مع ضعفه يكتب حديثه	الكامل لابن عدى 2730/7		
13	ابن تميم	ضعيف	المعجل 484/7		
14	البيهقي	غير قوي	الكبرى 26/2		
15	البيهقي	وهو ضعيف	مجمع الزوائد 71/5		
16	ابن كثير	وهو ضعيف	تفسير ابن كثير 112/4.98/2		
17	ابن الترمذي	مضعف	الجواهر النقي 208/2		
18	ابوداود	لا اعلم احدا ترك حديثه وغيره احب الي منه	تهذيب الكمال للمزي 1534/3		
19	ابن قانع	ضعيف	تهذيب التهذيب 288/11		
20	الطائفي	ليس بالقوي عندهم	ايضاً ص 289		
21	البرقي	ليس هو بالقوي	ايضاً		
22	ابن تيمية	في القلب منه	ايضاً		
23	الدارقطني	لا يخرج عنه في الصحيح، ضعيف يخطئ كثيراً ويلقن إذا لقن	ايضاً		
24	ابن فضيل	كان من ائمة الشيعة الكبار	ايضاً		
25	ابن حجر	ضعيف كبر، فتغير صارتلقن وكان شيعياً	تقريب التهذيب		
26	الذهبي	مشهور سى الحفظ	المعنى في الضعفاء 7101		
27	ابن المديني	(ضعف امره)	الضعفاء للعلفي 380/4		
28	سفيان بن عيينه	(لم يكن سفيان يصف يزيد بالحفظ)	الام للشافعي ج 1 ص 104		
29	ابن حبان	(ذكره في الضعفاء)	المحروحين ج 3 ص 99		
30	الطائفي	كان يذكر بالحفظ فلما كبر ساء حفظه فكان يلقن الاسانيد ويزيد في المتون ولا يميز	نصب الراية ج 1 ص 402		

معلوم ہوا کہ اسماء الرجال کے اماموں کی اکثریت کے نزدیک یزید بن ابی زیاد الہاشمی ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کی وجہ اس کا سوء حفظ اور کثرتِ خطا ہے۔ جن ائمہ نے اسے ثقہ یا صدوق کہا وہ محدثین کی اکثریت کے مقابلے میں مردود ہے۔

بوصیری نے یزید بن ابی زیاد کے بارے میں کہا: ”ضعفه الجمهور“

اور جمہور نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [زوائد ابن ماجہ: ۲۱۶]

حافظ ابن حجر نے کہا: ”والجمهور علی تضعیف حدیثہ...“

اور جمہور اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں، الخ [ہدی الساری ص ۴۵۹]

سنن ابی داؤد (۲/۹۳۲ ح ۳۱۵۳) والی حدیث کے بارے میں اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ”یزید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔“ [نشر الطیب فی ذکر النبی الجلیل ص ۲۴۴]

تنبیہ: ائمہ حدیث نے بالاتفاق یہ تصریح کر دی ہے کہ یزید نے یہ متنازعہ روایت حالتِ اختلاف واقع ہونے کے بعد بیان کی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

دوسرا جواب:

یہ روایت یزید بن ابی زیاد نے اختلاف کے بعد بیان کی ہے۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یزید بن ابی زیاد نے مکہ میں حدیث سنائی:

”عن عبدالرحمن بن أبی لیلی عن البراء بن عازب قال: رأیت النبی

علیہ الصلوٰۃ والسلام إذا افتتح للصلوٰۃ رفع یدیه“

[کتاب الحج وجمین لابن حبان ۱۰۰۳ و سنن صحیح ابی سفیان، سنن الحمیری: ۲۴۳ دوسرا نسخہ: ۷۴۱]

یعنی اس قدیم روایت میں رفع یدین کے نہ کرنے (لا یعود وغیرہ) کا ذکر نہیں ہے۔ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

”ثم قدمت الکوفة فلقیته یزید بها فسمعتہ یحدث بهذا وزاد فیہ :

ثم لم یعد إذا هم لکنوہ“

یعنی پھر میں کوفہ آیا اور یزید سے ملاقات کی۔ میں نے اسے یہ حدیث بیان

کرتے ہوئے سنا اور اس نے اس حدیث میں ”لم یعد“ کے الفاظ بڑھادیے تھے۔ میرا خیال ہے کہ کوئیوں نے اسے تلقین کی تھی یعنی یہ الفاظ اس کی زبان میں

ڈال دیے تھے۔ [کتاب الام للشافعی ج ۱ ص ۱۰۴]

امام دارقطنی نے بھی یہی کہا ہے کہ یزید نے آخری عمر میں تلقین قبول کر کے یہ الفاظ

بڑھادیے تھے۔ [سنن الدارقطنی ۲۹۴/۱ ج ۱۱۸]

حافظ ابن حبان نے کہا:

”هَذَا خَبَرٌ عَوْلٌ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِرَاقِ فِي نَفْيِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ وَلَيْسَ فِي الْخَبْرِ ”ثُمَّ لَمْ يَعُدْ“ وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ لِقَنَاهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ فِي آخِرِ عَمْرِهِ فَتَلْقَنُ كَمَا قَالَ سَفِيَانُ بْنُ عَيِّنَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ قَدِيمًا بِمَكَّةَ يَحْدُثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِاسْقَاطِ هَذِهِ اللَّفْظَةِ وَمَنْ لَمْ يَكُنِ الْعِلْمَ صِنَاعَتَهُ لَا يَذْكَرُ لَهُ الْإِحْتِجَاجُ بِمَا يَشْبَهُ هَذَا مِنَ الْأَخْبَارِ الْوَاهِيَةِ“

اس روایت کو عراقیوں نے رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کے رفع الیدین کی نفی کے لئے (اعتماداً) پیش کیا ہے اور اس روایت میں ”ثم لم يعد“ (پھر نہ کرتے تھے) کی زیادتی نہیں تھی اور کوئیوں نے یزید بن ابی زیاد کی آخری عمر میں (جب کہ ان کا حافظہ متغیر ہو چکا تھا) یہ اضافہ بطور تلقین رٹا دیا تھا۔ پس یزید نے اس تلقین کو قبول کر لیا جیسا کہ سفیان بن عیینہ نے بیان فرمایا کہ انھوں نے مکہ میں پہلے اسے یہ حدیث ان الفاظ کے بغیر بیان کرتے ہوئے سنا تھا اور جس شخص کا مشغلہ علم ہو (اس عبارت میں لم زائد ہے، واللہ اعلم) وہ اس طرح کمزور ترین احادیث کو احتجاج کے طور پر کبھی ذکر نہیں کرتا۔ [المجروحین ج ۳ ص ۱۰۰]

محدثین کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ یزید بن ابی زیاد الکوفی الشیبی اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں اس روایت کو ”ولا یعود“ کی زیادتی کے بغیر بیان کرتا تھا۔ بعد میں

جب اس کا حافظہ بڑھاپے کی وجہ سے خراب ہو گیا تو اس نے ”یا رلوگوں“ کی تلقین قبول کر کے اس حدیث میں ”نہ کرنے“ کے (ثم لا یعود والے) الفاظ بڑھا دیے لہذا اس روایت سے استدلال کرنا حلال نہیں ہے۔

تیسرا جواب:

یزید بن ابی زیاد مدلس تھا۔

[جامع التحصیل فی احکام المراسیل للحافظ العلامی (ص ۱۱۲، رقم ۶۲) علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۰۵) تصدیق فی المدلسین لابن محمود المقدسی شعر ۶، رسالۃ السیوطی فی المدلسین (۶۷) و ابو زرعة ابن العرقی (۷۱) والذہبی فی ارجوزیہ، طبقات المدلسین لابن حجر (المرتبة الثالثة ۳/۱۱۲)]

اسے امام دارقطنی اور حاکم وغیرہما نے مدلس قرار دیا ہے۔

یزید بن ابی زیاد سے رفع الیدین نہ کرنے کی یعنی ”ثم لا یعود“ وغیرہ کے مختلف الفاظ کے ساتھ جتنی روایات بھی ملتی ہیں کسی میں بھی سماع کی تصریح نہیں ہے۔ شعبہ کی روایت میں سماع کی تصریح ہے، مگر اس میں رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ یہ روایت یزید مدلس کے معنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

یاد رہے کہ مدلس کا معنعنہ صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔

چوتھا جواب:

محدثین کا اجماع ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ”نہ کرنے“ کے الفاظ اس میں یزید بن ابی زیاد نے اضافہ کر دیے ہیں۔

ابن الملقن نے کہا: ”فہو حدیث ضعیف باتفاق الحفاظ ...“ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر حفاظ حدیث کا اتفاق (اجماع) ہے۔

[البدرا لمیر ۳/۴۸۷، نیز دیکھئے نیل الاوطار ۲/۱۸۰]

مثلاً درج ذیل محدثین نے خاص طور پر اس حدیث کے ضعیف ہونے کی صراحت کی ہے:

۱۔ سفیان بن عیینہ

۲۔ الشافعی

۳۔ الحمیدی

۴۔ احمد بن حنبل

۵۔ یحییٰ بن معین

[قال یحییٰ بن معین فی روایة الدروری (ج ۳ ص ۲۶۴) حدیث البراء ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه لیس هو الصحیح الاسناد]

۶۔ الدارمی

۷۔ البخاری

۸۔ ابن عبدالبر

۹۔ البیہقی

۱۰۔ ابن الجوزی [البر المنیر ۳/۴۸۷]

۱۱۔ البرزازی [بحوالہ عمدۃ القاری للعینی ۲/۲۳۵ و تلخیص الخیر ۲۲۱/۱]

کسی ایک محدث یا امام نے بھی اس حدیث کو صحیح یا حسن نہیں کہا۔

پانچواں جواب:

اس بات پر بھی ائمہ حدیث کا اجماع ہے کہ یزید الکوفی کی حدیث میں ”لم یعد“ کے الفاظ مدرج ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا:

”واتفق الحفاظ علی أن قوله ثم لم یعد مدرج فی الخبر من قول

یزید بن أبی زیاد و رواه عنه بدونها شعبة والثوري و خالد الطحان

وزهير وغيرهم من الحفاظ .“

حفاظ حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں ”لم یعد“ کا قول یزید کا

مدرج ہے اس سے شعبہ، ثوری، خالد اور زہیر وغیرہم نے اس قول کے بغیر اس

روایت کو بیان کیا ہے۔ [تلخیص الخیر ۲۲۱/۱]

نیز ملاحظہ فرمائیں چوتھا جواب اور ”المدرج إلى المدرج“ [السیوطی ص ۱۹ حدیث نمبر ۴]

چھٹا جواب:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب حدیث کا تیسرا، چوتھا، پانچواں اور چھٹا جواب دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ اس حدیث پر بھی وہی اعتراضات قائم ہیں۔
خلاصہ یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اپنے مفہوم پر غیر صریح ہے۔
تنبیہ: محمد ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو عن أخیه عیسیٰ عن الحکم عن عبدالرحمن بن أبی لیلیٰ عن البراء بن عازب کی سند سے بیان کیا ہے۔

[سنن ابی داؤد ۱/۲۷۹ ج ۱ ص ۷۵۲]

امام ابو داؤد نے کہا: ”هذا الحديث ليس بصحيح“ یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس میں علت قادحہ یہ ہے کہ محمد ابن ابی لیلیٰ نے یہ حدیث یزید بن ابی زیاد سے سنی تھی، امام احمد بن حنبل نے محمد بن عبداللہ بن نمیر (ثقة امام) سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کی کتاب میں دیکھا تو وہ اس حدیث کو یزید بن ابی زیاد سے روایت کر رہا تھا۔

[کتاب العلل للاحمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۳۳ رقم ۶۹۳ و سندہ صحیح، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۱۹ قلمی]

اس پر طرہ یہ کہ محمد ابن ابی لیلیٰ خود بھی ضعیف ہے۔ حتیٰ کہ طحاوی حنفی نے بھی اسے

”مضطرب الحفظ جداً“ قرار دیا ہے۔ [مشکل الآثار ۳/۲۲۶]

زیلعی نے کہا: ضعیف (نصب الراية ۱/۳۱۸)

انور شاہ کاشمیری نے کہا:

”فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور“ یعنی وہ جمہور محدثین کی طرح

میرے نزدیک (بھی) ضعیف ہے۔ [فیض الباری ۳/۱۶۸]

لہذا یہ متابعت مردود ہے۔ اصل دار و مدار محمد ابن ابی لیلیٰ کے استاد یزید بن ابی زیاد

ضعیف کوئی شیعہ مدلس پر ہے۔

چوتھا شبہ: حدیث محمد بن جابر السجمی

محمد بن جابر عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله قال:
صليت مع النبي ﷺ ومع أبي بكر ومع عمر رضي الله عنهما فلم
يرفعوا أيديهم إلا عند التكبير الأولى في افتتاح الصلاة.
محمد بن جابر نے (اپنی من گھڑت سند کے ساتھ) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ اور ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نماز پڑھی
ہے وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔
امام دارقطنی نے کہا: اس حدیث کو صرف محمد بن جابر نے بیان کیا ہے اور وہ ضعیف تھا۔
[سنن الدار قطنی ج ۱ ص ۲۹۵، وقال: تفرد به محمد بن جابر وكان ضعيفاً]

پہلا جواب:

یہ حدیث موضوع ہے۔ اسے کسی امام نے بھی صحیح نہیں کہا بلکہ بے شمار ائمہ نے اسے
صاف طور پر ضعیف و موضوع قرار دیا ہے:

① امام احمد بن حنبل نے کہا: یہ حدیث منکر ہے اور انھوں نے اس حدیث کا سخت انکار کیا ہے۔
[کتاب العلل ج ۱ ص ۱۴۴ رقم ۷۰۱]

② امام حاکم نے کہا: لهذا إسناد ضعيف [معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۲۲۰/۱]
یعنی یہ سند ضعیف ہے اور اسے مقلوب و غیر محفوظ قرار دیا۔
[الخلافيات للبیہقی بحوالہ البدر المیر ۳۹۴/۳]

③ الدار قطنی [سنن ۲۹۵/۱]

④ للبیہقی [سنن الکبریٰ ۸۰۶/۲]

⑤ ابن الجوزی نے موضوع قرار دیا۔ [الموضوعات ۹۶/۲]

⑥ ابن القیسرانی [تذکرۃ الموضوعات ص ۷۸]

⑦ الشوکانی [الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ص ۲۹]

① ابن القیم [المنار المنیفة ص ۱۳۸]

④ ابن عراق [تنزیہ الشریعة ۱۰۱/۲]

دوسرا جواب: اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے۔

محمد بن جابر الیمامی جرح و تعدیل کی روشنی میں

حوالہ	جرح	چارح
تہذیب التہذیب وغیرہ	لا یحدث عنه إلا شرمه کان ربما الحق أو یلحق فی کتابه یعنی الحدیث	1- احمد بن حنبل
.....	ضعیف (لا یحدث عنه إلا من هو شرمه)	2- یحییٰ بن معین
.....	صدوق کثیر الوهم متروک الحدیث	3- عمرو بن علی
.....	لیس بالقوی یتکلمون فیہ روی منا کثیر	4- بخاری
.....	لیس بشی	5- ابوداؤد
.....	ضعیف	6- التسانی
.....	(یضعفه)	7- ابن مہدی
.....	ضعیف	8- یعقوب بن سنیان
.....	ضعیف	9- العقیلی
.....	کان أعمی یلحق فی کتبه ما لیس من حدیثه ویسرق ما ذکره فیحدث به	10- ابن حبان
.....	ضعیف	11- الدرر قطنی
.....	ضعیف	12- الذہبی
.....	ضعیف	13- البیہقی
.....	(ذکره فی کتاب الضعفاء)	14- العقیلی
الضعفاء للعقيلي	ضعیف	15- الزیلعی
نصب الراجة	ضعفه	16- الحاکم
المعرفة للبيهقي 525/1 (۲۴۰ق)	ضعیف وقد وثقه غیر واحد	17- البیہقی
مجمع الزوائد 295/4	(ذکر نحو مقال) ابن حبان فیہ	18- السمعانی
الأنساب 229/3	(جرحه)	19- ابن القیم
المنار المنیفة	صدوق ذہبت کتبه فساء حفظه و خلط کثیراً	20- ابن حجر
تقريب التہذیب	وعمی فصار یلقن ورجحه أبو حاتم علی ابن لہیعة	

اس جم غفیر اور سیل جرار کے مقابلے میں صرف دو اشخاص نے اس کی تعدیل کی ہے:

① الذہبی: وقال لا بأس فیہ [تہذیب التہذیب]

② اسحق بن ابی اسرائیل [نصب الراجة بحوالہ ابن عدی]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ائمہ مسلمین و مومنین کی عظیم اکثریت نے اسے اس کے

برے حافظے، اختلاط اور تلقین گیری اور الحاق فی الکتب کی وجہ سے ضعیف و متروک قرار دیا ہے۔
 انتہائی معتدل امام ابو زرہ الرازی نے کہا: ”محمد بن جابر ساقط الحدیث عند
 أهل العلم“ علماء کے نزدیک محمد بن جابر ساقط الحدیث ہے۔ [الجرح والتعدیل ۲۲۰/۷]
 حافظ نور الدین ایشمی نے کہا: ”وفیه محمد بن جابر الیمامی وهو ضعیف عند
 الجمهور وقد وثق“ اس سند میں محمد بن جابر الیمامی ہے جو کہ جمہور کے نزدیک ضعیف
 ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے۔ (یہ توثیق مردود ہے۔ غالباً اس لیے حافظ ایشمی نے اس
 کے لئے صیغہ تمریض استعمال کیا ہے۔) [مجمع الزوائد ۱۹۱/۵]

تیسرا جواب:

آخری عمر میں محمد بن جابر اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔
 [ملاحظہ ہو الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات لابن الکیال ص ۳۹۵ والجرح والتعدیل
 وسیر اعلام النبلاء ۲۳۸/۸]
 اس سے یہ حدیث اس کے قدیم شاگرد روایت نہیں کرتے، بلکہ ایک متاخر راوی اسحاق بن
 ابی اسرائیل بیان کرتے ہیں جو کہ ۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ [تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۹۶]
 محمد بن جابر تقریباً ۱۷۰ھ کے چند سال بعد فوت ہوئے۔ [النبلاء ۲۳۸/۸]
 یعنی اس کی وفات کے وقت اسحاق مذکور تقریباً بیس یا کچھ زیادہ برس کے نوجوان تھے لہذا
 انھوں نے یہ حدیث محمد بن جابر کے اختلاط کے بعد سنی ہے۔

چوتھا جواب:

حماد بن ابی سلیمان آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ ابن سعد نے کہا:
 ”اختلط فی آخر أمره“ [تہذیب التہذیب ۱۵/۳]
 حافظ نور الدین ایشمی نے کہا: ”ولا یقبل من حدیث حماد إلا مارواہ عنہ
 القدماء شعبة وسفیان الثوری والد ستوائی و من عداہ ہولاء روواہ عنہ بعد
 الإختلاط“ حماد کی صرف وہ روایت قبول کی جاتی ہے جو اس سے اس کے قدیم شاگردوں

شعبہ، سفیان الثوری اور الدستوائی نے بیان کی ہے۔ ان کے علاوہ سارے لوگوں نے اس سے اختلاف کے بعد سماع کیا ہے۔ [مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۹، ۱۲۰] لہذا معلوم ہوا کہ محمد بن جابر کا حماد سے سماع بعد از اختلاف ہے۔ ان علل قادحہ کی وجہ سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ضعیف و باطل ہے اور اس کے ساتھ استدلال مردود ہے۔

پانچواں شبہ: موضوع روایات

بعض کذابین نے رفع الیدین کے خلاف ایسی روایات پیش کی ہیں جو کہ بالاتفاق موضوع اور من گھڑت ہیں۔ مثلاً:

- ① ایک حدیث جو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب کی گئی ہے، امام حاکم نے کہا: موضوع ہے، حافظ ابن حجر نے حاکم کی تائید کی ہے۔ [الدرایہ ۱۵۲۱] حافظ ابن قیم نے کہا: ”ومن شمم روائح الحدیث علیٰ بُعد: شہد باللہ انہ موضوع“ جس نے حدیث کی خوشبودور سے سو نگھی ہے وہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ [المنار المذہب ص ۳۸ رقم ۳۱۴]
- ② ایک روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب کی گئی ہے۔

[اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ ج ۲ ص ۱۹]

یہ سند موضوع ہے اور اس کا گھڑنے والا محمد بن عکاشہ ہے، محمد بن عکاشہ مشہور کذاب تھا۔

[ملاحظہ فرمائیں لسان المیزان ج ۵ ص ۳۲۴ و عامۃ کتب الضعفاء]

اس سے مامون بن احمد کذاب نے اس روایت کو چوری کیا ہے۔ [الدرایہ ج ۱ ص ۱۵۲]

- ③ اسی طرح عباد بن الزبیر نامی کسی شخص کی طرف ایک روایت منسوب کی گئی ہے، جس میں: اول: انقطاع ہے۔ (بشرط توثیق راوی و تسلیم ارسال الزاماً)

دوم: عباد بن الزبیر نامی معلوم ہے (یاد رہے کہ یہ عباد بن عبداللہ بن الزبیر نہیں ہے)

سوم: اس کے بعض راویوں میں نظر بھی ہے۔ [الدرایہ ج ۱ ص ۱۵۲]

چہارم: اس کی سند میں حفص بن غیاث مدلس ہے اور روایت مععن ہے۔
حافظ ابن قیم نے اس روایت کے بارے میں کہا: ”وہو موضوع“ یہ روایت موضوع
ہے۔ [المنار المینف فی الصحیح والضعیف ص ۱۳۹ رقم ۳۱۵]

جھوٹی روایت سے صرف وہی استدلال کرتا ہے جو خود جھوٹا ہوتا ہے۔

چھٹا شبہ: عدم ذکر

بعض لوگوں نے ترک رفع الیدین کے استدلال کی بھرتی میں ان روایات کو بھی درج
کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جن میں رفع الیدین کے کرنے یا نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ ان
لوگوں کی مکمل جہالت کی واضح دلیل ہے، ورنہ ان پر لازم آتا ہے کہ تکبیر تحریمہ، قنوت اور عیدین
والا رفع الیدین بھی نہ کریں کیوں کہ بہت سی صحیح احادیث میں ان کا ذکر تک نہیں ہے۔
ہم شروع میں واضح کر آئے ہیں کہ (ثبوت ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں
ہے لہذا یہ استدلال بالکل یہ مردود ہے۔

اسی طرح ”لا ترفع الایدی“ والی روایت میں رکوع والے رفع الیدین کا ذکر نہیں
ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا بنیادی راوی محمد بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے جیسا کہ قوی دلائل کے
ساتھ ثابت کر دیا گیا ہے۔ (کہا جاتا ہے کہ) امام عبداللہ بن المبارک نے محمد بن ابی لیلیٰ کی
اس ”لا ترفع“ والی روایت کے بارے میں کہا: ”ہذا من فواحش ابن ابی لیلیٰ“
یعنی یہ ابن ابی لیلیٰ کی فحش غلطیوں میں سے ہے۔ [المجر و حین لابن حبان ۲۳۶/۲]

اور اس میں دوسری بہت سی علتیں ہیں۔ تیسرے یہ کہ اس میں قنوت اور عیدین کے
رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے تو وہ کس دلیل سے کیا جاتا ہے؟
ساتواں شبہ: دعویٰ نسخ

بعض لوگوں نے انتہائی سینہ زوری کا ثبوت دیتے ہوئے رفع الیدین کے نسخ کا
بے بنیاد دعویٰ کیا ہے۔ یہ دعویٰ کئی دلائل کی رو سے مردود ہے:

- ① اس کا صریح صحیح نسخ موجود نہیں ہے۔
- ② صحابہ و تابعین کے مبارک دور میں رفع الیدین پر عمل ہوتا رہا ہے اور رفع الیدین کا ترک کسی ایک صحابی سے بھی باسند صحیح ثابت نہیں ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔
- ③ ترک رفع الیدین ہی ثابت نہیں ہے، لہذا دعویٰ نسخ کیسا؟
- ④ نسخ و منسوخ پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً کتاب الحازمی، کتاب ابن شہین، کتاب ابن الجوزی وغیرہ۔ ان کتابوں کے مصنفین نے اس مسئلہ کو اپنی کتابوں میں ذکر تک نہیں کیا، ہے کوئی! جو اس موضوع کی کسی ایک کتاب سے یہ مسئلہ نکال کر ہمیں دکھائے؟
- ⑤ میں نے دلائل رفع الیدین میں صحیح حدیث سے ثابت کر دیا ہے کہ نبی ﷺ ۹ھ اور ۱۰ھ میں رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔ اب ہمیں صحیح حدیث کے ساتھ بتایا جائے کہ کس سن ہجری میں رفع الیدین منسوخ یا ترک کر دیا گیا تھا؟
- ⑥ اگر معاذ اللہ! رفع الیدین منسوخ ہو گیا تھا تو پھر تکبیر تحریمہ، قنوت اور عیدین والا کس طرح اس نسخ سے بچ گیا؟
- ⑦ نبی ﷺ کی ساری زندگی میں صرف ایک نماز کا بھی ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے رفع الیدین نہ کیا ہو۔ جب ترک ہی ثابت نہیں ہے تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا؟
- ⑧ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکریوں سے مارتے تھے۔
[دیکھئے جزء رفع الیدین: ۱۵۱ سندہ صحیح]
- کسی صحابی نے کسی کو بھی رفع الیدین کرنے پر نہیں مارا لہذا دعویٰ نسخ باطل ہے۔
- ⑨ رفع الیدین کی احادیث میں ”کان“ کا لفظ آیا ہے۔
- حافظ بلعی حنفی نے کہا: ”فإنه بلفظ ”کان“ المقتضية للدوام“ یعنی ”کان“ کا لفظ دوام کا مقتضی ہے۔ [نصب الراية ۳۱۱]
- یہاں پر کوئی قرینہ صاف بھی نہیں ہے لہذا معلوم ہوا کہ حنفیوں کے نزدیک نبی ﷺ ہمیشہ (علی الدوام) رفع الیدین کرتے رہے ہیں لہذا دعویٰ نسخ مردود ہے۔

⑩ حافظ ابن قیم نے کہا:

”ومن ذلك أحاديث المنع من رفع اليدين في الصلوة عند الركوع والرفع منه كلها باطله على رسول الله ﷺ لا يصح منها شيء كحديث عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: إنما أصلي بكم صلوة رسول الله ﷺ قال: فصلى فلم يرفع يديه إلا في أول مرة“

(موضوع احادیث میں سے) نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرنے کی ممانعت کی ساری احادیث باطل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ مثلاً سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی (سند سے منسوب) حدیث کہ انھوں نے صرف پہلی مرتبہ رفع الیدین کیا (باطل ہے۔) [المنار المنيف ص ۱۳۷]

نسخ کے دعویداروں کا فرض ہے کہ پہلے ترک تو ثابت کریں۔

تحقیق کا خلاصہ

رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اس بات کو درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے:

ابن عمر، مالک بن الحویرث، وائل بن حجر، ابو حمید الساعدی، علی بن ابی طالب، ابو موسیٰ الاشعری، ابو بکر الصدیق، عبد اللہ بن الزبیر، البوقادہ، سہل بن سعد الساعدی، ابو اسید، محمد بن مسلمہ اور جابر وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین (ان روایات کی سندیں صحیح ہیں۔)

اس کے خلاف کسی ایک بھی صحیح یا حسن حدیث میں ترک رفع الیدین باصراحت ثابت نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر نماز میں رفع الیدین کریں۔

امام علی بن عبد اللہ المدینی (ثقة امام) نے رفع الیدین کی ایک حدیث کے بعد کہا:

”حق على المسلمين أن يرفعوا أيديهم لهذا الحديث“

اس حدیث کی بنا پر مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ (نماز میں) رفع الیدین کریں۔

[صحیح البخاری بالہامش نسخة الشعب ج ۱ ص ۱۸۸ نسخة باکستان ج ۱ ص ۱۰۲، فتح الباری ج ۲ ص ۱۷۵ جزء رفع الیدین]

ص ۳۴ حدیث ۲، سنخیں الحیرج اص ۲۱۸ حدیث ۲۲۷ [دیکھئے ان کی اس ایبل پر کون لیک کہتا ہے۔!]



آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت ہے کہ درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے رفع الیدین کو درج ذیل تابعین نے روایت کیا ہے:

① نافع [صحیح بخاری: ۷۳۹]

② محارب بن دثار [جزء البخاری: ۲۸، و اسنادہ صحیح، مسند ابی یعلیٰ ۲۳۶/۲ و اسنادہ حسن]

③ طاؤس [جزء رفع الیدین: ۲۸]

④ سالم [جزء رفع الیدین للبخاری: ۷۷ و صحیح]

⑤ ابوالزبیر [مسائل الامام احمد بن حنبل روایت عبداللہ بن احمد ج ۳ ص ۲۴۴ و اسنادہ صحیح]

بلکہ امام نافع رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ

” أن ابن عمر رضي الله عنهما كان إذا رأى رجلاً لا يرفع يديه إذا ركع وإذا رفع رماه بالحصي “ ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۵ و اسنادہ صحیح]
نووی نے کہا: ”یا سنادہ الصحیح عن نافع“ یعنی اس کی سند صحیح ہے۔

[المجموع شرح المہذب ۳/۴۰۵]

ابن الملقن نے کہا: ”یا سناد صحیح عن نافع“ [الہدرا لمنیر ۳/۴۷۸]

۲۔ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [بخاری: ۷۳۷ و مسلم: ۳۹۱]

۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

[سنن الدارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱ و اسنادہ صحیح و مسائل احمد روایت صالح ج ۴ ص ۱۷۱ و الاوسط لابن المنذر ۳/۳۸ و اسنادہ صحیح]

۴۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳۲۲ وسندہ صحیح]

۵۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳۲۲ وسندہ صحیح]

۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۳۲۲ وسندہ صحیح]

قال البخاري في جزء رفع اليدين: "حدثنا مسدد: ثنا عبد الواحد بن زياد عن عاصم الأحول قال: رأيت أنس بن مالك رضي الله عنه إذا افتتح الصلوة كبر ورفع يديه ويرفع كلما ركع ورفع رأسه من الركوع." سيدنا انس رضی اللہ عنہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدين کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدين: ۲۰ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے جزء رفع الیدين: ۶۵]

۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

قال البخاري في جزء رفع اليدين: "حدثنا سليمان بن حرب: ثنا يزيد بن ابراهيم عن قيس بن سعد عن عطاء قال: صليت مع أبي هريرة رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا كبر وإذا ركع (وإذا رفع)." یعنی سيدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ، (رکوع کے لئے) تکبیر کہتے وقت اور (رکوع سے) اُٹھتے وقت رفع الیدين کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدين: ۲۲ وسندہ صحیح]

۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدين کرتے تھے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵ ج ۲۳۳ وسندہ حسن] اس کے راوی صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ و صدوق ہیں۔

ابو حمزہ عمران بن ابی عطاء الاسدی کو درج ذیل علماء نے ثقہ قرار دیا ہے:

① احمد بن حنبل ② ابن معین ③ ابن نمیر ④ ابن حبان ⑤ مسلم (تخریج حدیث)

⑥ الذہبی فی سیر اعلام النبلاء (۳۸۷/۵)

اور درج ذیل علماء نے ضعیف قرار دیا ہے:

① ابو زرہ ② ابو حاتم ③ نسائی ④ ابوداؤد (ملخصاً من التہذیب)

لہذا بقول راجح ابو حمزہ ثقہ و صدوق ہے۔
 تنبیہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب تفسیر ابن عباس ساری کی ساری مکذوب و
 موضوع ہے۔ اس کے بنیادی راوی محمد بن مروان السدی، الکلی اور ابوصالح تینوں کذاب
 (جھوٹے راوی) ہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے لہذا اس نام نہاد تفسیر سے استدلال کسی کے لئے
 حلال نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس تفسیر میں بھی رفع الیدین کے خلاف کوئی صریح بات موجود
 نہیں ہے۔

۹۔ صحابہ کرام کا رفع الیدین کرنا

امام بیہقی نے کہا:

أخبرنا محمد بن عبد الله: حدثني محمد بن صالح: حدثنا
 يعقوب بن يوسف الأخرم: حدثنا الحسن بن عيسى: أنبأنا
 ابن المبارك: أنبأنا عبد الملك بن أبي سليمان عن سعيد بن جبیر
 أنه سئل عن رفع الیدین فی الصلوة فقال: هو شيء یزین به الرجل
 صلواته و كان أصحاب رسول الله ﷺ یرفعون أیدیهم فی الإفتتاح
 و عند الرکوع و إذا رفعوا رؤسهم۔

سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ سے رفع الیدین کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا:
 یہ نماز کی زینت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شروع
 نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے
 تھے۔ [سنن الکبریٰ للبیہقی ۷۵۲۲ و سندہ صحیح]

سند کی تحقیق

یہ سند بالکل صحیح ہے۔ راویوں کا علی الترتیب جائزہ پیش خدمت ہے:

① امام محمد بن عبد اللہ الحاکم مشہور امام ہیں اور صدوق ہیں، مستدرک کے مصنف ہیں۔

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں: سیر اعلام النبلاء ۱۶۲/۷، میزان الاعتدال ۶۰۸/۳، تذکرۃ الحفاظ ۱۰۳۹/۳، تاریخ بغداد ۴۷۳/۵، الانساب للسمعانی ۴۳۲/۱، المنتظم لابن الجوزی ۲۷۷/۷، العبر ۹۱/۳، البدایہ والنہایہ (۳۵۱/۱۱)

ان پر جرح مردود ہے۔

② محمد بن صالح بن ہانی ثقہ تھے۔ [المنتظم ۸۶/۴]

③ یعقوب بن یوسف الاخرم سے ان کے بیٹے امام، حافظ، متقن، حجت محمد بن یعقوب بن یوسف النیسابوری، ابن الشرقی، یحییٰ العنبری، محمد بن صالح اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے مصر میں پڑھا۔ قتیبہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا اور ان سے امام مسلم نے حدیث لکھی ہے۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں: ”وکان لیبیاً نبیلاً فقیہاً کثیر العلم“ (تاریخ الاسلام ۳۳۸/۲۱) اور ان کی وفات ۲۸۷ھ میں ہوئی۔

ان کو امام ابو حازم عمر بن احمد العبدوی نے ثقہ کہا۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۳۰/۵]

④ الحسن بن عیسیٰ ثقہ تھے۔ [التقریب: ۱۲۸۸]

⑤ ابن المبارک ثقہ ثبت فقیہ عالم، جواد مجاہد تھے۔ [التقریب: ۳۵۷۰]

⑥ عبد الملک بن ابی سلیمان مشہور ثقہ تھے۔ [میزان الاعتدال ۶۵۶/۲]

ان کو احمد اور ابن معین وغیرہما نے ثقہ قرار دیا ہے۔ وہم کے مطلق الزام سے ان کی ہر حدیث ساقط نہیں ہو سکتی، کون ہے جسے وہم نہیں ہوا ہے؟ یاد رہے کہ ان کی یہ روایت کسی ثقہ راوی کے مخالف نہیں ہے۔

⑦ سعید بن جبیر تابعی ثقہ ثبت فقیہ تھے۔ [التقریب: ۲۲۷۸]

خلاصہ یہ کہ اس اثر کی سند بالکل صحیح ہے اور یہ اثر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ
۱: رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ ۲: صحابہ کرام رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

سعید بن جبیر مشہور جلیل القدر تابعی تھے جنہیں ان کی حق گوئی کی وجہ سے شہید کر دیا گیا تھا۔ ان کی گواہی سے معلوم ہوا کہ (تمام) صحابہ (رضی اللہ عنہم) رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین

کرتے تھے۔ انھوں نے کسی ایک صحابی کا بھی استثنا نہیں کیا ہے لہذا رفع الیڈین پر صحابہ کا اجماع ثابت ہو گیا۔ مزید دیکھئے جزء رفع الیڈین (۲۹ و سندہ صحیح)
مگر جو شخص ”میں نہ مانوں“۔۔۔ ”میں نہ مانوں“ کی رٹ لگائے رکھے اس کا کیا علاج ہے؟

تاریکین و مانعین کے آثار

گزشتہ صفحات میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ تمام صحابہ رفع الیڈین کرتے تھے۔
حجۃ الاسلام، امام الفقہاء والحدیثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
”کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیڈین نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔“

[جزء رفع الیڈین: ۴۰، ۶۱، ۷۱، مجموع شرح المہذب ۳/۴۰۵]

اس باب میں منکرین رفع الیڈین جو آثار پیش کرتے ہیں ان کا مختصر و جامع جائزہ پیش خدمت ہے:

(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب اثر

”ابراہیم عن الأسود قال: رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیه فی

أول تکبیرة ثم لا یعود“

ابراہیم عن اسود کی سند سے روایت ہے کہ میں نے (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ)

کو دیکھا ہے کہ وہ شروع تکبیر میں رفع الیڈین کرتے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

[معانی الآثار للطحاوی ۱/۲۲۷]

امام ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے، اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی۔ صحیح احادیث میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیڈین کرتے تھے۔

[نصب الراية ج ۱ ص ۴۰۵ والبدرا المنیر ۳/۵۰۱]

امام ابو زرعد رازی نے الحسن بن عیاش کے مقابلے میں سفیان الثوری کی اس روایت کو

صح قرار دیا ہے جس میں پھر نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ [علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۹۵]

ابن جوزی نے کہا کہ یہ اثر صحیح (ثابت) نہیں ہے۔

[البدرا المنیر ۵۰/۳، التحقیق فی اختلاف الحدیث ج ۱ ص ۱۲۸۲ مع ۱ ص ۱۲۸۲]

امام ابو زرہ، امام حاکم اور جمہور کی تحقیق امام طحاوی کی تحقیق پر مقدم ہے۔

دوسرے یہ کہ اس روایت میں ابراہیم نخعی کو فی مدلس ہیں۔ [طبقات المدلسین لابن حجر (ص ۲۸) تم ۳۵] جامع التحصیل فی احکام المرابیل للحافظ صلاح الدین بن کیرکلی العلانی (ص ۱۰۴) معرفۃ علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۰۸) المدلسین لابن زرعہ ابن العراقی (۲) والمدلسین للسیوطی (۱) والتمین للمکھی (۱۴)]

اور یہ روایت معتعن ہے۔

حدیث ابن مسعود کے تحت بیان کر دیا گیا ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ علامہ نووی نے کہا: ”والمدلس إذا عنعن لا یحتج بہ بالإتفاق“ اگر مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ روایت بالاتفاق حجت نہیں ہوتی۔ [نصب الرایۃ ج ۲ ص ۳۴]

ایک علت یہ بھی ہے کہ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رفع الیدین نہ کرنے والے ہوتے تو ان کا جلیل القدر اور فقیہ بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی رفع الیدین نہ کرتا، حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ ابن عمر رفع الیدین کرتے تھے بلکہ نہ کرنے والوں کو مارتے تھے لہذا یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ ایک جواب یہ بھی ہے کہ اس روایت سے منکرین رفع الیدین کا استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ لوگ قنوت، وتر اور عیدین میں رفع الیدین کرتے ہیں۔ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ اثر صحیح ہوتا تو پھر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے تکبیر تحریمہ کے بعد (قنوت، وتر اور عیدین) میں بھی رفع الیدین نہیں کیا ہے (!) تو پھر یہ لوگ کیوں کرتے ہیں؟ اگر قنوت، وتر اور عیدین کی تخصیص دیگر دلائل سے ثابت ہے تو رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی تخصیص بھی دیگر دلائل سے ثابت ہے۔ منکرین رفع الیدین کو چاہیے کہ کوئی ایسا صریح صحیح اثر پیش کریں جس میں صاف ہو کہ فلاں صحابی نے رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین نہیں کیا یا نہیں کرتے تھے۔ اصل تنازعہ تو رکوع والے رفع الیدین کا ہے۔ جب دعویٰ خاص ہے تو پھر دلیل بھی خاص ہونی چاہیے۔

”عن ابراهیم النخعی قال: کان عبداللہ بن مسعود لا یرفع یدیه فی

شیء من الصلوٰۃ الا فی الافتتاح“

ابراہیم نخعی نے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کسی نماز میں بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے

سوائے شروع نماز میں۔ [الطحاوی بحوالہ نصب الرایۃ ۴۰۶/۱]

پہلا جواب:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ یا ۳۳ ہجری کو فوت ہوئے ہیں۔

[تہذیب التہذیب ۲۵/۶ و تقریب التہذیب: ۳۶۱۳]

اور ابراہیم بن یزید نخعی ۳۷ ہجری کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

[ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۵۵]

لہذا یہ سند منقطع ہے۔

اگر کہا جائے کہ یہ روایت ابراہیم نخعی نے ”غیر واحد“ (کئی اشخاص) سے سنی ہے یا ایک جماعت سے سنی ہے۔ (نصب الرایۃ ج ۱ ص ۴۰۶، ۴۰۷) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ”غیر واحد“ اور ”جماعت“ دونوں نامعلوم اور غیر متعین ہیں لہذا ان سے استدلال مخدوش ہے۔ حافظ گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روایت فی نفسہ قابل حجت بھی ہو سکتی ہے کیوں کہ حجت ہونا یا نہ ہونا تو اتصال و انقطاع اور صحت و ضعف پر موقوف ہے۔

یہ عبارت مرویات ابراہیم کے قابل حجت ہونے پر دال نہیں ہے۔

اولاً: اس لئے کہ ممکن ہے دو تین کو فی جمع ہو کر اسے حدیث سنائیں اور وہ تینوں ضعیف الحافظہ ہوں۔

ثانیاً: پتا نہیں کہ سلسلہ اسناد عبداللہ تک کتنے واسطوں سے پہنچتا ہے۔ بعض اوقات تابعی اور صحابی کے درمیان دو چار بلکہ سات واسطے بھی ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق تحقیقات نہایت ضروری ہیں۔

ثالثاً: ممکن ہے ابراہیم کے نزدیک وہ ثقہ ہوں مگر دیگر ائمہ رُفن کے ہاں ضعیف ہوں۔
والجرح مقدم علی التعديل، تعديل مہم مقلد کا مایہ ناز ہو سکتی ہے ایک ثقہ تحقیق کی
سیرابی کے لئے ناکافی ہے۔

انہی خدشات کی روشنی میں جرح و تعديل کے ایک بہت بڑے امام نے یہی فیصلہ
فرمایا ہے کہ ابراہیم سے عبداللہ کی روایات ضعیف ہیں۔ یعنی امام ذہبی کا میزان الاعتدال
ج ۳۵ میں ارشاد ہے:

قلت: استقر الأمر علی أن إبراہیم حجة وأنه إذا أرسل عن
ابن مسعود وغيره فليس ذلك بحسن انتہی۔

قال الإمام الشافعي: إن إبراہیم النخعي لوروی عن علي وعبدالله لم
يقبل منه لأنه لم يلق واحداً منهما۔ انتہی کلامہ

(کتاب الامس ۲۱، ۲۲، ۲۳ ج ۲ مطبوع مصر) “ [تحقیق الراخ ص ۱۳۰، ۱۳۱]
یعنی امام شافعی نے کہا: ابراہیم نخعی اگر علی اور عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما سے روایت کریں تو وہ
قبول نہیں کی جائے گی کیوں کہ ابراہیم کی ان میں سے کسی ایک سے بھی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔
اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی اور حافظ ذہبی نے ابراہیم نخعی کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۴) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب اثر

أبو بكر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال: صلیت خلف
ابن عمر رضي الله عنهما فلم یکن یرفع یدیه إلا فی التكبيرة الأولى
من الصلوة۔

مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ صرف
تکبیرِ اولیٰ میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ [معانی الآثار ج ۱ ص ۲۲۵، نصب الراية ج ۱ ص ۴۰۹]

پہلا جواب:

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:

” حدیث أبی بکر عن حصین إنما هو توهم منه لا أصل له “

ابوبکر کی حصین سے روایت اس کا وہم ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

[جزء رفع الیدین: ۱۶، و نصب الراية ۳۹۲]

اس روایت پر امام ابن معین کی جرح خاص اور مفسر ہے۔ اس کے مقابلے میں منکرین رفع الیدین لاکھ جتن کریں، یہ حدیث بہر حال باطل و مردود ہے۔ ابن معین کا نقاد حدیث میں جو مقام ہے وہ حدیث کے ابتدائی طالب علموں پر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

” رواه أبو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد عن ابن عمر وهو باطل “

اسے ابوبکر بن عیاش نے حصین عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ باطل ہے۔

[مسائل احمد روایت ابن بانی ج ۱ ص ۵۰]

ائمہ حدیث نے ابوبکر بن عیاش کی اس روایت کو وہم و خطا بھی قرار دیا ہے، لہذا ان کی یہ روایت باطل و بے اصل ہے۔

تنبیہ بلغ: راقم الحروف کی قدیم تحقیق یہ تھی کہ ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ بعد میں جب دوبارہ تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ تو جمہور محدثین کے نزدیک صدوق و مؤثق راوی ہیں لہذا میں نے اپنی سابقہ تحقیق سے علانیہ رجوع کیا۔

دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضور: ۲۸ ص ۵۴ (تحریر ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ)

ابوبکر بن عیاش کی توثیق و تقویت درج ذیل علماء سے ثابت ہے:

(۱) البخاری [أخرج عنہ فی صحیحہ]

(۲) ابن خزیمہ [أخرج عنہ فی صحیحہ]

(۳) الترمذی [قال فی حدیثہ (۴۵۶): ”حدیث حسن صحیح“]

- (٤) حاكم [المستدرک ٣/٢٠٠ ح ٣٩٠٣]
- (٥) الذہبی
- (٦) البيهقي [ديكهنه مجمع الزوائد (١٨٠/٩) كشف الاستار (٢٦٢٣) الاحسان، طبعه جديده (٦٩٤٠) والصحیحه (٢١٩٤)]
- (٧) ابن الجارود [المنقی: ٣٣١]
- (٨) الضیاء المقدسی [المختارۃ ١/٢٢٥، ٢/١١٢]
- (٩) ابو عوانه [مسند ابی عوانه ٣/١٨٦، ٤/١١٤]
- (١٠) البوصري [حسن له حديثه عن ابی اسحاق عن صلته عن عمار/ و صح له، الصحیحه: ١٥٩٦]
- (١١) العجلي: ثقته [معرفت الثقات]
- (١٢) ابو حاتم الرازی: ثقته [علل الحديث: ٢٢٣٣]
- (١٣) احمد بن حنبل: ثقته و ربما غلط [العلل: ٣١٥٥، أقوال احمد ٢/١٩٢]
- (١٤) ابن المبارک (أشقی علیه) [الجرح والتعديل ٩/٣٢٩، وسنده صحیح]
- (١٥) عبدالرحمن بن مهدي (كان يتحدث عنه) [ايضاً وسنده صحیح]
- (١٦) ابن عدی
- (١٧) يحيى بن معين [تاريخ عثمان بن سعيد الدارمی]
- (١٨) مسلم [روى عنه في مقدمة صحيحه]
- (١٩) ابن الجوزي: و كان ثقة متشددًا في السنة إلا أنه ربما أخطأ في الحديث المنتظم ٩/٢٣٢]
- (٢٠) يزيد بن هارون [تاريخ بغداد ١٢/٣٨٠]
- (٢١) ابن عمار [تاريخ بغداد ١٢/٣٨٠]
- (٢٢) ابو نعيم الاصبهاني [ذكره في الأولياء و صح له، النظر حلية الأولياء ٨/٣١٣]
- (٢٣) البغوي (صح له) [شرح السنة ٦/٣٩٦ ح ١٨٣٥]

(۲۴) ابن حبان

(۲۵) ابن حجر العسقلانی [تقریب التہذیب] وغیرہم

خلاصۃ تحقیق: محدثین کرام کی صراحت کے مطابق ابو بکر بن عیاش کو جن روایات میں غلطیاں لگی ہیں، اخطاء وادہام ہوئے ہیں، اُن کو چھوڑ کر وہ باقی تمام روایات میں صدوق و حسن الحدیث ہیں۔ والحمد للہ

ابو بکر بن عیاش کی روایت ترک رفع الیدین کو یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل وغیرہمانے بے اصل اور باطل وغیرہ قرار دیا ہے لہذا یہ روایت ضعیف و مردود ہی ہے۔

دوسرا جواب:

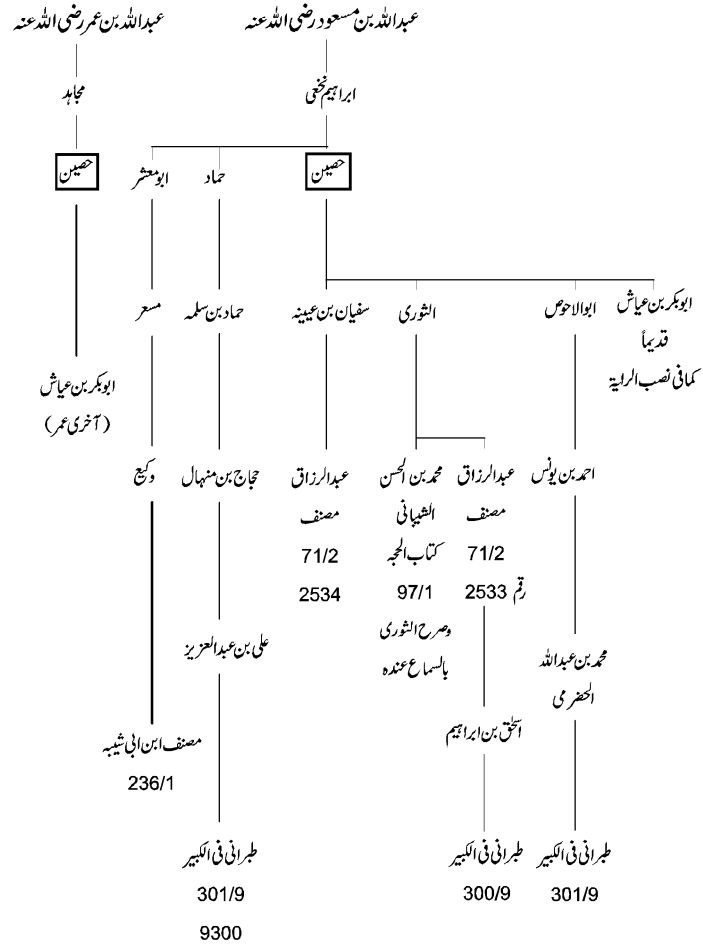
ابو بکر بن عیاش آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

[الکواکب النیرات فی معرفۃ من اخط من الرواۃ الثقات لابن الکیال ص ۳۳۹-۳۴۳، نصب الرایۃ ۴۰۹/۱ الاعتبار بمعرفۃ من رمی بالاختلاط ص ۲۶]

حافظ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں اس کی تصریح کی ہے کہ ابن عیاش جب بڑی عمر کے ہوئے تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ جب وہ روایت کرتے تو ان کو وہم ہو جاتا تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ جس بات میں انھیں وہم ہوا ہے اسے چھوڑ دیا جائے اور غیر وہم والی روایت میں اس سے حجت پکڑی جائے۔ [التہذیب ج ۱۲ ص ۳۹]

امام بخاری نے تفصیل سے بتایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابو بکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسل (منقطع) موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے۔ پہلی بات (یہ تنازعہ حدیث) خطا فاحش ہے کیونکہ اس نے اس میں ابن عمر کے اصحاب کی مخالفت کی ہے۔ [نصب الرایۃ ج ۱ ص ۴۰۹]

امام بخاری کا یہ قول جرح مفسر ہے جو مندرج نہیں ہو سکتی۔ اب آپ حصین سے اس روایت کی تخریج ملاحظہ فرمائیں:



اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابو بکر بن عیاش نے آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کے بعد جو روایت بیان کی ہے اس میں انھوں نے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے، لہذا ان کی روایت شاذ ہوئی اور شاذ مردود کی ایک قسم ہے۔ اس وجہ سے ان کی اس روایت کو امام یحییٰ بن معین اور امام احمد وغیرہما نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس تفصیل کے باوجود اگر کوئی شخص اس حدیث کی صحت پر اصرار کرتا ہے تو اس کا علاج کسی دماغی ہسپتال میں کرانا چاہیے۔

ایک دوسری سند

محمد بن الحسن الشیبانی نے کہا:

”أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال:

رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلاة

ولم يرفعهما فيما سوى ذلك“

محمد بن ابان بن صالح نے عبد العزیز بن حکیم سے روایت کیا کہ میں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہما)

کو دیکھا ہے وہ نماز کی تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کے علاوہ نہیں

اٹھاتے تھے۔ [موطأ محمد بن الحسن الشیبانی ص ۹۲]

جواب:

یہ سند سخت ضعیف ہے۔

۱۔ محمد بن الحسن الشیبانی تلمیذ امام ابی حنیفہ سخت ضعیف ہے۔

جمہور محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ”جہمی کذاب“

(محمد بن الحسن الشیبانی) جہمی کذاب ہے۔ [کتاب الضعفاء للعقلمی ۵۲۴ و سندہ صحیح]

نسائی نے کہا: ”ضعیف“ [جزء فی آخر کتاب الضعفاء والمتر وکین ص ۲۶۶]

ابن عدی نے کہا: اہل حدیث (محدثین کرام اور متبعین حدیث) اس کی بیان کردہ حدیثوں

سے بے نیاز ہیں۔ [الکامل ۲۱۸۴۶]

بوزرعہ الرازی نے کہا: محمد بن الحسن جہمی تھا۔ [کتاب الضعفاء لابن زرعہ ص ۵۷۰]

عمرو بن علی الفلاس نے کہا: ضعیف [تاریخ بغداد ۱۸۱/۲ اسنادہ صحیح]
 محمد بن الحسن الشیبانی پر تفصیلی جرح کے لئے دیکھئے میرا تحقیقی مضمون ”النصر الربانی فی ترجمۃ
 محمد بن الحسن الشیبانی“ شائع شدہ در ماہنامہ الحدیث حضور: ص ۱۱ تا ۲۰
 ۲۔ محمد بن ابان بن صالح الجعفی ضعیف راوی ہے۔ جمہور محدثین نے اس پر جرح کی ہے
 [دیکھئے لسان المیزان ۱۲۲/۵]

امام نسائی نے کہا: ”ضعیف کوفی“ [کتاب الضعفاء والمتردین: ۵۱۲]
 امام بخاری نے کہا: ”ولیس بالقوی“ [کتاب الضعفاء تحقیقی: ۳۲۱]
 غرض یہ سند بھی موضوع، باطل اور مردود ہے۔
 اس تحقیق سے امام بخاری کی یہ بات صحیح ثابت ہوئی کہ کسی ایک صحابی سے بھی ترک رفع الیدین
 ثابت نہیں ہے۔



آثار تابعین رحمہم اللہ اجمعین

اصل حجت اور دلیل قرآن، حدیث اور اجماع ہے۔ آثار تابعین صرف اس مقصد کے پیش نظر تحریر کر رہا ہوں کہ خیر القرون میں رفع الیدین کی سنت پر مسلسل اور بغیر کسی انقطاع کے عمل ہوتا رہا ہے لہذا نسخ کا دعویٰ باطل ہے۔

درج ذیل تابعین سے باسند صحیح رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کرنا یا اقرار ثابت ہے۔
 ① ابو فلانہ [مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵ ح ۲۳۳۷ و اسنادہ صحیح، جزء رفع الیدین: ۵۵]

② محمد بن سیرین [مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵ ح ۲۳۳۶ و اسنادہ صحیح، انرجہ البیہقی فی الخلائیات ص ۱۰۴ قلمی و اسنادہ صحیح]

③ وہب بن منبہ [مصنف عبدالرزاق ۲/۶۹ ح ۲۵۲۴ و التہجد ۲۲۸/۹ و عبدالرزاق صرح بالسماع عنده، فالسند صحیح]

④ سالم بن عبداللہ ⑤ القاسم بن محمد ⑥ عطاء

⑦ مکحول [جزء رفع الیدین: ۶۲ و سندہ حسن]

⑧ نعمان بن ابی عیاش [جزء رفع الیدین: ۵۹ و اسنادہ حسن]

⑨ طاؤس شاگرد ابن عباس [مسند احمد ۲/۴۲ ح ۵۰۳۳ و سندہ صحیح]

⑩ الحسن البصری [مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵ ح ۲۳۳۵ و سندہ صحیح، ولہ شواہد]

تلك عشرة كاملة

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور رفع الیدین

امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں کہا:

”حدثنا محمد بن يوسف: ثنا عبد الأعلى بن مسهر: ثنا عبد الله بن العلاء بن زبر: ثنا عمرو بن المهاجر قال: كان عبد الله بن عامر ليسألني أن استأذن له علي عمر بن عبد العزيز فاستأذنت له عليه فقال: الذي جلد أخاه في أن يرفع يديه، إن كنا لنؤدب عليه ونحن غلمان بالمدينة، فلم يأذن له -

عمر بن مہاجر نے کہا: عبد اللہ بن عامر مجھ سے کہتے کہ میں انھیں عمر بن عبدالعزیز کے پاس لے جاؤں، میں نے عمر بن عبدالعزیز سے جب اس کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: یہ عبد اللہ بن عامر وہی ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع الیدین کرنے پر مارا تھا۔ ہمیں تو رفع الیدین سکھایا جاتا تھا جب کہ ہم مدینہ میں بچے تھے۔ پس عمر بن عبدالعزیز نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔

[قلمی نسخہ ۶ مطبوعہ: ۷۱۷/۹ ادا تمہید ۲۱۸/۹]

اس کی سند صحیح ہے۔

① محمد بن یوسف (بخاری ابو احمد البیہقی) ثقہ ہے۔ [التقریب: ۶۴۱]

② عبد الاعلیٰ بن مسہر ثقہ فاضل تھے۔ [تقریب التہذیب: ۳۷۳۸]

③ عبد اللہ بن العلاء بن زبر ثقہ تھے۔ [التقریب: ۳۵۲۱]

④ عمرو بن المہاجر ثقہ تھے۔ [التقریب: ۵۱۲۰]

غرض یہ سند بالکل صحیح ہے۔

ابن عبدالبر کی روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: ”سالم قد حفظ عن أبيه“

سالم نے اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے (حدیث رفع الیدین کو) یاد رکھا۔

[التمہید ۲۱۹/۹ وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جو کہ مشہور تابعی اور عادل خلیفہ تھے، رفع الیٰطین کے قائل و فاعل تھے بلکہ منع کرنے والے سے ملاقات تک گوارا نہیں کرتے تھے۔ یہ ہے جذبہ اطاعت رسول ﷺ کا۔

اللہم صل وسلم علی محمد وآلہ وأزواجہ وأصحابہ أجمعین ، آمین

ائمہ کرام اور رفع الیدین

اصل حجت قرآن، حدیث اور اجماع ہے، ائمہ کرام کے اقوال بطور فہم سلف صالحین، بطور استشہاد اور ان کے پیروکاروں کی تسلی کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ ان لوگوں پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ صحیح احادیث پر عمل کرتے ہوئے جلیل القدر ائمہ کرام رحمہم اللہ بھی رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔

۱۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ

۱: جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (۵۷۱۲) جامع ترمذی مع تخریج احمد شاہ

[۲۵۶/۲ تحت ج ۲۵۶]

۲: طرح التشریح للعراقی [۲۵۳/۲، ۲۵۴]

۳: التمهید لابن عبد البر [۲۲۳، ۲۲۲، ۲۱۳/۹]

۴: الموضوعات لابن الجوزی [۹۸/۲]

۵: الاستذکار [۱۲۴/۲]

۶: شرح صحیح مسلم للنووی [۹۵/۴]

۷: المجموع شرح المہذب [۳۹۹/۳]

۸: المغنی لابن قدامة [۲۹۴/۱]

۹: بدایۃ المجتہد لابن رشد [۱۳۳/۱]

۱۰: نیل الاوطار [۱۸۰/۴، ۱۸۰/۲]

۱۱: معالم السنن للخطابی [۱۹۳/۱]

۱۲: شرح السنۃ للبیہقی [۲۳۳/۳]

۱۳: المحلی لابن حزم [۸۷/۴]

۱۴: المفہم للقرطبی [۱۹۲]

ان تمام کتابوں میں امام مالک کے رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے۔

عبداللہ بن وہب نے فرمایا: ”رأیت مالک بن أنس یرفع یدیه إذا افتتح الصلوٰۃ وإذا رکع وإذا رفع من الركوع“ میں نے (امام) مالک بن انس کو دیکھا، آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ [تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵۵ ص ۳۴۱ و سندہ حسن]

ابوعبداللہ محمد بن جابر بن حماد المرؤزی الفقیہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: ”هذا قول مالک و فعله الذي مات عليه وهو السنة وأنا عليه و كان حرملة علي هذا“

یہ (امام) مالک کا (آخری) قول اور فعل ہے جس پر وہ فوت ہوئے ہیں اور یہی سنت ہے۔ میں اسی پر عامل ہوں اور حرملة (بن یحییٰ) بھی اسی پر عامل ہے۔ [تاریخ دمشق ۳۴۱/۵۵ و سندہ حسن]

معلوم ہوا کہ امام مالک آخری دور میں وفات تک رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین کرتے تھے۔ رحمہ اللہ

امام خطابی اور امام بغوی نے اس کی تصریح کی ہے کہ امام مالک کا آخری عمل رفع الیدین کا تھا۔ [معالم السنن ج ۱ ص ۱۶۷ تحت ج ۲۳۶ شرح النبیۃ ج ۲۳ ص ۵۶۱]

بلکہ ابوالعباس القرطبی نے کہا کہ ”إن الرفع فی المواطن الثلاثة هو آخر أقواله وأصحها“ [طرح التثریب ج ۱ ص ۲۵۴ واللفظ له، المفہم ۱۹۲]

یعنی ان تینوں جگہوں پر رفع الیدین کرنا امام مالک کا آخری اور سب سے صحیح قول ہے۔ اس کے مقابلے میں (کہا جاتا ہے کہ) صرف سخون نے امام مالک سے ترک رفع الیدین روایت کیا ہے۔

لہذا یہ روایت شاذ و مردود ہے۔

۲۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ

- ۱: کتاب الام للشافعی [ج ۱ ص ۱۰۴]
 - ۲: جامع ترمذی [۳۷۲ تحت حدیث ۲۵۶]
 - ۳: شرح صحیح مسلم للنووی [۹۵/۴]
 - ۴: احکام الاحکام شرح عمدة الاحکام، لابن دقیق العید [ج ۱ ص ۲۲۰]
- رفع الیدین امام شافعی سے متواتر ثابت ہے۔

۳۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

- ۱: سنن ترمذی [ج ۲ ص ۳۷ تحت حدیث ۲۵۶]
 - ۲: مسائل امام احمد [ص ۷۰]
 - ۳: الاستذکار [ج ۲ ص ۱۲۶]
 - ۴: ذکر محیة الامام احمد بن حنبل لحنبل بن اسحاق [ص ۱۱۰، ۱۱۱]
- امام ابوداؤد فرماتے ہیں:

”رأیت أحمد یرفع یدیه عند الرکوع وعند الرفع من الرکوع کر فعه عند افتتاح الصلوة یحاذیان أذنیه وربما قصر عن رفع الإفتتاح قال: وسمعت أحمد، قیل له: رجل سمع هذه الأحادیث عنه ﷺ ثم لا یرفع هو تام الصلوة؟ قال: تمام الصلوة لا أدري ولكن هو فی نفسه منقوص.“

میں نے امام احمد کو دیکھا ہے وہ رکوع سے پہلے اور بعد بھی شروع نماز کی طرح رفع الیدین کانوں تک کرتے تھے اور بعض اوقات شروع نماز والے رفع الیدین سے ذرا تقصیر کر کے رفع الیدین کرتے تھے۔

اور میں نے امام احمد کو کہتے ہوئے سنا جب ان سے کہا گیا کہ ایک شخص رفع الیدین کے

بارے میں نبی ﷺ کی یہ احادیث سنتا ہے اور پھر بھی رفع الیدین نہیں کرتا، کیا اس کی نماز پوری ہو جاتی ہے؟

تو آپ نے فرمایا: پوری نماز ہونے کا تو مجھے معلوم نہیں ہے، ہاں وہ فی نفسہ نقص والی نماز ہے (نقص نماز والا ہے)۔ [مسائل احمد روایت ابی داؤد ص ۳۳]

جو لوگ رفع الیدین نہیں کرتے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی نماز کو ناقص قرار دیا ہے۔ [نیز دیکھئے المنج الاحمر ج ۱ ص ۱۵۹]

۴۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ

امام ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعی (جو کہ الفقیہ ثقہ جلیل تھے) نے کہا:

بلغنا أن من السنة فيما أجمع عليه علماء الحجاز والبصرة والشام أن رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه حين يكبر لإستفتاح الصلوة وحين يكبر للركوع ويهوي ساجداً وحين يرفع رأسه من الركوع إلا أهل الكوفة فإنهم خالفوا في ذلك أمتهم .

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس سنت پر علمائے حجاز، علمائے بصرہ اور علمائے شام کا اجماع ہے وہ شروع نماز، رکوع کے وقت، تکبیر کہتے وقت، سجدہ کو جھکتے وقت (مراد رکوع ہی ہے کیوں کہ اس کے بعد رکوع سے سر اٹھانے کا ذکر ہے) اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا کرنا ہے۔ صرف کوفیوں نے امت (مسلمہ) کی اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے۔ اوزاعی سے کہا گیا: ”فإن نقص من ذلك شيئاً“، پس اگر کوئی اس رفع الیدین میں سے کچھ کمی کرے تو انہوں نے فرمایا:

ذلك نقص من صلاته (حوالہ مذکورہ)

یہ اس کی نماز میں نقص ہے۔ [الطبری بحوالہ التمهید ۲۲۶/۹ و سنن الطبری صحیح]



حدثني ابن هبيرة أن أبا المصعب مشرح بن هاعان المعافري حدثه أنه سمع عقبه بن عامر الجهني يقول: إنه يكتب في كل إشارة يشيرها الرجل بيده في الصلوة بكل إصبع حسنة أو درجة “
(سیدنا) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: نماز میں جو شخص اشارہ کرتا ہے اسے ہر (مسنون) اشارے کے بدلے ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔ [المعجم الکبیر ۷/۱۷۷ ج ۲۹ ص ۸۱۹ و سندہ حسن]
سند کی تحقیق

عقبہ بن عامر مشہور صحابی ہیں، رضی اللہ عنہ۔

آپ مصر کے والی اور فقیہ فاضل تھے۔ [تقریب التہذیب: ۴۶۴۱]

مشرح بن ہاعان کا تعارف

۱۔ یحییٰ بن معین نے کہا: ثقہ ہے۔

[تاریخ الداری عن ابن معین: ۵۵۵، کتاب الجرح والتعديل ۲۳۲/۸]

۲۔ احمد بن حنبل نے کہا: معروف ہے۔ [الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ۲۳۲/۸ و سندہ حسن]

۳۔ ابن القطان نے ثقہ قرار دیا۔

[بیان الوہم والایہام ج ۳ ص ۵۰۴ فقرہ: ۱۲۷۷، نصب الراية ج ۳ ص ۲۴۰]

۴۔ ذہبی نے کہا: صدوق [میزان الاعتدال ۱۱۷/۴]

اور کہا: ثقة [الکاشف للذہبی ج ۳ ص ۱۲۹]

۵۔ ترمذی نے اس کی ایک روایت کو حسن غریب کہا۔

[جامع الترمذی ۶۱۵/۵ ج ۳۶۸۶، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، یہ توثیق ہے]

۶۔ عبدالحق اشبیلی نے اس کی بیان کردہ حدیث کو ”إسناده حسن“ کہا۔

[الاحکام الوسطی ۱۵۶/۳، ۱۵۷، باب فی المحلل]

۷۔ ابن عدی نے کہا: أرجو أنه لا بأس به

[الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۳۶۰، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۴۱]

۸۔ حافظ بیہقی نے اس کی حدیث کو حسن کہا۔ [مجمع الزوائد ۱۰۳/۲]

۹۔ حاکم نے اس کی حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔ [المستدرک ۱۹۸/۲، ۱۹۹، ۲۸۰۴]

۱۰۔ ابن تیمیہ نے مشرح بن ہاعان کی حدیث کو حسن کہا۔

[ابطال الجیل ۱۰۵-۱۰۶، بحوالہ دارواء الغلیل ۳۱۰/۶ ج ۱۸۹۷]

تنبیہ: ابن حبان نے اسے کتاب الثقات (۴۵۲/۵) وقال: ”یخطئ ویخالف“

اور کتاب الضعفاء (المجر وحین ۲۸/۳) وقال: ”یروی عن عقبہ بن عامر أحادیث منا کبر لا ینایع علیہا“ (دونوں میں ذکر کیا ہے لہذا ان کے دونوں قول ساقط ہو گئے۔

[دیکھئے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۵۲]

ابن حبان نے مشرح ہاعان کی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت صحیح ابن حبان میں درج کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی جرح منسوخ ہے۔ [دیکھئے الاحسان: ۶۰۵، دوسرا نسخہ: ۶۰۸]

دوسرا رخ

۱: حافظ المنذری نے لا یحتج بہ کہا (؟)

اس کے برعکس حافظ المنذری نے مشرح بن ہاعان کی روایت کو ”بإسناد جید“

کہا۔ [الترغیب والترہیب ۳۰۶/۲ ج ۵۰۶۴]

یہ ان کی طرف سے مشرح کی توثیق ہے۔ لہذا ان کا ”لا یحتج بہ“ والا قول منسوخ اور ساقط ہو گیا۔

۲: حافظ الدارمی نے ”لیس بذلک وهو صدوق“ کہا۔ [تاریخ عثمان الدارمی: ۷۵۵]

معلوم ہوا کہ محدثین کی بہت بڑی اکثریت کے نزدیک وہ ثقہ ہے اور جرح مردود ہے۔

کعبہ پر نصب منجیق کا مسئلہ

یہ واقعہ جعلی اور بے اصل ہے۔ موسیٰ بن داود نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے۔ (بلغنی)

کہ یہ حجاج کے لشکر میں تھا اور کعبہ پر منجیق سے حملہ کیا تھا، وغیرہ وغیرہ۔

[دیکھئے کتاب الضعفاء للعقلمی ج ۳ ص ۲۲۲ تہذیب التہذیب ۱۰ ص ۱۴۱]

موسیٰ بن داود نے یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ بات کس طرح اور کس ذریعے سے پہنچی ہے

جب سند ہی انھوں نے ذکر نہیں کی تو ان کی بات سے استدلال باطل ہوا۔
 دین کا دار و مدار سندوں پر ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی اس روایت کے مردود ہونے کی
 طرف میزان الاعتدال میں ”قیل“ لکھ کر اشارہ کر دیا ہے۔
 کیا اس قسم کے بے سند اقوال سے کسی ثقہ کو ضعیف قرار دیا جاسکتا ہے؟
 معلوم ہوا کہ مشرح بن ہاعان مکہ پر حملے کے الزام سے بری و بے گناہ ہے۔ اسی لئے
 تو اسماء الرجال کے جلیل القدر امام ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

۳: عبداللہ بن ہبیرہ ثقہ تھے۔ [تقریب التہذیب: ۳۶۷۸]

۴: عبداللہ بن لہیعہ المصری مختلف فیہ راوی ہیں۔ ان کی بعض روایات صحیح مسلم میں
 بطور استنبہا موجود ہیں۔ بعض نے انھیں صدوق متقن و ثقہ قرار دیا اور بعض نے ضعیف لا
 یحتج بہ وغیرہ کہا۔ آپ مدلس بھی تھے اور آخری عمر میں بقول بعض اختلاط کا شکار بھی ہو گئے
 تھے، مگر امام عبدالغنی بن سعید الازدی نے کہا:

”إذا روى العبادلة عن ابن لهيعة فهو صحيح، ابن المبارك

وابن وهب والمقري“

جب عبداللہ بن المبارک (عبداللہ بن یزید) المقری، عبداللہ بن وہب اور ابن لہیعہ
 سے روایت کریں تو صحیح ہوتی ہے۔ [تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۳۰]
 یہی بات امام الساجی اور امام الفلاس نے بھی کہی ہے۔

[دیکھئے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۷]

یہ تعدیل مفسر ہے جو جرح مبہم پر مقدم ہے۔

یاد رہے کہ المقری کی روایت کو کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا۔

۵: ابو عبد الرحمن عبداللہ بن یزید المقری ثقہ فاضل تھے۔ [تقریب: ۳۷۱۵]

۶: بشر بن موسیٰ ثقہ امین تھے۔ [تاریخ بغداد ۸۶/۷۷ ت ۳۵۲۳]

انھیں امام دارقطنی نے ثقہ امین قرار دیا۔ [تاریخ بغداد ۸۷/۷۷ و سندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ یہ سند قوی ہے۔

حافظ نور الدین ایشی نے اس سند کے بارے میں فرمایا:

”رواہ الطبرانی و اسنادہ حسن“ اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

[مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۳]

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

”اور اپنے وقت میں اگر علامہ پیشی کو صحت اور سقم کی پرکھ نہیں تو اور کس کو تھی؟“

[احسن الکلام ج ۱ ص ۲۳۳ حاشیہ طبار دوم]

اس حدیث کا مفہوم

۱: امام بیہقی نے کہا:

”أخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال: حدثني محمد بن صالح بن هاني

قال: ثنا أحمد بن سلمة قال: حدث إسحاق بن إبراهيم قال:

قال إسحاق: وقال عقبه بن عامر الجهني صاحب رسول الله ﷺ

إذا رفع يديه عند الركوع وعند رفع رأسه من الركوع فله بكل إشارة

عشر حسنات“

(امام) اتحق (ابن راہویہ) نے کہا:

عقبہ بن عامر صحابی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کیا جائے تو ہر اشارے کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔

[معرفة السنن والآثار للبيهقي ج ۱ ص ۲۲۵ قلمی وسندہ صحیح الی اسحاق بن راہویہ]

۲۔ امام احمد بن حنبل نے رفع الیدین کی بحث میں کہا:

”يروى عن عقبه بن عامر أنه قال في رفع الیدین في الصلوة: له

بكل إشارة عشر حسنات“

عقبہ بن عامر سے روایت کیا گیا ہے کہ انھوں نے نماز میں رفع الیدین کے بارے

میں کہا: رفع الیدین کرنے والے کو ہر اشارے کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔
 [مسائل احمد روایۃ عبداللہ ۱/۲۳۷، الخیص الجیر ج ۱ ص ۲۲۰]
 امام احمد بن حنبل کی یہ روایت پوری سند کے ساتھ مسائل احمد بروایت صالح بن احمد
 بن حنبل صفحہ ۴۷ قلمی پر موجود ہے۔
 ۳۔ حافظ پیشی نے بھی یہ قول رفع الیدین کے باب میں ذکر کیا ہے۔
 ان ائمہ کے مقابلے میں صرف علی متقی ہندی (حنفی) نے اس پر ”جواز الإشارة بالإصبع
 فیہ وقت قراءۃ التشہد“ کا باب باندھا ہے۔ [کنز العمال ج ۷ ص ۲۸۱]
 جب کہ امام اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، حافظ پیشی اور امام بیہقی وغیرہ نے
 اسے رفع الیدین کے متعلق قرار دیا ہے لہذا ان کی تحقیق راجح ہے۔
 دوسرے یہ کہ اس اثر کا تعلق دونوں سے ہے۔ رکوع والے رفع الیدین سے بھی ہے
 اور تشہد والے اشارے سے بھی۔

علی متقی نے یہ نہیں کہا کہ اس حدیث کا تعلق رفع الیدین سے نہیں ہے۔
 دلیل نمبر ۱۰: متعدد مستند علماء نے رفع الیدین نہ کرنے والے کی نماز کو ناقص قرار دیا ہے۔
 مثلاً امام احمد بن حنبل اور امام اوزاعی وغیرہما اور کسی ایک مستند عالم نے بھی رفع الیدین
 کرنے والے کی نماز کو ناقص نہیں کہا۔

لہذا معلوم ہوا کہ رفع الیدین ہی راجح ہے اور رفع الیدین کرنا چاہئے۔

وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

(صفر ۱۴۱۰ھ)

[بعد از مراجعت / رجب ۱۴۲۷ھ]



زیادات اور اضافے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ع﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔

[النساء: ۸۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ))

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

[صحیح البخاری: ۷۲۸۰]

سجدوں میں رفع الیدین کا مسئلہ

بعض لوگ سجدوں میں رفع الیدین والی روایات پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سجدوں میں بھی رفع الیدین کرنا سنت ہے، حالانکہ ان تمام روایات میں سے ایک روایت بھی اصول حدیث کی رو سے ثابت نہیں ہے۔ اس سلسلے کی مرفوع روایات کا مختصر و جامع جائزہ درج ذیل ہے:

1- مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ

”ابن ابي عدي عن سعيد عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك ابن الحويرث أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه في صلاة ته وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا سجد وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه“

[السنن الكبرى للنسائي ج ۱ ص ۲۲۸ ح ۶۷۲، واللفظ له، السنن المجتبیٰ للنسائي ج ۱ ص ۱۲۹ حدیث ۱۰۸۶ التعلیقات السلفیة، علی تصحیف فیہ، الحلی لابن حزم من طریق النسائي ج ۳ ص ۹۲ مسئلہ ۴۳۲، فتح الباری عن النسائي ج ۲ ص ۲۲۳ تحت حدیث ۷۳۹]

اس حدیث پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ مختصراً عرض ہے کہ المجتبیٰ میں ”شعبۃ“ عن قتادة کا لفظ تصحیف اور غلط ہے۔ صحیح لفظ ”سعید“ عن قتادة ہے جیسا کہ المجتبیٰ کی اصل، السنن الکبریٰ میں ہے۔ المجتبیٰ اسی کتاب کا اختصار ہے۔

[حاشیہ السنن علی النسائي ج ۱ ص ۳ ظفر المصلین باحوال المصنفین یعنی حالات مصنفین درس نظامی ص ۱۰۷]

جب اصل میں ”سعید“ ہے تو اس کے اختصار یا انتخاب میں ”شعبۃ“ بن جانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟ استاذ محترم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ اور الاستاذ احمد بن محمد

بن شا کر رحمہ اللہ وغیرہما نے بھی اسے تصحیف قرار دیا ہے۔ [التعلیقات السلفیہ ص ۱۲۹، وغیرہ] بلکہ انور شاہ کشمیری دیوبندی اور محمد یوسف بنوری دیوبندی بھی اسے تصحیف (غلط) ہی سمجھتے ہیں۔ کما تقدم

السنن المجتبیٰ للنسائی میں دوسرے مقامات پر بھی کاتبوں کی غلطی سے ”سعید“ کو ”شعبہ“ لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً:

کتاب الجنائز باب ۱۰۶، اتحاذ القبور مساجد (ح ۲۰۴۸) (التعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۲۳۳) یہی روایت السنن الکبریٰ للنسائی (ج ۱ ص ۶۵۸ ح ۲۱۷۳) وغیرہ میں ”سعید“ کی سند سے ہے۔ و هو الصواب

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے کمال تحقیق کرتے ہوئے بتایا کہ کاتبوں کی غلطی سے سعید، شعبہ اور شعبہ سعید بن جاتا ہے۔ [دیکھیے کتاب البحر وجین ۵۹۱]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کے راوی سعید (بن ابی عروبہ) ہیں جن کے استاذ قتادہ مشہور مدلس ہیں۔ دیکھیے کتب التذلیس وفتح الباری (جلد ۳ ص ۱۰۹) تحت حدیث ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷) اور ”عن“ سے روایت کر رہے ہیں۔ اصول حدیث میں یہ بات مقرر ہے کہ مدلس کی ”عن“ والی روایت غیر صحیحین میں عدم تصریح سماع اور عدم متابعت معتبرہ کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ ہشام الدستوائی (النسائی/ المجتبیٰ ۱۰۸۸) کی قتادہ سے روایت بھی قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

قائلین رفع الیدین فی السجود کی اصح روایت کا یہ حال ہے۔ اسی پر ان کی دیگر روایات کی حیثیت سمجھ لیں۔

2- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

”وإذا رفع رأسه من السجود، أيضاً رفع يديه حتى فرغ من صلاته..“

إلخ [ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۶۳ ح ۷۲۳]

اس میں ”السجود“ مصدر ہے جو واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے لہذا دوسرے

دلائل کی رو سے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ چار سجدوں سے (تسجد کے بعد) اٹھتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں دو رکعتیں پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اٹھنے کے بعد والارفع الیدین ہے لہذا اس حدیث سے سجدوں کے درمیان والا ”رفع الیدین“ کشید کرنا صحیح نہیں ہے۔ سیدنا واکل رضی اللہ عنہ سے بعض روایات میں ” إذا رکع وإذا سجد“ کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ [سنن الدارقطنی ۲۹۱/۱ ج ۱۱۰۸]

اس کا مفہوم یہ ہے: جب آپ رکوع (کا ارادہ) کرتے تو رفع الیدین کرتے اور آپ جب سجدہ کا ارادہ کرتے تو رفع الیدین کرتے۔

یہ دونوں رفع الیدین، قبل الركوع اور بعد الركوع والے ہیں۔ حالت سجدہ و قعود والے نہیں ہیں اور یہی مفہوم حدیث ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کا ہے جسے ابو داؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

3- انس بن مالک رضی اللہ عنہ

”حدثنا الثقفی عن حمید عن أنس أن النبی ﷺ كان یرفع یدیه فی

الركوع والسجود“ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵]

اس میں حمید الطویل مدلس ہیں لہذا یہ سند ضعیف ہے اور فی الركوع سے مراد قبل الركوع اور فی السجود سے مراد قبل السجود ہے یعنی یہ دونوں رفع یدین قیام والے ہیں، قعود والے نہیں ہیں۔

ابو یعلیٰ الموصلی فرماتے ہیں:

” حدثنا أبو بکر (ابن أبی شیبہ) حدثنا عبد الوہاب الثقفی عن

حمید عن أنس قال رأیت رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه إذا افتتح

الصلوة وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الركوع“

[ج ۶ ص ۲۲۲، ۲۲۵، حدیث ۱۰۳۸]

اس روایت نے اوپر والی روایت کی تشریح کر دی ہے اور یہ بات عام طالب علم بھی

جانتے ہیں کہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

4- عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ

”و صلی بہم یشیر کفیہ حین یقوم و حین یرکع و حین یسجد

و حین ینہض للقیام فیقوم و یشیر بیدیہ“

[ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۶۹ حدیث ۷۳۹]

اس کی سند ابن لہیعہ کی تدلیس اور میمون کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابن لہیعہ مشہور مدلس ہیں۔ (دیکھیے کتب المدلسین) اور ”عن“ سے روایت کر رہے ہیں۔ اس کا راوی میمون المکی مجہول ہے۔ [التقریب: ۷۰۵۴]

میمون سے صرف ابن ہبیرہ راوی ہیں۔ [تہذیب التہذیب] ایسا راوی، جس کا شاگرد صرف ایک ہو اور کسی نے توثیق نہ کی ہو، مجہول العین ہوتا ہے۔ مجہول العین کی روایت محدثین کرام کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس کے متن کا بھی وہ مفہوم نہیں ہے جو بعض حضرات کشید کر رہے ہیں، بلکہ صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہ قیام (تکبیر اولیٰ) کے وقت رفع الیدین کرتے اور رکوع کے وقت رفع الیدین کرتے تو (رکوع کے بعد قیام میں) سجدہ کرنے سے پہلے، رفع الیدین کرتے اور جب (دور کعتیں پڑھ کر) قیام کرتے تو رفع الیدین کرتے۔

معلوم ہوا کہ اس سے سجدوں کے درمیان، حالت قعود والا رفع الیدین ثابت کرنا صحیح نہیں ہے، ورنہ پھر بتائیے کہ رکوع کے بعد والا رفع الیدین کہاں ہے؟

5- حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

”فکان إذا سجد السجدة الأولى فرفع رأسه منها رفع یدیه تلقاء

وجہہ ... إلخ“

[ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۶۹ حدیث ۷۴۰ لفظی للنسائی مع التعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۳۵ حدیث ۱۱۴۷]

اس کی سند نضر بن کثیر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھیے تقریب التہذیب (۷۱۴۷)

6- مع کل تکبیرة

بعض ضعیف روایات میں ”کان یرفع یدیه مع کل تکبیرة“ کے الفاظ آئے ہیں مثلاً:

☆..... عن عمیر بن قتادة [سنن ابن ماجه ۸۶۱]

بوسری نے زوائد میں کہا: اس سند میں رفدہ بن قضاعہ ضعیف ہے اور عبد اللہ نے اپنے باپ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ انتہی
رفدہ پر جرح کی معلومات کے لیے تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب وغیرہما کا مطالعہ کریں۔

☆..... عن جابر بن عبد الله [مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۰]

اس کی سند میں جاج بن ارطاة مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ الذیال بن حرمہ مجہول الحال ہے اور نصر بن باب جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ ان روایات کا مفہوم بھی وہ نہیں ہے کہ سجدوں کے درمیان رفع الیدین کیا جائے بلکہ مع کل تکبیرة کا مطلب وہی ہے جو ”ویرفعہما فی کل تکبیرة یکبرہا قبل الركوع حتی تنقضى صلاته“ کا ہے۔

[ابوداؤد ج ۱ ص ۲۶۳ حدیث ۲۲۷۷ و ص ۲۲ حدیث صحیح]

خلاصہ یہ کہ سجدوں میں رفع الیدین، رسول اللہ ﷺ سے باسند صحیح و صراحئاً ثابت نہیں ہے۔ جو شخص اس کے اثبات کا مدعی ہے اس سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ صرف ایک صحیح یا حسن روایت ایسی پیش کرے جس میں رکوع کے بعد والے رفع الیدین کی صراحت کے بعد، سجدوں میں کندھوں یا کانوں تک رفع الیدین کی صراحت ہو۔

تنبیہ (۱)

جناب محمد حسین السنائی نے ایک رسالہ ”سجدوں میں رفع الیدین سنت ہے“ نامی لکھا ہے جس میں ضعیف و مردود روایات کو صحیح یا حسن قرار دیا گیا ہے۔ انا لله وانا اليه راجعون

انہوں نے کئی روایات کا مفہوم بھی غلط بیان کیا ہے۔

حافظ محمد ایوب صابر صاحب نے ”عون الملك المعبود في تحقيق أحاديث رفع الیدین فی السجود“ کے نام سے محمد حسین صاحب کا بہترین رد کیا ہے، جسے مکتبہ السنہ نے شائع کیا ہے۔

تنبیہ (۲)

جناب ابو حفص بن عثمان بن محمد العثماني الداجلي نے عربی میں ایک رسالہ ”فضل الودود في تحقيق رفع الیدین للسجود“ لکھا ہے جس میں سجدوں میں رفع الیدین کے اثبات کی کوشش کی ہے۔ اس رسالے کی بنیادی روایات کا جواب اس مضمون میں آ گیا ہے۔ وما علينا إلا البلاغ



رفع الیٰدین کا حکم اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد والارفع الیٰدین متواتر احادیث سے ثابت ہے۔
[قطف الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة حدیث ۳۳، نظم المتناثر من الحدیث المتواترة حدیث ۶۷، لفظ اللآلی المتناثرة فی الاحادیث المتواترة حدیث ۶۲]

صحابہ کرام مثلاً امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر، امیر المؤمنین سیدنا عمر اور امیر المؤمنین سیدنا علی وغیرہم سے بھی صراحتاً رفع الیٰدین ثابت ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین
بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”و لم یثبت عن أحد من أصحاب النبی ﷺ إنه لا یرفع یدیه“

اور کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیٰدین نہ کرنا ثابت نہیں۔ [جزء رفع الیٰدین: ۷۶]
اس مختصر مضمون میں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث مع تحقیق سند پیش کی جاتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قولاً وفعلاً دونوں طرح رفع الیٰدین کرنا ثابت ہے۔ والحمد للہ

عبداللہ بن القاسم فرماتے ہیں:

بينما الناس يصلون في مسجد رسول الله ﷺ إذ خرج عليهم
عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال: اقبلوا علي بوجوهكم أصلي
بكم صلوة رسول الله ﷺ التي كان يصلي و يأمر بها فقام مستقبل
القبلة و رفع يديه حتى حاذا بهما منكبيه و كبر ثم غض بصره ثم
رفع يديه حتى حاذا بهما منكبيه ثم كبر ثم ركع و كذلك حين رفع
قال للقوم: هلكذا كان رسول الله ﷺ يصلي بنا۔

[نصب الرایۃ ج ۱ ص ۲۱۶ مسند الفاروق لابن کثیر ج ۱ ص ۱۶۵، ۱۶۶ شرح سنن الترمذی لابن سید الناس ج ۲ ص ۲۱۷ واللفظ له]

لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ (اچانک) ان کے پاس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: لوگو! اپنے چہرے میری طرف کرو، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں جو آپ پڑھتے تھے اور جس کا حکم دیتے تھے۔ پس آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے اپنی نظر جھکالی، پھر آپ نے رفع الیدین کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو گئے پھر آپ نے تکبیر کہی، پھر رکوع کیا اور اسی طرح (رفع الیدین) کیا، جب آپ رکوع سے کھڑے ہوئے..... آپ نے (نماز کے بعد) لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اسی طرح نماز پڑھاتے تھے۔

اب اس حدیث کے راویوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

(1) عبداللہ بن القاسم مولیٰ ابی بکر الصدیق:

آپ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم کے شاگرد ہیں۔ آپ سے فضیل بن غزوان، قرۃ بن خالد اور ابو عبسیٰ سلیمان بن کیسان النخراسانی نے روایت کی ہے۔

[التاریخ الکبیر للبخاری ج ۵ ص ۱۷۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۵ ص ۱۴۰، ۱۴۱ واللفظ له]

امام بخاری اور ابو حاتم الرازی نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ حافظ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔

[کتاب الثقات لابن حبان ۴۶۷، تہذیب الکمال ۴۲۱/۱۰، تہذیب التہذیب ۳۱۴/۵ خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال للخزرجی ص ۲۱۰]

ظفر احمد تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں:

’وکذا کل من ذکرہ البخاری فی تواریخہ ولم یطعن فیہ فہوثقہ‘

فإن عادته ذكر الجرح والمعجرو حين قاله ابن تيمية“
اور اسی طرح ہر وہ راوی جسے بخاری نے اپنی تاریخوں میں ذکر کر کے جرح نہیں کی
وہ ثقہ ہے کیوں کہ آپ کی عادت ہے کہ جرح اور مجروحین کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ بات
(مجدالدین عبدالسلام بن عبداللہ) ابن تیمیہ نے کہی ہے۔

[تواعدنی علوم الحدیث ص ۲۲۳، اعلیٰ السنن ج ۱۹]

ظفر احمد تھانوی صاحب کا یہ قول مرجوح ہے تاہم دیوبندیوں کو چاہیے کہ وہ اس
اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے راوی مذکور کو ثقہ قرار دیں۔ دیدہ باید!
ابن القطان الفاسی نے عبداللہ بن القاسم مذکور کو مجہول کہا ہے۔

[تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۱۲]

یہ جرح کئی وجہ سے مردود ہے:

① جب توثیق ثابت ہو جائے تو مجہول و مستور وغیرہ اقوال خود بخود مردود ہو جاتے
ہیں۔ کتنے ہی ایسے راوی ہیں جنہیں امام ابو حاتم وغیرہ نے مجہول کہا ہے، جب کہ
دوسرے محدثین انہیں ثقہ کہتے ہیں اور عمل ان کی توثیق پر ہی ہے۔ دیکھیے قواعدنی
علوم الحدیث (ص ۲۶۷)

② ابن القطان الفاسی کا ایک خاص اصول ہے کہ وہ ایسے راویوں کو مجہول کہہ دیتے ہیں
جن کی توثیق کی صراحت انہیں (اس کے معاصر سے) نہیں ملتی، حالانکہ ایسے راوی
صحیحین میں بھی موجود ہیں۔ دیکھیے قواعدنی علوم الحدیث (ص ۲۰۵)

③ اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ جس سے دو ثقہ راوی روایت بیان کریں وہ
مجہول العین نہیں ہوتا بلکہ توثیق نہ ہونے کی صورت میں مجہول یا مستور کہلاتا ہے۔ ایسے
شخص کی روایت امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقبول ہوتی ہے۔

[تواعدنی علوم الحدیث ص ۲۰۴]

یہ قول اگرچہ مرجوح ہے تاہم ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو ”أجلی الأعلام أن

الفتویٰ مطلقاً علی قول الإمام، جیسی کتابیں لکھتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں:
 ”لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔“

[ایضاح الادلۃ ص ۲۷۶]

وہ بعض ثقہ راویوں کو مستور یا مجہول الحال کہہ کر کیوں رد کر دیتے ہیں؟
 ان لوگوں کے اصول اتنے متناقض ہیں کہ ہر سلیم الفطرت انسان معلوم ہونے کے
 بعد حیران ہوتا ہے کہ ان میں تطبیق کس طرح دے؟ مثلاً:
 ظفر احمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”إن رواية المستور من القرون الثلاثة مقبول عندنا معشر الحنفية“
 ہم حنفیوں کے نزدیک قرون ثلاثہ کے مستور کی روایت مقبول (صحیح و حجت) ہے۔
 [اعلاء السنن ۲۰۴/۳]

اور فرماتے ہیں:

”الجهالة في القرون الثلاثة لا يضر عندنا“

اور قرون ثلاثہ میں مجہول ہونا ہمارے نزدیک مضر نہیں ہے۔ [ایضاً ص ۱۹۷]

جب کہ اسی جلد میں، یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”قلت ففيه رجل مجهول، فلا يحتج به“

اس میں ایک آدمی (رجل من آل الحارث) جو کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا شاگرد
 تھا (مجہول ہے لہذا اس سے حجت پکڑنا صحیح نہیں)۔ [ص ۱۶۱] انا لله وانا اليه راجعون
 تھانوی صاحب کی ان متعارض و متناقض پالیسیوں کی وجہ سے ایک عرب محقق
 شیخ، عدا ب محمود الحمش نے اعلاء السنن کے بارے میں لکھا ہے:

” طبع هذا الكتاب مع مقدماته الثلاثة في واحد وعشرين جزءاً

وفي هذا الكتاب بلايا وطامات منجولة.“

یہ کتاب اپنے تین مقدموں کے ساتھ اکیس جلدوں میں چھپی ہے اور اس کتاب میں مصیبتیں اور شرمندہ کرنے والی تباہیاں ہیں۔

[رواة الحدیث الذین سکت علیہم ائمة الجرح والتعدیل ص ۲۷]

④ سنن ابی داود (۱۵۱۴) اور سنن ترمذی (۳۵۵۹) کی ایک روایت ”عن ابی نصیرة عن مولی لأبی بکر عن ابی بکر“ کی سند سے ہے۔

اس کے بارے میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

”وقول علي بن المديني والترمذي ليس إسناد هذا الحديث بذاك، فالظاهر أنه لأجل جهالة مولی أبي بکر ولكن جهالة مثله لا تضر لأنه تابعي كبير ويكفيه نسبته إلى أبي بکر فهو حديث حسن والله أعلم“
ابن مدینی اور ترمذی کا یہ قول: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے ظاہراً مولی ابی بکر کی جہالت کی وجہ سے ہے، لیکن ایسے شخص کی جہالت مضرت نہیں کیوں کہ وہ بڑا تابعی ہے اور اس کے لیے ابو بکر سے نسبت کافی ہے۔ پس یہ حدیث حسن ہے، واللہ اعلم!
[تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۶ و فی نسخہ ج ۱ ص ۴۱۶]

یہ قول اگرچہ مرجوح ہے لیکن معلوم ہوا کہ عبداللہ بن القاسم، حافظ ابن کثیر کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

[حافظ زیلیعی نے کہا: ”لکن جهالته لا تضر إذ تكفيه نسبتته إلى الصديق“، لیکن اس کی جہالت مضرت نہیں ہے کیونکہ اس کی صدیق سے نسبت کافی ہے (اتحاف المتقین ۵/۵۹)]

⑤ امام ابوداؤد نے عبداللہ بن القاسم کی ایک حدیث پر سکوت کیا ہے۔ [۱۷۹۳]

منذری وغیرہ سکوت ابی داؤد کی بنا پر حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں۔

[قواعد التھانوی ص ۸۷]

یہ قول بھی مرجوح ہے تاہم ان لوگوں پر حجت ہے جن کے نزدیک سکوت ابی داؤد حسن ہونے کی دلیل ہے۔

فائدہ: ہمارے شیخ الاستاذ حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے سکوت ابی داؤد پر ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ امام ابو داؤد کا کسی روایت پر سکوت اس کے حسن ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

درج بالا بحث سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن القاسم حسن الحدیث ہے۔ یہ بات عقلاً بعید ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام کی سیدنا عمرؓ سے ملاقات ثابت نہ ہو لہذا معاصرت کی وجہ سے راجح یہی ہے کہ یہ سند متصل ہے۔ عبداللہ بن قاسم مذکور کے بارے میں حافظ مزنی لکھتے ہیں: ”رأى عمر بن الخطاب“

اس نے عمر بن خطاب کو دیکھا ہے۔ [تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۲۱]

(2) ابو عیسیٰ سلیمان بن کیسان الخراسانی:

ان سے ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ حافظ ابن حبان اور حافظ ذہبی نے اسے ثقہ کہا ہے۔ [اکاشف ج ۳ ص ۳۲۱]

لہذا ابن القطان الفاسی کا قول ”حاله مجهولة“ مردود ہے۔

(3) حیوہ بن شریح:

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ [تقریب التہذیب: ۱۶۰۰]

(4) عبداللہ بن وہب القرشی:

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ حافظ عابد ہیں۔ [تقریب: ۳۶۹۴]

(5) حجاج بن ابراہیم الازرق:

اس حدیث کو ابن وہب سے بیان کر رہے ہیں۔ کما نقلہ ابن سید الناس

ان سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ابو حاتم الرازی نے ثقہ کہا ہے۔

[الجرح والتعدیل ج ۳ ص ۱۵۴، تاریخ بغداد ج ۸ ص ۲۳۹]

بلکہ اسے ابن حبان اور العجلی وغیرہما نے بھی ثقہ کہا ہے۔ [الثقات ج ۸ ص ۲۰۳]

تقریب التہذیب میں ہے: ثقہ فاضل [۱۱۱۸]

(6) احمد بن الحسن الترمذی:

الراوي عن حجاج بن إبراهيم صحیح بخاری کے راوی اور ”ثقة حافظ“ ہیں۔
[تقریب التہذیب: ۲۵]

(7) ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ:

الراوي عن أحمد بن الحسن الترمذی صحیح ابن خزیمہ کے مصنف اور مشہور
ثقة امام بلکہ شیخ الاسلام ہیں۔ [دیکھئے سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۶۵ تا ۳۸۲]

(8) ابوالاحمد الحسین بن علی بن محمد بن یحییٰ:

حسینك الراوي عن ابن خزيمة خطيب نے کہا: ”كان ثقة حجة“
[تاریخ بغداد ۴/۲۷۴ تا ۲۷۵]

(9) ابو عبد اللہ الحافظ:

الحاكم النيسابوري الراوي عن حسينك / صاحب المستدرک علی
الصحيحين مشہور ثقة و صدوق امام ہیں۔

(10) الامام البيهقي صاحب الخلافيات:

الراوي عن الحاكم: مشہور ثقة بالاتفاق امام اور السنن الكبرى وغيره کے مصنف ہیں۔
اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔

امیر المؤمنین عمرؓ سے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ اس کے متعدد شواہد بھی
موجود ہیں مثلاً:

۱۔ حدیث الحکم قال: رأيت طأؤساً يرفع يديه إذا افتتح الصلوة

وإذا ركع وإذا رفع من الركوع رفعهما، فسألت بعض أصحابه

فقال: أنه يحدثه عن ابن عمر عن عمر عن النبي ﷺ

[السنن الكبرى للبيهقي ج ۲ ص ۷۴]

اسے حاکم نے محفوظ کہا ہے۔ یہاں پر ”بعض أصحابه“ مضمّن نہیں ہے کیوں کہ

خطیب بغدادی نے اس حدیث پر ”من اجترأ بالسماع النازل مع كون الذي حدث عنه موجوداً“ کا باب باندھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ حکم بن عتیبہ نے یہ حدیث طاؤس کے سامنے بیان کی ہے۔ [الجامع لاخلاق الراوی واداب السامع ج ۱ ص ۱۱۶-۱۱۸] چونکہ طاؤس کا انکار ثابت نہیں لہذا یہ روایت الحکم عن طاؤس متصل ہے۔ اس پر صاحب ”الامام“ کی جرح صحیح نہیں ہے۔

۲۔ حدیث بخلف بن ایوب البلخی عن مالک بن انس عن الزهري

عن سالم عن أبيه عن عمر۔۔ إلخ [نصب الراية ج ۱ ص ۲۱۶]

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ خلف کی کسی نے متابعت نہیں کی۔

[خلف مختلف فیہ راوی ہے ابو حاتم رازی کہتے ہیں: یروی عنه تہذیب الکمال ج ۵ ص ۴۷۳]

تنبیہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

۳۔ حدیث : راشد بن سعد عن محمد بن سہم عن سعید بن

المسيب قال زأيت عمر بن الخطاب يرفع يديه حذو منكبيه إذا

افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع .

و فيه من يستضعف [نصب الراية ج ۱ ص ۴۱۷]

محمد بن سہم کا ترجمہ التاریخ الکبیر للبخاری والجرح والتعديل لابن ابی حاتم میں

مذکور ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقافت میں ذکر کیا۔ [ج ۷ ص ۴۲۵]

راشد بن سعد کثیر الارسال ہے۔ [تقریب التہذیب: ۱۸۵۴]

اور اگر اس سے مراد رشید بن سعد ہے تو ضعیف ہے۔ [ایضاً: ۱۹۴۲ ملخصاً]

معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔

اس کے دیگر شواہد بھی ہیں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے پھر

دوبارہ نہ کرتے۔ [الطحاوی والبیہقی بحوالہ نصب الراية ج ۱ ص ۴۰۵ بروایت ابراہیم عن الاسود عنہ]

اس کی سند ابراہیم النخعی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس میں دوسری علتیں بھی ہیں۔

اس مختصر تحقیق سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین قبل الركوع وبعده کا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فعلاً بھی ثابت ہے اور قولاً بھی۔

”کان یأمر بہا“ سے حکم ثابت ہوتا ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ((صلوا کما رأیتمونی أصلي)) [صحیح البخاری ج ۱ ص ۸۸ حدیث ۶۳۱]

اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے ہی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کر کے نماز پڑھی ہے۔ [صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۲ ج ۱ ص ۳۷ صحیح مسلم: ۳۹۱]

لہذا رفع الیدین کا حکم ثابت ہو گیا۔

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سے متعدد مسائل معلوم ہوتے ہیں، مثلاً:

- (۱) شاگردوں کو تعلیم کے لیے استاد خود انھیں نماز پڑھ کر سکھائے۔
- (۲) رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کا حکم دیتے تھے۔
- (۳) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت اور تبلیغ سنت کے جذبہ مبارکہ سے سرشار تھے۔
- (۴) ہر نماز میں حسب استطاعت، قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔
- (۵) کندھوں تک رفع الیدین کرنا صحیح اور غیر منسوخ ہے۔
- (۶) رفع الیدین کا منسوخ ہونا ثابت نہیں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو لوگوں میں سے کسی شخص کو تو امیر المؤمنین پر اعتراض کرنا چاہیے تھا مگر ایسا قطعاً منقول نہیں ہے۔
- (۷) پہلے رفع الیدین اور پھر تکبیر کہنا صحیح ہے۔ اسی طرح دوسری احادیث کی رو سے پہلے تکبیر اور بعد میں رفع الیدین یا تکبیر مع رفع الیدین بھی صحیح ہے۔
- (۸) نماز میں نظر جھکا کر رکھنی چاہیے۔

(۹) ”ثم قام قدراً یقرأ بأَم القرآن و سورة من المفصل“ کے الفاظ سے نماز

- میں سورہ فاتحہ کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔
 (۱۰) رکوع میں گھٹنوں پر، تھیلیاں پھیلا کر رکھنا صحیح ہے۔
 (۱۱) تعدیل ارکان ضروری ہے۔
 (۱۲) صرف تین تسبیحات، رکوع و سجود میں پڑھنا صحیح ہے۔
 (۱۳) اگر نماز صرف دو رکعتیں ہو تو دوسری رکعت کے آخر میں تشهد میں تو رک کرنا صحیح
 و مسنون ہے۔

”ثم صلی رکعة آخری مثلها ثم استوی جالساً فنجی رجلیه عن

مقعدته وألزم مقعدته الأرض“..... الخ

(۱۴) نماز سے خروج کا طریقہ سلام (السلام علیکم) ہے۔



رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت: أخبار الفقهاء والمحدثین؟

مسئلہ رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت اخذ کی گئی ہے جسے کچھ عرصہ سے بہت زور و شور سے تحریر و تقریر میں بیان کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں ”ترک رفع یدین“ نامی ایک کتاب چھپی ہے جس میں اس روایت کو ”اخبار الفقهاء والمحدثین“ کے حوالے سے لکھا گیا ہے لہذا اس روایت کی بھی تحقیق پیش خدمت ہے:

روایت کا متن

”اخبار الفقهاء والمحدثین“ میں لکھا ہوا ہے:

حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبید الله بن یحیی: حدثني عثمان بن سوادة ابن عباد عن حفص بن میسرة عن زید بن أسلم عن عبد الله بن عمر قال: كنا مع رسول الله ﷺ بمكة نرفع أیدینا فی بدء الصلاة وفي داخل الصلاة عند الركوع فلما هاجر النبي ﷺ إلى المدينة ترك رفع الیدین فی داخل الصلاة عند الركوع وثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلاة۔

[ص ۲۱۴ تا ۳۷۸، ترک رفع یدین ص ۴۹۱]

تاریکین رفع یدین کی پیش کردہ روایت کئی لحاظ سے موضوع اور باطل ہے۔
دلیل نمبر ۱:

”اخبار الفقهاء والمحدثین“ نامی کتاب کے شروع (ص ۵) میں اس کتاب کی کوئی

سند مذکور نہیں ہے اور آخر میں لکھا ہوا ہے:

”تم الكتاب والحمد لله حق حمده وصلى الله على محمد وآله

وكان ذلك في شعبان من عام ٥٢٨٣“

کتاب مکمل ہوگئی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر درود ہو۔ اور یہ (تکمیل) شعبان ۴۸۳ھ میں ہوئی ہے۔ [ص ۲۹۳]

اخبار الفقہاء کے مذکور مصنف محمد بن حارث القیر وانی (متوفی ۳۶۱ھ) کی وفات کے ایک سو بائیس (۱۲۲) سال بعد اس کتاب اخبار الفقہاء کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون ہے؟ یہ معلوم نہیں، لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیر وانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔
دلیل نمبر ۲:

اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک مراد لینا غلط ہے۔ اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیر وانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

”عثمان بن محمد بن خشيش القير واني عن ابن غانم قاضي إفريقية
أظنه ، كان كذاباً“

عثمان بن محمد بن خشيش القير واني ، ابن غانم قاضي إفريقية سے روایت کرتا ہے، میرا خیال ہے، یہ کذاب تھا۔ [المغنی فی الضعفاء ج ۲ ص ۵۰ تا ۵۹]

عثمان بن محمد: کذاب قیر وانی ہے اور محمد بن حارث بھی قیر وانی ہے لہذا ظاہر یہی ہوتا ہے کہ عثمان بن محمد سے یہاں مراد یہی کذاب ہے۔

یاد رہے کہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ محمد بن الحارث القیر وانی سے منسوب کتاب میں لکھا ہوا ہے:

” قال خالد بن سعد: عثمان بن محمد ممن عني بطلب العلم و درس المسائل وعقد الوثائق مع فضله و كان مفتي أهل موضعه توفي ٣٢٠“
خالد بن سعد نے کہا: عثمان بن محمد طلب علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے، اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ دستاویزیں لکھیں۔ وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا، ۳۲۰ھ کو فوت ہوا۔

[اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۶]

اس عبارت میں توثیق کا نام و نشان نہیں ہے۔

غلام رسول نوری بریلوی نے اس عبارت کا ترجمہ درج ذیل لکھا ہے:

”جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحب فضیلت ہیں اور اپنے موضع کے مفتی تھے۔“ [ترک رفیعین ص ۴۹۳]!!

دلیل نمبر ۳:

عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے۔ اخبار الفقہاء میں لکھا ہوا ہے:

” قال عثمان بن محمد قال عبیداللہ بن یحییٰ : کان عثمان بن سوادة ثقة مقبولاً عند القضاة والحکام....“

چونکہ عثمان بن محمد مجروح یا مجہول ہے لہذا عبیداللہ بن یحییٰ سے یہ توثیق ثابت نہیں ہے۔
نتیجہ: عثمان بن سوادہ مجہول الحال ہے اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے۔

دلیل نمبر ۴:

عثمان بن سوادہ کی حفص بن میسرہ سے ملاقات اور معاشرت ثابت نہیں ہے۔ حفص کی وفات ۱۸۱ھ ہے۔

دلیل نمبر ۵:

محمد بن حارث کی کتابوں میں ”اخبار القضاة والمحدثین“ کا نام تو ملتا ہے مگر ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ کا نام نہیں ملتا۔ دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۲۶۱/۳) الانساب للسمعانی (۳۷۲/۲) ہمارے اس دور کے معاصرین میں سے عمر رضا کحالیہ نے ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ کا ذکر کیا ہے۔ [معجم المؤلفین ۲۰۴۳/۳]

اس طرح معاصر خیر الدین الزرکلی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ [الاعلام ۷۶/۷] جدید دور کے یہ حوالے اس کی قطعی دلیل نہیں ہیں کہ یہ کتاب محمد بن حارث کی ہی ہے۔ قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

دلیل نمبر ۶:

مخالفین رفع یدین جس روایت سے دلیل پکڑ رہے ہیں اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے: ”وکان یحدث بحديث رواه مسنداً في رفع الیدین وهو من غرائب الحديث وأراه من شواذها“

اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔

[اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۴]

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

غلام مصطفیٰ نوری صاحب نے ”کمال دیانت“ سے کام لیتے ہوئے ”من شواذها“ کی جرح کو چھپا لیا ہے۔

ان دلائل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ اب متن کا جائزہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ۷:

اس روایت کے متن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

کرنے کے بعد رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح و مستند احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

[صحیح مسلم ۱۶۸۱ ج ۳۹۱ صحیح بخاری ۱۰۲۱ ج ۴۳۷]

مالک بن حویرث اللیثی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے جب آپ ﷺ (مدینہ منورہ میں) غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔

[دیکھئے فتح الباری ج ۲ ص ۱۱۰ ج ۶۲۸]

وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ [صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۳ ج ۴۰۱] عینی حنفی لکھتے ہیں:

” وائل بن حجر أسلم فی المدينة فی سنة تسع من الهجرة “

اور وائل بن حجر مدینہ میں نو (۹) ہجری کو مسلمان ہوئے تھے۔

[عمدة القاری ج ۵ ص ۲۷۴]

۹ھ میں جو وفود نبی ﷺ کے پاس آئے تھے، حافظ ابن کثیر الدمشقی نے ان میں

وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ [البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۱]

اس کے بعد (اگلے سال ۱۰ھ) آپ دوبارہ آئے تھے، اس سال بھی آپ نے

رفع یدین کا ہی مشاہدہ فرمایا تھا۔ [سنن ابی داؤد: ۷۲۷، صحیح ابن حبان، الاحسان ۱۶۹۳ ج ۱۸۵۷]

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں رفع یدین نہیں چھوڑا بلکہ آپ ﷺ مدینہ میں بھی رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

اخبار الفقہاء والی روایت موضوع ہے۔

دلیل نمبر ۸:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

[صحیح ابن خزیمہ ۳۳۴۱ ح ۶۹۴، ۶۹۵ و سندہ حسن]

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے وہ آپ ﷺ کے آخری چار سالوں میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والارفع یدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری تحقیقی: ۲۲]

اس روایت مذکورہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام ابو حنیفہ کے استاد عطاء بن ابی رباح بھی رکوع سے پہلے اور بعد والارفع یدین کرتے تھے۔

[جزء رفع الیدین: ۶۲ و سندہ حسن]

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں رکوع والارفع یدین متروک یا منسوخ بالکل نہیں ہوا تھا لہذا ”اخبار الفقہاء“ والی روایت جھوٹی روایت ہے۔

دلیل نمبر ۹:

مشہور تابعی نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت (چاروں مقامات پر) رفع یدین کرتے تھے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲۲ ح ۷۳۹]

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق رفع یدین منسوخ ہو جائے اور پھر بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ رفع یدین کرتے رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہما تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں سب سے آگے تھے۔

دلیل نمبر ۱۰:

نافع فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارتے تھے۔

[جزء رفع الیدین: ۱۵ اسناد صحیح]

امام نووی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”یا سنادہ الصحیح عن نافع“

نافع تک اس کی سند صحیح ہے۔ [المجموع شرح المہذب ج ۳ ص ۴۰۵]

یہ کس طرح ممکن ہے کہ رفع یدین بروایت ابن عمر منسوخ ہو جائے پھر اس کی ”منسوخیت“ کے بعد بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس نامعلوم و مجہول جاہل کو ماریں جو رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی ایک صحابی سے رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔

[دیکھئے جزء رفع الیدین ۴۰، ۷۶، والمجموع للنووی ۳/۴۰۵]

معلوم ہوا کہ رفع یدین نہ کرنے والا آدمی، صحابہ کرام میں سے نہیں تھا بلکہ کوئی مجہول و نامعلوم شخص ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

ان دلائل سابقہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ والی روایت موضوع اور باطل ہے لہذا غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کا اسے ”حدیث صحیح“

کہنا جھوٹ اور مردود ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۲۱ محرم ۱۴۲۶ھ)



رفع الیدین قبل الركوع و بعده ایک تحقیقی مضمون

تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کے سنت و (بلحاظ لغت) مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والارفع یدین درج ذیل احادیث صحیحہ سے ثابت ہے:

(1) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

” رأیت رسول اللہ ﷺ إذا قام فی الصلوة رفع یدیه حتی تکوناً حدو منکبیه، وکان یفعل ذلك حین یکبر للركوع و یفعل ذلك إذا رفع رأسه من الركوع و یقول: ((سمع الله لمن حمده)) ولا یفعل ذلك فی السجود“

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ جب نماز میں (تکبیر تحریمہ کے لئے) کھڑے ہوئے تو رفع یدین کیا حتیٰ کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو گئے۔ آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے وقت ایسا ہی کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے تھے اور فرماتے: ((سمع الله لمن حمده)) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

[بخاری: ۷۳۶، مسلم: ۳۹۰ و ترمذی: ۸۶۱-۸۶۳]

(2) ابو قلایبہ (مشہور تابعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ

أنه رأى مالك بن الحويرث إذا صلى كبر ثم رفع يديه وإذا أراد أن يركع رفع يديه وإذا رفع رأسه من الركوع رفع يديه وحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل هكذا“

انہوں نے مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا: وہ جب نماز پڑھتے، تکبیر (اللہ اکبر)

کہتے پھر رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو) رفع یدین کرتے اور حدیث بیان کرتے تھے کہ

بے شک رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ [مسلم: ۳۹۱/۲۴، البخاری: ۷۳۷]

(3) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ جب نماز میں داخل ہوئے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا (کانوں تک) پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کپڑا لپیٹ لیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھ باہر نکال کر رفع یدین کیا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا (اور) رفع یدین کیا، پھر جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ [مسلم: ۴۰۱/۵۴]

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔ دوسرے صحابہ کرام نے اس حدیث کی تصدیق فرمائی، رضی اللہ عنہم اجمعین۔ [ابوداؤد: ۷۳۰، سندہ صحیح]

نیز درج ذیل صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

(4) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[جزء رفع الیدین للبخاری تحقیقی: (۱) وسندہ حسن، ابوداؤد: ۷۴۳، ۷۶۱، الترمذی: ۳۴۲۳ وقال: ”ھذا حدیث حسن صحیح“ ابن ماجہ: ۸۶۴ وصحہ ابن خزیمہ: ۵۸۴، واحمد بن حنبل (نصب الراية ۱۴۲)]

اس کا راوی عبد الرحمن بن ابی الزناد: حسن الحدیث ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۸/۱۶۸، ۱۷۰)

(5) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [ابن خزیمہ: ۶۹۴، ۶۹۵ وسندہ حسن]

(6) ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ [الدارقطنی: ۲۹۲ ح ۱۱۱۱ وسندہ صحیح]

(7) ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ [البیہقی فی السنن الکبریٰ ۷۳۲ وقال: ”روایت ثقاہت“ وسندہ صحیح]

(8) جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ

[مسند السراج، قلمی ص ۵۲ ومطبوع: ح ۹۲، وسندہ حسن، ابن ماجہ: ۸۶۸ ابوالزبیر المکی نے سماع کی تصریح کر دی]

ہے اور ابو حذیفہ حسن الحدیث راوی ہے۔]

(9) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ [ابوداؤد: ۷۳۰ و سندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین والی روایت متواتر ہے۔ دیکھیے
نظم الممتناثر فی الحدیث المتواتر ص ۳۱، ۳۲

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد درج ذیل صحابہ کرام رکوع سے پہلے اور رکوع کے
بعد والے رفع یدین پر (بغیر کسی انکار کے) عمل پیرا تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

(1) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

[بخاری: ۷۳۹ و سندہ صحیح، وأخطأ من أعله وقال البغوي: هذا الحدیث صحیح (شرح السنہ ۲۱/۳)]

(2) مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [بخاری: ۸۷۳ و مسلم: ۳۹۱]

(3) ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ [الدارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱۱ و سندہ صحیح]

(4) ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ [البیہقی ۷۳۲ و سندہ صحیح]

(5) عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما [البیہقی ۳۲۲ و قال: "روایات ثقات" و سندہ صحیح]

(6) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما [عبد الرزاق فی المصنف ۶۹۲ ح ۲۵۲۳، ابن ابی شیبہ ۲۳۵ و سندہ حسن]

(7) انس بن مالک رضی اللہ عنہ [جزء رفع یدین: ۲۰ و سندہ صحیح]

(8) جابر رضی اللہ عنہ [مسند السراج قلمی ص ۲۵ و سندہ حسن]

(9) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین: ۲۲ و سندہ صحیح]

(10) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[الخلائیات للبیہقی بحوالہ شرح الترمذی لابن سید الناس، قلمی ج ۲ ص ۲۱۷ و سندہ حسن]

مشہور تابعی، امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام
(رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد
رفع یدین کرتے تھے۔ [البیہقی فی السنن الکبریٰ ۷۵/۲ و سندہ صحیح]

صحابہ کرام کے ان آثار کے مقابلے میں کسی صحابی سے باسند صحیح و حسن: ترک رفع الیدین

قبل الركوع وبعده ثابت نہیں ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”کسی ایک صحابی سے بھی رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے“

[جزء رفع الیدین: ۷۷ والجموع شرح المہذب للہودی ۳/۴۰۵]

لہذا معلوم ہوا کہ رفع یدین کے عمل پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین
اگر رفع یدین متروک یا منسوخ ہوتا تو صحابہ کرام بالاتفاق اس پر عمل نہ کرتے، ان کا
اتفاق و اجماع یہ ثابت کر رہا ہے کہ ترک رفع یدین یا منسوخیت کا دعویٰ، سرے سے ہی باطل
ہے۔ مخالفین رفع یدین کے شبہات کا مدلل رد آگے آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نماز میں آدمی جو (مسنون) اشارہ کرتا ہے تو اسے ہر اشارے کے بدلے (ہر انگلی پر)

ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔

[الطہرانی فی المعجم الکبیر ج ۱ ص ۲۹۷ ح ۸۱۹ وسندہ حسن]

یہ اثر حکماً مرفوع ہے اور مرفوعاً بھی مروی ہے دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ (ج ۷ ص ۸۲۸
ح ۳۲۸۶) عموم قرآن (سورۃ الانعام: ۱۶۱) بھی اس کا مؤید ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ،
محدث فقیہ مشہور نے اس اثر سے یہ ثابت کیا ہے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین
پر، ہر اشارے کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں دیکھئے معرفۃ السنن والآثار للبیہقی (قلمی ج ۱
ص ۲۲۵ وسندہ صحیح) امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اس اثر سے ”رفع الیدین
فی الصلوٰۃ“ پر استدلال کرتے ہیں۔

[دیکھئے مسائل احمد روایت عبداللہ بن احمد ۱/۲۳ والتلخیص الحیبر ۱/۲۲۰]

مخالفین رفع یدین کے شبہات کا مدلل رد

اب مخالفین رفع یدین، تارکین اور مدعیان نسخ کے شبہات کا مختصر اور جامع جائزہ

پیش خدمت ہے:

(1) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں؟

پھر انھوں نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہیں کیا مگر صرف پہلی دفعہ

[ابوداؤد: ۷۲۸ من طریق سفیان (الثوری) عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبد اللہ بن مسعود بہ وقال: "هذا حديث مختصر من حديث طويل و ليس هو بصحيح على هذا اللفظ" الترمذی: ۲۵۷ وقال: "حديث حسن" التیامی: ۱۰۲۷، ۱۰۵۹، یہ روایت بلحاظ سند ضعیف ہے۔]

اس روایت کی سند میں ایک راوی امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ ہیں جو کہ مدلس ہیں اور روایت عن سے کر رہے ہیں لہذا اصول حدیث کی رو سے یہ سند ضعیف ہے۔ سفیان الثوری کے شاگرد ابو عاصم (الضحاک بن مخلد النخعی) ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

”نری أن سفیان الثوری إنما دلّسه عن أبي حنیفة“

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بے شک سفیان ثوری نے اس روایت میں ابو حنیفہ سے تدلیس

کی ہے۔ [سنن الدارقطنی ۲۰۱۳ ج ۳۲۳ و سندہ صحیح]

حافظ ابن حبان البستی فرماتے ہیں:

”وأما المدلسون الذین هم ثقّات و عدول فإننا لا نحتج بأخبارهم إلا

ما بینوا السماع فیما رووا مثل الثوری و الأعمش و أبي إسحاق

و أضربهم....“

اور مدلس جو ثقّفہ و عادل ہیں جیسے (سفیان) ثوری، اعمش اور ابواسحاق (السبیعی)

وغیر ہم تو ہم ان کی (بیان کردہ) احادیث سے حجت نہیں پکڑتے الا یہ کہ انھوں نے سماع کی تصریح کی ہو۔ [الاحسان، طبع مؤسسۃ الرسالۃ ۱۶۱۱ قبل ح] قسطلانی، یعنی اور کرمانی فرماتے ہیں:

سفیان (ثوری) مدلس ہیں اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی الا یہ کہ دوسری سند سے (اس روایت میں) سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔

[ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، لقسطلانی ج ۱ ص ۲۸۶، عمدۃ القاری للیعنی ج ۳ ص ۱۱۲، شرح الکرمانی ج ۳ ص ۶۲]

ابن الترمذی نے کہا: ”الثوری مدلس و قد عنعن“ ثوری مدلس ہیں اور

انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ [الجوہر لثقی ج ۸ ص ۳۶۲]

تفصیل کے لئے دیکھئے میرا رسالہ ”التأمیس فی مسألة التذلیس“ [ص ۲۰، ۳۲]

تنبیہ اول

سفیان ثوری کی اس معنعن روایت کی نہ کوئی متابعت ثابت ہے اور نہ کوئی شاہد، لعل للدارقطنی میں متابعت والا حوالہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

تنبیہ ثانی

امام ابن المبارک، الشافعی، ابوداؤد اور دارقطنی وغیر ہم/ جمہور محدثین نے اس روایت کو غیر ثابت شدہ اور ضعیف قرار دیا ہے۔

2) یزید بن ابی زیاد الکوفی نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ (ثقت تابعی) سے روایت کی ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں تک رفع یدین کرتے تھے (اور) پھر دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

[ابوداؤد: ۵۲، وقال: هذا الحديث ليس بصحيح]

یہ روایت یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یزید کو جمہور محدثین نے ضعیف

قرار دیا ہے۔ یزید بن ابی زیاد کی متابعت میں محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے۔

[ابوداؤد: ۷۴۹ و سندہ ضعیف، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے یہ روایت یزید بن ابی زیاد سے لی ہے۔
 (کتاب العلل لاجمہ بن حنبل ج ۱ ص ۱۴۳ رقم ۶۹۳ و معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۱۹ مخطوط) لہذا یہ متابعت
 مردود ہے۔]

اس روایت میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔
 دیکھئے فیض الباری لآ نور شاہ لکشمیری الدیوبندی (ج ۳ ص ۱۶۸)

(3) باطل سند کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:
 میں نے نبی ﷺ، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ وہ شروع نماز میں
 تکبیر تحریر کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

[الدارقطنی ۲۶۹۵/۱ ج ۱۱۲۰ و قال: "تفرد بہ محمد بن جابر وکان ضعیفا"]

اس کا راوی محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ [مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۱]
 امام احمد بن حنبل نے محمد بن جابر کی اس روایت کے بارے میں فرمایا کہ یہ حدیث
 منکر ہے۔ [کتاب العلل ج ۱ ص ۵۱۴۴ رقم ۷۰۱]

حاکم نیشاپوری نے کہا: "ہذا إسناد ضعیف" [معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۲۰]
 اس روایت میں دوسری علت یہ ہے کہ حماد بن ابی سلیمان مختلف ہے۔

[دیکھئے مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۰، ۹۱۱ و قال: "ولا یقبل من حدیث حماد بن أبی سلیمان إلا ما رواه
 عنه القدماء: شعبۃ و سفیان الثوری و الدستوائی و من عدا هؤلاء و روا عنه بعد الإختلاط" حماد
 بن ابی سلیمان کی صرف وہی حدیث مقبول ہے جسے شعبہ، ثوری اور (ہشام) الدستوائی نے بیان کیا ہے۔ ان کے
 علاوہ سب لوگوں نے حماد کے اختلاط کے بعد بیان کی ہے۔]

(4) بعض لوگ حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی کی تحقیق سے شائع شدہ مسند حمیدی سے
 ایک روایت "فلا یرفع" (ج ۶۱۴) پیش کرتے ہیں حالانکہ مسند حمیدی کے دو قدیم
 نسخوں اور حسین سلیم اسد الدارانی (الشامی) کی تحقیق سے شائع شدہ مسند حمیدی میں
 "فلا یرفع" کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ رفع یدین کا اثبات ہے۔

[مطبوعہ دارالافتاء، دمشق، داریا، ج ۱ ص ۵۱۵ ج ۲ ص ۶۲۶]

حسین الدارانی کے نسخے میں حدیث مذکور کی سند و متن پیش خدمت ہے:

”۲۲۶۔ حدثنا الحمیدی قال: حدثنا سفیان قال: حدثنا الزهري

قال: أخبرني سالم بن عبد الله عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ

إذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه و إذا أراد أن يركع و بعد ما

يرفع رأسه من الركوع و لا يرفع بين السجدين“

ابونعیم الاصبہانی نے المستخرج علی صحیح مسلم میں یہ روایت حمیدی کی سند سے اسی سندو

متن کے ساتھ نقل کی ہے۔ [ج ۲ ص ۱۲ ح ۸۵۶]

5) بعض لوگ مسند ابی عوانہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں ” لا

يرفعهما“ سے پہلے ” و “ گر گئی ہے حالانکہ مسند ابی عوانہ کے دو قلمی نسخوں میں یہ ” و “

موجود ہے جس سے رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے نفی نہیں ہوتی۔

6) بعض لوگ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں ترک رفع یدین کا ذکر نہیں ہوتا

مثلاً المدونۃ الکبریٰ (ج ۱ ص ۷۱) کی روایت وغیرہ، حالانکہ ایک روایت میں ذکر موجود

ہونے کے بعد دوسری روایت میں عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں آتا۔

[نیز دیکھئے الجوهري لابن الترمذی الحنفی ج ۳ ص ۳۱۷، الدرر المعیہ ج ۱ ص ۱۷۷]

دوسرے یہ کہ المدونۃ الکبریٰ غیر ثابت اور غیر مستند کتاب ہے۔ دیکھئے میری کتاب القول

المتین فی الجبر بالتأیین (ص ۷۳)

7) بعض لوگ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس طرح

دیکھتا ہوں جیسے شریگھوڑوں کی ڈمیں ہوتی ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔

[مسلم: ۳۳۰ و ترمذی دارالسلام: ۹۶۸]

یہ روایت مسند احمد (ج ۵ ص ۹۳ ح ۲۱۱۶۶) میں ”وهم قعود“ (اور وہ بیٹھے

ہوئے تھے) کے الفاظ کے ساتھ مختصراً موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت قیام

والے رفع یدین کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس میں قعدے (تشہد) والی حالت بیٹھنے میں

ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ شیعہ ”حضرات“ کرتے ہیں۔ جس کا مشاہدہ آج بھی کیا جاسکتا ہے۔ شیعہ کے رد والی حدیث کو اہل سنت کے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا ظلم عظیم ہے۔

اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کرنے والے کو ”لا یعلم“ (بے علم) قرار دیا ہے۔ [جزء رفع الیدین تحقیقی: ۳۷]

امام نووی اس استدلال کو بدترین جہالت کہتے ہیں۔ [المجموع شرح المہذب ج ۴ ص ۴۰۳] محمود حسن دیوبندی ”اسیر مالٹا“ فرماتے ہیں کہ ”باقی اذناہ الخیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم بوقت سلام نماز میں اشارہ بالید بھی کرتے تھے آپ ﷺ نے اس کو منع فرما دیا“

[الورد الشذی علی جامع الترمذی ص ۶۳، تقاریر شیخ الہند ص ۶۵]

محمد تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں کہ

”لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبه اور کمزور ہے“ [درس ترمذی ج ۲ ص ۳۶]

معلوم ہوا کہ رفع الیدین قبل الکرع وبعده کے خلاف ایک روایت بھی ثابت نہیں ہے۔



مسئلہ رفع الیدین اور طاہر القادری صاحب

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ الامین، أما بعد:

”پی ایچ ڈی“ والے ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے ”المنہاج السوی من الحدیث النبوی“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بریلوی مسلک کو ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر انہوں نے ”تکبیر اولیٰ کے علاوہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان“ کا عنوان مقرر کر کے رفع یدین کے خلاف چودہ (۱۴) روایات مع حوالہ پیش کی ہیں۔ [ص ۲۲۳ تا ۲۲۹]

اس مضمون میں ان روایات پر تبصرہ و تحقیق پیش خدمت ہے:

تنبیہ: عربی عبارات اور بہت سی تحریجات کو اختصار کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے، صرف روایت نمبر: ۱۲/۲۵۹ کو مع عربی عبارت نقل کیا گیا ہے۔

طاہر القادری صاحب کی پہلی دلیل (۲۴۸/۱):

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں نماز پڑھی تو انہوں نے ہمیں وہ نماز یاد کروادی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی اٹھتے اور جھکتے تو تکبیر کہا کرتے تھے۔“ [صحیح بخاری: ۱/۲۷۱ ج ۸۵۱....] (المنہاج السوی ص ۲۲۳)

تبصرہ:

ہمارے نسخہ میں اس روایت کا نمبر ۷۸۴ ہے۔ اس حدیث میں رفع یدین کرنے یا نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف یہی مسئلہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سجدوں سے) اٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے۔ تمام اہل حدیث کا اس مسئلے پر عمل ہے۔ والحمد للہ

اس روایت میں پہلے رفع یدین کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔ اصول میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ ایک روایت میں ذکر ہو اور دوسری میں ذکر نہ ہو تو عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ ابن الترمذی (حنفی) لکھتے ہیں کہ

”و من لم یذکر الشئی لیس بحجة علی من ذکرہ“

اور جو شخص ذکر نہ کرے اس کی بات اس پر حجت نہیں ہے جو ذکر کرے۔

[الجوہر النقیح ج ۳ ص ۳۱۷]

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ

”اور آگاہی رکھنے والے، آگاہی نہ رکھنے والوں کی بنسبت فیصلہ کن ہوتے ہیں۔

واللہ اعلم“ [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۰۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور]

جس طرح اس روایت کو تکبیرِ اولیٰ والے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے اسی طرح اسے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا بھی غلط ہے۔ نیز دیکھئے تیسری دلیل مع تبصرہ (۲۵۰/۳)

دوسری دلیل (۲۳۹/۲):

”حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انھیں نماز پڑھایا کرتے

تھے، وہ جب بھی جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو

فرمایا: تم میں سے میری نماز رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔“

[صحیح بخاری: ۲۷۱۲۷، ۲۷۱۲۸، ۲۷۱۲۹ صحیح مسلم: ۲۹۳۱، ۲۹۳۲... (المناجیح السوی ص ۲۲۳)]

تبصرہ:

یہ روایت صحیح بخاری والے ہمارے نسخہ میں نمبر ۷۸۵ پر ہے۔ صحیح مسلم کے دارالسلام والے نسخہ میں اس کا نمبر ۸۶۷ ہے۔

اس روایت میں بھی رفع یدین کے نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ (سجدوں میں) جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے کا ذکر ہے لہذا اس روایت کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا

غلط ہے۔

فائدہ: عطاء (بن ابی رباح) فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ (نماز کے لئے) تکبیر کہتے وقت، اور رکوع کرتے وقت (اور رکوع سے اٹھتے وقت) رفع یدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری تحقیقی: ۲۲۰ و سندہ صحیح]

تیسری دلیل (۲۵۰/۳):

”حضرت مطرف بن عبداللہ روایت کرتے ہیں: میں اور حضرت عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی جب انہوں نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی جب سر اٹھایا تو تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو تکبیر کہی۔ جب نماز مکمل ہو گئی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد کرا دی ہے۔ (یا فرمایا: انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز پڑھائی ہے۔“

[صحیح بخاری: ۲۱/۲۷۲ ح ۵۳ و صحیح مسلم: ۱/۲۹۵ ح ۳۹۳... (المہناج السوی ص ۲۲۲)]

تبصرہ:

یہ روایت صحیح بخاری (۷۸۶) اور صحیح مسلم (ترقیم دارالسلام: ۸۷۳) میں موجود ہے لیکن اس روایت میں بھی رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ سجدوں اور دو رکعتوں سے قیام پر تکبیرات کا مسئلہ ہے لہذا اس روایت کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا مردود ہے ورنہ پھر اس طرز استدلال کی وجہ سے تکبیر تحریمہ والا رفع یدین بھی متروک یا منسوخ ہو جائے گا!

فائدہ: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز (پڑھنے) کے لئے کھڑے ہوتے وقت، رکوع کو جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

[جزء رفع الیدین للبخاری: ۱ و سندہ حسن واللفظ لہ، سنن الترمذی: ۳۲۲۳ و قال: ”حسن صحیح“ صحیح ابن خزیمہ:

اس حدیث کے راوی عبدالرحمن بن ابی الزناد کی حدیث حسن ہوتی ہے۔

[دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۸/۱۶۸، ۱۷۰]

محدثین کرام کے نزدیک سیدنا علیؑ سے ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے۔

[دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۱ تحقیقی ولسن اکبری للبیہقی ۸۱، ۸۰، ۸۱، ۸۲ مسائل احمد ۳۳/۳۳]

چوتھی دلیل (۲۵۱/۴):

”حضرت ابو بکر بن عبدالرحمن نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے جب کہ رکوع سے اپنی پشت مبارک کو سیدھا کرتے پھر سیدھے کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔ پھر جھکتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ پوری ہو جاتی اور جب دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔“

[صحیح بخاری: ۲۷۲/۱، ۲۷۲/۵، صحیح مسلم: ۳۹۲/۱، ۳۹۲/۲] (المناجج السوی ص ۲۲۵)

تبصرہ:

یہ روایت ہمارے نسخہ میں، صحیح بخاری (۷۸۹) و صحیح مسلم (دار السلام: ۸۶۸) میں موجود ہے۔ اس روایت میں بھی ترک رفع یدین کا کوئی مسئلہ مذکور نہیں ہے بلکہ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ اور ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کے ساتھ ساتھ تکبیروں کا بیان ہے لہذا اس حدیث کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔ محدثین کرام میں سے کسی قابل اعتماد محدث نے ایسی روایات کو رفع یدین کے خلاف پیش نہیں کیا۔ حدیث نمبر ۲ کے تبصرہ میں راقم الحروف نے ثابت کر دیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ کو رکوع سے پہلے اور بعد

رفع یدین کرتے تھے۔ لہذا راوی کے عمل کے بعد اس روایت سے ترکِ رفع یدین کا مسئلہ کشید کرنا راوی حدیث کی صریح مخالفت کے مترادف ہے۔

پانچویں دلیل (۲۵۲/۵):

”ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر نماز میں تکبیر کہتے خواہ وہ فرض ہوتی یا دوسری، ماہِ رمضان میں ہوتی یا اس کے علاوہ جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہتے۔ پھر سجدہ کرنے سے پہلے ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہتے۔ پھر جب سجدے کے لئے جھکتے تو ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دوسری رکعت کے قعدہ سے اٹھتے تو تکبیر کہتے، اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر فارغ ہونے پر فرماتے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم سب میں سے میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے تادمِ وصال اسی طریقہ پر نماز ادا کی۔“

[صحیح بخاری: ۲۷۶۱ ج ۷ ص ۷۷۰....] (المنہاج السوی ص ۲۲۶)

تبصرہ:

یہ روایت ہمارے نسخہ صحیح بخاری میں نمبر ۸۰۳ پر موجود ہے۔ اس حدیث میں بھی سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور تکبیرات کا ذکر ہے لیکن رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لہذا ایسی حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔

حدیث نمبر ۲ کے تبصرہ میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے

اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی آخری نماز وہی ہے جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے۔ اس طریقہ استدلال سے خود بخود ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ کی آخری نماز رفع یدین والی تھی، آپ سے ترک رفع یدین باسند صحیح یا حسن قطعاً ثابت نہیں ہے۔

چھٹی دلیل (۶/۲۵۳):

”حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں؟ اور یہ نماز کے معینہ اوقات کے علاوہ کی بات ہے۔ سوانہوں نے قیام کیا، پھر رکوع کیا تو تکبیر کہی پھر سر اٹھایا تو تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ پھر سجدہ کیا، پھر تھوڑی دیر سر اٹھائے رکھا پھر سجدہ کیا۔ پھر تھوڑی دیر سر اٹھائے رکھا۔ انہوں نے ہمارے ان بزرگ حضرت عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب کا بیان ہے وہ ایک ایسا کام کرتے جو میں نے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں بیٹھا کرتے تھے۔ فرمایا: ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ تو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھنا۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔“

[صحیح بخاری: ۲۸۲۱ ح ۸۵] (المنہاج السوی ص ۲۲۶، ۲۲۷)

تبصرہ:

یہ روایت ہمارے نسخہ صحیح بخاری میں نمبر ۸۱۸، ۸۱۹ پر موجود ہے۔ اس حدیث میں بھی رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ جبکہ طاہر القادری صاحب کے استدلال کے سراسر برعکس ابو قلابہ (تابعی) رحمہ اللہ سے

روایت ہے کہ انھوں نے (سیدنا) مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ [صحیح البخاری: ۷۳۷، صحیح مسلم: ۳۹۱، وترتیم دارالسلام: ۸۶۳، واللفظ لہ]

آپ نے دیکھ لیا کہ اس متفق علیہ حدیث سے دو مسئلے ثابت ہیں:

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
 - ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو قلابہ تابعی کے سامنے سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد الارتفاع یدین کرتے تھے۔
- لہذا جو لوگ ترک رفع یدین یا منسوخیت رفع یدین کے دعویدار ہیں، اُن کا دعویٰ باطل ہے۔
قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ طاہر القادری صاحب نے نمبر بڑھانے کے لئے چھ غیر متعلقہ، عدم ذکر والی روایات پیش کی ہیں جن کا ترک رفع یدین کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب ان کی پیش کردہ دوسری روایات پر تبصرہ پیش خدمت ہے:

ساتویں دلیل (۲۵۴/۷):

”حضرت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ راوی کہتے ہیں: پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور ایک مرتبہ کے سوا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے۔“ امام نسائی کی بیان کردہ روایت میں ہے: ”پھر انہوں نے ہاتھ نہ اٹھائے۔“

[ابوداؤد: ۲۸۶/۱، ح ۷۴۸، ترمذی: ۲۹۷/۱، ح ۲۵۷، نسائی: ۱۳۱/۲، ح ۱۰۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۲۱/۱، ح ۶۴۵، ۱۰۹۹، مسند احمد: ۳۸۸/۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۱۳/۱، ح ۲۴۴] (المناہج السوی ص ۲۲)

تبصرہ:

ان تمام کتابوں میں یہ روایت ”سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمہ“ کی سند سے مروی ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ مشہور مدلس ہیں۔

ابن الترمذی (حنفی) نے کہا:

”الثوری مدلس“ ثوری مدلس ہیں۔ [الجہرائی ج ۸ ص ۲۶۲]

یعنی حنفی نے کہا:

سفیان مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی الا یہ کہ اس کے سماع کی تصریح دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔

[عمدة القاری ج ۳ ص ۱۱۲ تحت ح ۲۱۳]

یہی بات قسطلانی نے بھی لکھی ہے۔ [ارشاد الساری ج ۱ ص ۲۸۶]

احمد رضا خان بریلوی صاحب فرماتے ہیں کہ

”اور عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے“

[فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۳۵ طبعہ محققہ]

احمد رضا خان صاحب مزید فرماتے ہیں کہ

”اور عنعنہ مدلس اصول محدثین پر نامقبول ہے۔“ [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۶۶]

محمد عباس رضوی بریلوی لکھتے ہیں کہ

”یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے

ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے

انشاء اللہ بیان ہوگا۔“

[مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹ مطبوعہ: مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور]

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش کردہ یہ روایت غیر مقبول، نامقبول اور

مردود ہے۔

آٹھویں دلیل (۲۵۵/۸):

”حسن بن علی، معاویہ، خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ

سفیان نے اپنی سند کے ساتھ ہم سے حدیث بیان کی (کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) پہلی دفعہ ہی ہاتھ اٹھائے، اور بعض نے کہا: ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔ [ابوداؤد: ۲۸۶۱/۱ ج ۴۹] (المناہج السوی ص ۲۲۸)

تبصرہ:

یہ روایت بھی سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے حدیث نمبر ۲۵۴/۷ کا تبصرہ۔ یاد رہے کہ ابو حذیفہ وغیرہ صحابی نہیں بلکہ راویان حدیث تھے۔
نویں دلیل (۲۵۶/۹):

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے، اور پھر ایسا نہ کرتے۔“
[ابوداؤد: ۲۸۷۱/۱ ج ۵۰ و مصنف عبدالرزاق: ۷۰۲/۲ ج ۲۵۳۰ و مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۱۳۱/۱ ج ۲۴۴۰ و سنن الدارقطنی: ۲۹۳۱/۱ شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱۱۳۱/۱ ج ۱۱۳۱] (المناہج السوی ص ۲۲۸)
تبصرہ:

اس روایت کا بنیادی راوی یزید بن ابی زیاد الکوفی ہے۔ اس کے بارے میں محدث دارقطنی نے فرمایا: ”ضعیف یخطی کثیراً“ وہ ضعیف تھا اور بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ [سوالات البرقانی للدارقطنی: ۵۶۱]

بیہقی نے فرمایا: ”غیر قوی“ وہ قوی نہیں تھا۔ [السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶]
حافظ ابن حجر نے فرمایا:

”والجمہور علیٰ تضعیف حدیثہ“

اور جمہور اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ [ہدی الساری ص ۴۵۹]

بوصیری نے کہا:

”وضعفہ الجمہور“ اور جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

[زوائد سنن ابن ماجہ: ۲۱۱۶]

اسماء الرجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”یہ روایت صحیح السند نہیں ہے“

[تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری ج ۳ ص ۲۶۴ رقم: ۱۲۳۹]

ڈاکٹر صاحب کو اس قسم کی کمزور اور کچی روایت پیش نہیں کرنی چاہئے تھی۔

دسویں دلیل (۲۵۷/۱۰):

”حضرت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف تکبیر تحریر

کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز میں کسی اور جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے اور یہ عمل

حضور نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کرتے۔“ [خرجہ الخوارزمی فی جامع المسانید ۱/۳۵۵]

(المنہاج السوی ص ۲۲۸)

تبصرہ:

طاہر القادری صاحب کی تحریر ”رواہ أبو حنیفة“ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے

امام ابوحنیفہ نے روایت کیا ہے حالانکہ یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اسے خوارزمی (متوفی ۶۲۵ھ)

نے ”أبو محمد البخاري عن رجاء بن عبد الله النهشلي عن شقيق بن

إبراهيم عن أبي حنيفة...“ کی سند سے روایت کیا ہے۔ [جامع المسانید ج ۱ ص ۳۵۵]

ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری الحارثی کے بارے میں ابو احمد الحافظ (حاکم کبیر)

نے فرمایا: ”کان عبد الله بن محمد بن يعقوب الأستاذ ينسج الحديث“ استاد

عبداللہ بن محمد بن یعقوب حدیثیں بناتا تھا۔

[کتاب القراءت للبیہقی ص ۱۷۸ رقم: ۳۸۸ دوسرا نسخہ ص ۱۵۲، ۱۵۵ اور سندہ صحیح]

اس شخص کی توثیق کسی نے نہیں کی۔ اس پر شدید جرحوں کے لئے دیکھئے

میزان الاعتدال (ج ۲ ص ۴۹۶) ولسان المیزان (۳/۳۲۸، ۳۲۹) والکشف الحثیث

عمن رمی بوضع الحدیث (ص ۲۲۸)

حافظ ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء والمترکین میں ذکر کیا ہے۔ [۱۷۶ رقم: ۲۲۹۷]

رجاء بن عبداللہ النہشلی کے حالات اور شخصیت نامعلوم ہے۔
 ثابت ہوا کہ یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے
 ثابت ہی نہیں ہے لہذا اسے ”رواہ ابو حنیفہ“ کہنا بہت بڑی غلطی ہے۔
 گیارہویں دلیل (۲۵۸/۱۱):

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، یہ سب حضرات صرف نماز کے شروع میں
 ہی اپنے ہاتھ بلند کرتے تھے۔“

[سنن الدارقطنی ۲۹۵/۱، مسند ابی یعلیٰ ۸/۲۵۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۹۲، مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۲
 (المہاج السوی ص ۲۲۸، ۲۲۹)]

تبصرہ:

اس روایت کا بنیادی راوی محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔
 زیلعی حنفی فرماتے ہیں کہ ”و محمد بن جابر: ضعیف“ اور محمد بن جابر ضعیف ہے۔
 [نصب الراية ج ۶ ص ۶۱]
 جو راوی خود حنفیوں کے نزدیک بھی ضعیف ہے اس کی روایت ڈاکٹر صاحب کیوں
 پیش کر رہے ہیں؟

یہ روایت امام دارقطنی رحمہ اللہ سنن الدارقطنی میں روایت کرنے کے بعد فرماتے
 ہیں: ”تفرد بہ محمد بن جابر و کان ضعیفاً“ اس کے ساتھ محمد بن جابر منفرد
 (اکیلا) ہے اور وہ ضعیف تھا۔ [ج ۱ ص ۲۹۵ ح ۱۱۲۰]

مسند ابی یعلیٰ کے محقق حسین سلیم اسد نے لکھا: ”إسناده ضعیف“ اس کی سند
 ضعیف ہے [۲۵۳/۸] یاد رہے کہ اسی نسخے کا حوالہ ڈاکٹر صاحب نے دے رکھا ہے۔
 امام بیہقی نے یہ روایت ذکر کر کے امام دارقطنی سے نقل کیا کہ محمد بن جابر ضعیف تھا۔
 [السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۷۹، ۸۰]

امام بیہقی بذاتِ خود دوسری جگہ محمد بن جابر الیمامی کو ضعیف لکھتے ہیں۔

[السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۴، ۱۳۵]

حافظ بیہقی نے یہ حدیث مجمع الزوائد میں ذکر کر کے فرمایا:

” رواہ أبو یعلیٰ وفيه محمد بن جابر الحنفی الیمامی وقد اختلط
علیه حدیثہ وکان یلقن فیتلقن“

اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور اس میں محمد بن جابر حنفی (قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک فرد)
یمامی ہے۔ اس کی حدیث اُس پر گڈ مڈ ہو گئی تھی اور وہ تلقین قبول کر لیتا تھا [پنجابی

زبان کا ”لائی لگ“ تھا] [ج ۲ ص ۱۰۱]

حافظ بیہقی دوسری جگہ فرماتے ہیں:

” وفيه محمد بن جابر السحیمی وهو ضعیف“

اور اس میں محمد بن جابر السحیمی (الیمامی) ضعیف ہے۔

[مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۸۸ باب ماجاء فی القود والقصاص ومن لا تود علیہ]

آپ نے دیکھ لیا کہ اس روایت کے راوی کو ذکر کرنے والے محدثین بھی ضعیف ہی
کہتے ہیں لیکن پھر بھی ڈاکٹر صاحب ایسی کمزور روایت اپنے استدلال میں پیش کر رہے ہیں۔

اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

”هَذَا حَدِيثٌ مَنْكُورٌ“ یہ حدیث منکر ہے۔

[المسائل، روایۃ عبداللہ بن احمد ۲۳۲ ت ۳۲۷]

بارہویں دلیل (۲۵۹/۱۲):

” عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة

رفع يديه حتى يحاذي بهما، وقال بعضهم: حذو منكبيه، وإذا أراد

أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع، لا يرفعهما وقال بعضهم:

ولا يرفع بين السجدين، رواه أبو عوانة۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا اور جب آپ ﷺ رکوع کرنا چاہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، اور بعض نے کہا دونوں سجدوں کے درمیان (ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔“
[ابوعوانہ ۴۲۳/۱ ج ۱۵۷۲] (المہاج السوی ص ۲۲۹)

تبصرہ:

یہ روایت مسند ابی عوانہ کے دو قلمی نسخوں میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ موجود ہے:
”عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدين والمعنى واحد“
ان میں ایک قلمی نسخہ ہمارے استاد محترم پیر جھنڈا شیخ الاسلام ابوالقاسم محبت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے کتب خانہ سعیدیہ میں موجود ہے اور دوسرا نسخہ (عکس) مدینہ یونیورسٹی میں موجود ہے۔

طاہر القادری صاحب نے اس حدیث کا ترجمہ غلط کیا ہے جبکہ صحیح ترجمہ درج ذیل ہے:
”سالم اپنے ابا (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے حتیٰ کہ دونوں (ہاتھ) برابر ہو جاتے اور بعض نے کہا: آپ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (رفع یدین کرتے تھے) اور دونوں (ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے اور بعض نے کہا: اور سجدوں کے درمیان نہیں اٹھاتے تھے اور معنی ایک ہے۔“

معلوم ہوا کہ ”لا یرفعہما“ کا تعلق ”بین السجدتین“ سے ہے ”من الرکوع“ سے نہیں ہے۔ ”والمعنی واحد“ کے الفاظ بھی صاف صاف اسی کی تائید کر رہے ہیں۔ مگر صدانسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے دیوبندیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس روایت کو رفع یدین کے خلاف پیش کر دیا ہے حالانکہ یہ حدیث رفع یدین کے اثبات کے ساتھ ”سالم عن ابيہ“ کی سند سے صحیح بخاری (۷۳۶) و صحیح مسلم (ج ۳۹۰، ترقیم دارالسلام: ۸۶۱) میں موجود ہے۔

محدث ابو عوانہ الاسفرائینی والی روایت میں ان کے تین استادوں کے نام مذکور ہیں: عبداللہ بن ایوب المخزومی، سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو (دیکھئے ج ۲ ص ۹۰) سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی میں ”ولا یرفع بین السجدتین“ اور آپ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے (۶۹/۲) کے الفاظ سے موجود ہے۔ جبکہ ”سالم عن ابيہ“ والی یہی روایت صحیح مسلم میں ”ولا یرفعہما بین السجدتین“ اور آپ دونوں ہاتھ سجدوں کے درمیان نہیں اٹھاتے تھے (ج ۳۹۰، ترقیم دارالسلام: ۸۶۱) کے الفاظ سے موجود ہے۔ ابو عوانہ رحمہ اللہ نے راویوں کے درمیان الفاظ کے اس اختلاف ”ولا یرفعہما“ اور ”ولا یرفع“ کو جمع کر کے ”والمعنی واحد“ کہہ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کا تعلق سجدوں کے درمیان سے ہے، رکوع کے بعد سے نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ ”ولا یرفعہما“ کو رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین سے ملا دینا غلط ہے۔

تیرھویں دلیل (۲۶۰/۱۳):

”حضرت اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر (بقیہ

نماز میں ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔“

[شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۴/۱ ج ۱۳۲۹] (المہاج السوی ص ۲۲۹)

تبصرہ:

ڈاکٹر صاحب کے پاس مرفوع حدیثیں ختم ہو گئیں۔ اب انہوں نے آثار پیش کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس پیش کردہ اثر کے ایک راوی ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ ہیں جو کہ مدلس تھے۔

[دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۱۰۸، أسماء من عرف بالتدلیس للسیوطی: ۱، کتاب المدلسین لابی زرعة ابن العرقی: ۲، التبيين لأسماء المدلسين لسبط ابن العجمي: ۲]

یہ روایت عن سے ہے لہذا ضعیف ہے۔ دیکھئے ساتویں دلیل (۲۵۴/۷) پر تبصرہ اس کے برعکس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والا رفع یدین ثابت ہے۔ دیکھئے شرح سنن الترمذی لابن سید الناس (قلمی ج ۲ ص ۲۱۷) اس کی سند حسن ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ثابت ہے (دیکھئے صحیح بخاری: ۷۳۹) بلکہ آپ جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنگریوں سے مارتے تھے۔

[جزء رفع الیدین للبخاری تحقیقی: ۱۵۱ و سندہ صحیح]

لہذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

ان کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے بھی رفع یدین ثابت ہے:

- ۱۔ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری: ۷۳۷ و صحیح مسلم: ۸۶۴/۳۹۱]
- ۲۔ ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ [مسائل الامام احمد، روایۃ صالح بن احمد بن ضبل، قلمی ص ۷۴ و سندہ صحیح]
- ۳۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ [سنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۲۲ و سندہ صحیح]

- ۴۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ [اسنن الکبریٰ للبیہقی ۳۲۲ و سندہ صحیح]
- ۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ و سندہ صحیح، نیز دیکھئے ۳۳۹/۲ کا تبصرہ]
- ۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ [مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵]
- ۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۰ و سندہ صحیح]
- ۸۔ جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ [مسند السراج ص ۶۲، ۶۳، ۶۴ و سندہ حسن]
- مشہور تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
- [اسنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۵ و سندہ صحیح]

منکرین رفع یدین، آثار کے معاملے میں بھی بالکل تہی دامن ہیں۔

چودھویں اور آخری دلیل (۲۶۱/۱۴):

”عاصم بن کلیب اپنے والد کلیب سے روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ میں ہی ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوران نماز نہیں اٹھاتے تھے۔“

[ابن ابی شیبہ ۱/۲۱۳ ح ۲۳۴۳] (المہاج السوی ص ۲۲۹)

تبصرہ:

یہ بھی مرفوع حدیث نہیں بلکہ ایک غیر ثابت شدہ اثر ہے اور ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب میں آخری دلیل ہے۔ [دیکھئے المہاج السوی من الحدیث النبوی ص ۲۲۹]

اس اثر کو کسی قابل اعتماد محدث نے صحیح نہیں کہا جب کہ امام احمد نے اس پر جرح کی ہے۔ [دیکھئے المسائل، روایۃ عبداللہ بن احمد ۱/۲۳۳ ت ۳۲۹]

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فلم یثبت عند أحد منهم علم فی ترک رفع الأیدی عن النبی ﷺ ولا عن أحد من أصحاب النبی ﷺ أنه لم یرفع یدیه“

ان (علماء) میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترک رفع یدین کا علم نہ تو نبی ﷺ سے

(ثابت) ہے اور نہ نبی ﷺ کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔

[جزء رفع الیدین: ۴۰]

معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہے۔
ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ

”فأثر علي رضي الله عنه ضعيف لا يصح عنه وممن ضعفه البخاري“

پس علی رضی اللہ عنہ (کی طرف انتساب) والا اثر ضعیف ہے۔ آپ سے صحیح ثابت

نہیں ہے، اسے ضعیف کہنے والوں میں امام بخاری بھی ہیں۔ [البدرا لمیرج ص ۳۳۹]

اس کے برعکس سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد

رفع یدین کرتے تھے۔ دیکھئے تیسری دلیل (۲۵۰/۳) کا تبصرہ، اس روایت کو امام احمد بن

حنبل رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ [عل الخلال، بحوالہ البدرا لمیرج ص ۳۶۶]

آپ نے دیکھ لیا کہ رفع یدین کے خلاف طاہر القادری صاحب نے تین قسم کی

روایات پیش کی ہیں: ۱۔ غیر متعلق روایات ۲۔ ضعیف روایات ۳۔ ضعیف آثار

جبکہ صحیح احادیث و آثار سے رفع یدین (قبل الركوع وبعده) کا کرنا ہی ثابت ہے۔

غالباً اسی وجہ سے شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ

”والذي يرفع أحب إلي ممن لا يرفع“ الخ

اور جو شخص رفع یدین کرتا ہے وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہے جو رفع یدین

نہیں کرتا۔ [حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۰، اذکار الصلوٰۃ وہیأتها المندوب، لیبہا]

یہ قول بطور الزام پیش کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اگر وہ

مزید تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو جزء رفع الیدین للبخاری اور البدرا لمیرج لابن الملقن کی طرف

رجوع کریں۔ وما علمنا إلا البلاغ (۸ محرم ۱۴۲۷ھ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب تفسیر اور ترکِ رفعِ یدین

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خِشْعُونَ﴾

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ [المؤمنون: ۲۰]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی تشریح میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”ولا يرفعون أيديهم في الصلوة“ اور نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

[دیکھئے التفسیر المنسوب الی ابن عباس ص ۲۱۲]

بعض لوگ درج بالا عبارت کا درج ذیل ترجمہ کرتے ہیں:

”جو نمازوں کے اندر رفعِ یدین نہیں کرتے“

[مجموعہ رسائل اوکاڑوی ج ۱ ص ۱۸۲، تحقیق مسئلہ رفعِ یدین ص ۶]

عرض ہے کہ یہ ساری کی ساری تفسیر مکذوب و موضوع ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

ثابت ہی نہیں ہے۔

اس تفسیر کے شروع میں درج ذیل سند لکھی ہوئی ہے:

” (أخبرنا) عبدالله الثقة ابن المأمور الهروي قال: أخبرنا أبي قال:

أخبرنا أبو عبدالله قال: أخبرنا أبو عبيدالله محمود بن محمد

الرازي قال: أخبرنا عمار بن عبدالمجيد الهروي قال: أخبرنا علي بن

إسحاق السمرقندي عن محمد بن مروان عن الكلبي عن أبي صالح عن

ابن عباس قال...“ [تنوير المعباس، تفسیر ابن عباس للفقير وزآبادی الشافعی ص ۲]

اس تفسیر کی سند کے دو بنیادی راوی (۱) محمد بن مروان السدی (۲) اور محمد بن السائب

الکلبی دونوں کذاب ہیں۔

محمد بن مروان السدی کا تعارف

محمد بن مروان السدی کے بارے میں محدثین کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

- ۱۔ بخاری نے کہا: سکتوا عنہ یہ متروک ہے۔ [التاریخ الکبیر ۲۳۲/۱]
- ۲۔ یحییٰ بن معین نے کہا: لیس بثقة وہ ثقہ نہیں ہے۔ [الجرح والتعدیل ج ۸ ص ۸۶ وسندہ صحیح]
- ۳۔ ابو حاتم رازی نے کہا: هو ذاهب الحديث، متروك الحديث، لا يكتب حديثه البتة، وہ حدیث میں گیا گزرا ہے، متروک ہے، اس کی حدیث بالکل لکھی نہیں جاتی۔ [الجرح والتعدیل ۸۶/۸]
- ۴۔ نسائی نے کہا: ”یروي عن الكلبي، متروك الحديث“ وہ کلبی سے روایت کرتا ہے، حدیث میں متروک ہے۔ [الضعفاء والمتروكون: ۵۳۸]
- ۵۔ یعقوب بن سفیان الفارسی نے کہا: وهو ضعيف غير ثقة [المعرفة والتاریخ ۱۸۶/۳]
- ۶۔ ابن حبان نے کہا: ”كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة الإعتبار ولا الإحتجاج به بحال من الأحوال“ یہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا، پرکھ کے بغیر اس کی روایت لکھنا حلال نہیں ہے۔ کسی حال میں بھی اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ [المجربون ج ۲ ص ۲۸۶]
- ۷۔ ابن نمیر نے کہا: کذاب ہے۔ [الضعفاء للعلقبی ۱۳۶/۲ وسندہ حسن، یاد رہے کہ الضعفاء الکبیر میں غلطی سے ابن نمیر کے بجائے ابن نصیر چھپ گیا ہے]
- ۸۔ حافظ یشی نے کہا: ”وهو متروك“ [مجمع الزوائد ۹۹/۸] ”أجمعوا على ضعفه“ اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ [مجمع الزوائد ۲۱۴]
- ۹۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”كوفي متروك متهم“ [دیوان الضعفاء: ۳۹۶۹]
- ۱۰۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”متهم بالكذب“ [تقریب التہذیب: ۶۲۸۴]

دیوبندی حلقہ کے نزدیک موجودہ دور کے ”امام اہلسنت“ سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں: ”اور محمد بن مروان السدی الصغیر کا حال بھی سن لیجئے“
امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی روایت ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔

[ضعفاء صغیر امام بخاری ص ۲۹]

اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ [ضعفاء امام نسائی ص ۵۲]
علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام نے اس کو ترک کر دیا ہے اور بعض نے اس پر جھوٹ بولنے کا الزام بھی لگایا ہے۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔
امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ جھوٹ اس کی روایت پر بالکل بین ہے۔ [میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۳۲]

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ [کتاب الاسماء والصفات ص ۳۹۴]

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ وہ بالکل متروک ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۵]

علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ [شفاء القام ص ۳۷]

علامہ محمد طاہر لکھتے ہیں کہ وہ کذاب ہے (تذکرہ الموضوعات ص ۹۰)

جریر بن عبد الحمید فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے، ابن نمیر کہتے ہیں کہ وہ محض ہیچ ہے۔
یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف تھا
”وکان یضع“ (خود جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا) ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اس کی حدیث ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔ [ازالۃ الریب ص ۳۱۶]

۲۔ یہی موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”صوفی صاحب نے اپنے بڑوں کی پیروی کرتے ہوئے روایت تو خوب پیش کی ہے مگر ان کو سود مند نہیں کیونکہ ”سدی“ فن روایت میں ”ہیچ“ ہے۔ امام ابن معین فرماتے ہیں کہ ان کی روایت میں ضعف ہوتا ہے۔ امام جوزجانی فرماتے ہیں ”ہو کذاب شتام“ وہ بہت بڑا جھوٹا اور تیرائی تھا..... امام طبری فرماتے ہیں کہ اس کی

روایت سے احتجاج درست نہیں..... اس روایت کی مزید بحث ازالۃ الریب میں دیکھئے۔ ان بے جان اور ضعیف روایتوں سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا،
[تفریح الخواطر فی رد تویر الخواطر ص ۷۷ تا ۷۸]

۳۔ سرفراز صاحب اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

”سدی کا نام محمد بن مروان ہے..... امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بالکل ترک کر دیا ہے (حیرت ہے کہ امام احمد بن حنبل جیسی نقاد حدیث شخصیت تو اس کی روایت کو ترک کرتی ہے مگر مولوی نعیم الدین صاحب اور ان کی جماعت اس کی روایت سے.....)“ [تقید متین ص ۱۶۸]

۴۔ موصوف اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

”سدی کذاب اور وضاع ہے“ (اتمام البرہان ص ۴۵۵) ”صغیر کا نام محمد بن مروان“ ہے امام جریر بن عبد الحمید فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے اور صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ وہ جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا بقیہ محدثین بھی اس پر سخت جرح کرتے ہیں۔ انصاف سے فرمائیں کہ ایسے کذاب راوی کی روایت سے دینی کونسا مسئلہ ثابت ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے؟“ [اتمام البرہان ص ۴۵۸]

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

”آپ لوگ سدی کی ”ذم“ تھامے رکھیں اور یہی آپ کو مبارک ہو۔“

[اتمام البرہان ص ۴۵۷]

سرفراز خان صاحب مزید فرماتے ہیں:

”آپ نے خازن کے حوالے سے ”سدی کذاب“ کے گھر میں پناہ لی ہے جو آپ کی ”علمی رسوائی“ کے لئے بالکل کافی ہے اور یہ ”داغ“ ہمیشہ آپ کی پیشانی پر چمکتا رہے گا۔“ [اتمام البرہان ص ۴۵۸]

تنبیہ: موجودہ دور میں رفع یدین کے خلاف ”تفسیر ابن عباس“ نامی کتاب سے استدلال کرنے والوں نے بقول سرفراز خان صفدر صاحب سُدی کی دُم تھام رکھی ہے اور ان لوگوں کی پیشانی پر رسوائی کا یہ داغ چمک رہا ہے۔

محمد بن السائب الکلبی کا تعارف

محمد بن السائب، ابوالنضر الکلبی کے بارے میں محدثین کرام کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

- ۱۔ سلیمان التیمی نے کہا: ”کان بالكوفة كذابا بن أحدہما الکلبی“ کوفہ میں دو کذاب تھے، ان میں سے ایک کلبی ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۰/۷۷ و سندہ صحیح]
- ۲۔ قرہ بن خالد نے کہا: ”کانوا یرون أن الکلبی یرزف یعنی یکذب“ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ کلبی جھوٹ بولتا ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۰/۷۷ و سندہ صحیح]
- ۳۔ سفیان ثوری نے کہا: ہمیں کلبی نے بتایا کہ تجھے جو بھی میری سند سے عن ابی صالح عن ابن عباس بیان کیا جائے تو وہ جھوٹ ہے اسے روایت نہ کرنا۔ [الجرح والتعديل ۲۷۱/۷۷ و سندہ صحیح]
- ۴۔ یزید بن زریع نے کہا: کلبی سبائی تھا۔ [الکامل لابن عدی ۲۱۲۸/۵ و سندہ صحیح]
- ۵۔ محمد بن مہران نے کہا: کلبی کی تفسیر باطل ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۱/۷۷ و سندہ صحیح]
- ۶۔ جوزجانی نے کہا: کذاب ساقط [احوال الرجال: ۳۷]
- ۷۔ یحییٰ بن معین نے کہا: لیس بشیء کلبی کچھ چیز نہیں ہے۔ [تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۱۳۴۴]
- ۸۔ ابو حاتم الرازی نے کہا: ”الناس مجتمعون علی ترک حدیثہ، لا یشغل بہ، ہو ذاہب الحدیث“ اس کی حدیث کے متروک ہونے پر لوگوں کا اجماع ہے۔ اس کے ساتھ وقت ضائع نہ کیا جائے وہ حدیث میں گیا گزرا ہے۔ [الجرح والتعديل ۲۷۱/۷۷]
- ۹۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”المفسر متہم بالکذب ورمی بالرفض“

[تقریب التہذیب: ۵۹۰۱]

۱۰۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”ترک کوہ“ (محدثین نے) اسے ترک کر دیا ہے۔

[المغنی فی الضعفاء: ۵۵۴۵]

کلبی کے متعلق سرفراز خان صاحب نے لکھا ہے:

”کلبی کا حال بھی سن لیجئے..... کلبی کا نام محمد بن السائب بن بشر ابو النضر الکلبی ہے۔ امام معتمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے کذاب تھے، ایک ان میں سے کلبی تھا اور لیث بن ابی سلیم کا بیان ہے کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے جھوٹے تھے۔ ایک کلبی اور دوسرا سدی۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ لیس ہیشی، امام بخاری فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ اور ابن مہدی نے اس کی روایت بالکل ترک کر دی تھی۔ امام ابن مہدی فرماتے ہیں کہ ابو جزء نے فرمایا: میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں کہ کلبی کافر ہے۔ میں نے جب یہ بات یزید بن زریع سے بیان کی تو وہ بھی فرمانے لگے کہ میں نے بھی ان سے یہی سنا کہ ”اشہد انه کافر“ میں نے اس کے کفر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ

”يقول كان جبرائيل يوحى الى النبي ﷺ فقام النبي لحاجته و جلس علي فأوحى إلي علي“

کلبی کہتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی طرف وحی لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی حاجت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے ان پر وحی نازل کر دی۔

(یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کو مورد وحی اور مہبط وحی کو نہ پہچان سکے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول سمجھ کر ان کو وحی سنا گئے..... اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس بھولے بھالے جبرائیل علیہ السلام نے آگے پیچھے کیا کیا ٹھوکریں کھائی ہوں گی اور کن کن پر وحی نازل کی ہوگی اور نہ معلوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہ اس خفیہ وحی میں کیا کچھ کہہ

گئے ہوں گے، ممکن ہے یہ خلافت بلا فصل ہی کی وجی ہو جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان میں پھونک گئے ہوں گے۔ بات ضرور کچھ ہوگی۔ آخر کلبی کا بیان بلا وجہ تو نہیں ہو سکتا، اور کلبی کے اس نظریہ کے تحت ممکن ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی ہی وجی میں بھول کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا گئے ہوں اور مقصود کوئی اور ہو اور عین ممکن ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہوں، آخر کلبی ہی کے کسی بھائی کا یہ نظریہ بھی تو ہے کہ:

جبرائیل کہ آمد چوں از خالق بے چوں بہ پیش محمد شد و مقصود علی بود

معاذ اللہ تعالیٰ، استغفر اللہ تعالیٰ، کلبی نے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وحی کو ایک ڈراما اور کھیل بنا کر رکھ دیا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ ثم العیاذ باللہ تعالیٰ (صفر) بلکہ کلبی نے خود یہ کہا ہے کہ جب میں بطریق ابوصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کوئی روایت اور حدیث تم سے بیان کروں تو ”فہو کذب“ (وہ جھوٹ ہے) امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام سب اس پر متفق ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اس کی کسی روایت کو پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی روایت لکھی بھی نہیں جاسکتی۔ علی بن الجنید، حاکم ابو احمد اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ جوز جانی کہتے ہیں کہ وہ کذاب اور ساقط ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کی روایت جھوٹ پر جھوٹ بالکل ظاہر ہے اور اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔ ساجی کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اور بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا کیونکہ وہ غالی شیعہ ہے، حافظ ابو عبد اللہ الحاکم کہتے ہیں کہ ابوصالح سے اس نے جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”وقد اتفق ثقات أهل النقل علی ذمه وترك الروایة عنه فی الأحکام

والفروع“

تمام اہل ثقات اس کی مذمت پر متفق ہیں اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ احکام اور فروع میں اس کی کوئی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ کلبی کی تفسیر اول سے لے کر آخر تک سب جھوٹ ہے اس کو پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ [تذکرۃ الموضوعات ص ۸۲] اور علامہ محمد طاہر الحنفی لکھتے ہیں کہ کمزور ترین روایت فن تفسیر میں کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس ہے اور إذا انضم إليه محمد بن مروان السدي الصغير فهی سلسلۃ الکذب. [تذکرۃ الموضوعات ص ۸۳ و اتقان ج ۲ ص ۱۸۹] اور اس روایت میں خیر سے یہ دونوں شیر جمع ہیں۔ [ازالۃ الريب ص ۳۱۶، ۳۱۷] نیز دیکھئے تنقید متین ص ۱۶۷، ۱۶۹ اس سند کا تیسرا راوی ابوصالح بازام: ضعیف ہے۔

ابوصالح بازام کا تعارف

- ۱۔ ابو حاتم الرازی نے کہا: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ [الجرح والتعذیل ص ۳۳۲]
 - ۲۔ نسائی نے کہا: ضعیف کوفی [الضعفاء والمتر وکین: ۷۲]
 - ۳۔ بخاری نے اسے کتاب الضعفاء میں ذکر کیا [رقم: تحفۃ الاقویاء ص ۲۱]
 - ۴۔ حافظ ذہبی نے کہا: ”ضعیف الحدیث“ [دیوان الضعفاء: ۵۴۴]
 - ۵۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”ضعیف یوسل“ [تقریب التہذیب: ۶۳۳]
- بعض علماء نے بازام مذکور کی توثیق بھی کر رکھی ہے مگر جمہور محدثین کی جرح کے مقابلے میں یہ توثیق مردود ہے۔

تنویر المقباس کی اس سند کے متعلق حافظ جلال الدین السیوطی لکھتے ہیں:

”وأوهی طرقہ طریق الکلبی عن أبی صالح عن ابن عباس فإن انضم إلی ذلك رواية محمد بن مروان السدي الصغير فهی سلسلۃ الکذب“ تمام طرق میں سب سے کمزور ترین طریق ”الکلبی عن أبی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ“ ہے اور اگر اس روایت کی سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر بھی مل جائے تو پھر یہ سند ”سلسلۃ الکذب“ کہلاتی ہے۔ [الاتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۳۱۶]

واضح رہے کہ یہ سند سلسلۃ الکذب ابوصالح تک ہے ”الصحابۃ کلہم عدول

رضی اللہ عنہم“ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں یہ قاعدہ کلیہ ہے، البتہ ان سے روایت کرنے والے بعد کے راویوں کا عادل وثقتہ وصدق ہونا ضروری ہے یہ بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ تفسیر (تنویر المقباس) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن مروان السدی اور کلبی کی من گھڑت تفسیر ہے جسے انھوں نے کذب بیانی کرتے ہوئے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب کر دیا ہے۔

تنبیہ: خود سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ثابت ہے۔

ابوحزہ (عمران بن ابی عطاء الاسدی، تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”رأیت ابن عباس یرفع یدیه إذا افتتح الصلوٰۃ وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الركوع“ میں نے (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا کہ وہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵ ح ۲۴۳۱ و سندہ حسن] یہ روایت مسائل الامام احمد (روایۃ عبداللہ بن احمد ۴/۲۴۰ ح ۳۳۱) مصنف عبدالرزاق (۲۶۹۲ ح ۲۵۲۳) اور جزء رفع الیدین للبخاری (۲۱ ح) میں بھی موجود ہے۔

طاؤس (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ (بن عباس) کو نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [جزء رفع الیدین: ۲۸ و سندہ صحیح]

سیدنا ابن عباس کا نماز میں رفع یدین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نماز میں رفع یدین خشوع و خضوع کے خلاف نہیں ہے۔

تنبیہ: اس موضوع تفسیر کے اوکاڑوی ترجمے اور طرز استدلال میں بھی نظر ہے۔

سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث

دس صحابہ کرام کے مجمع میں سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے جو حدیث بیان فرمائی تھی، سب سے پہلے سنن ابی داؤد سے اس کا متن مع ترجمہ پیش خدمت ہے۔ بعد میں اس کی تحقیق، راویوں کا دفاع اور رد کرنے والوں کے شبہات و خیانتوں کا جواب ہوگا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حدثنا أحمد بن حنبل حدثنا أبو عاصم الضحاك بن مخلد ح وحدثنا مسدد: حدثنا يحيى . وهذا حديث أحمد- قال: أخبرنا عبد الحميد يعني ابن جعفر: أخبرني محمد بن عمر و بن عطاء قال: سمعت أبا حميد الساعدي في عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم أبو قتادة ، قال أبو حميد: أنا أعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالوا: فلم؟ فوالله! ما كنت بأكثرنا له تبعة ولا أقدمنا له صحبة، قال: بلى، قالوا: فاعرض، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلوة يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم كبر حتى يقرّ كل عظم في موضعه معتدلاً، ثم يقرأ، ثم يكبر فيرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم يركع ويضع راحتيه على ركبتيه، ثم يعتدل فلا يصب رأسه ولا يقنع، ثم يرفع رأسه فيقول: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه معتدلاً، ثم يقول: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثم يهوي إلى الأرض فيجافي يديه عن جنبيه، ثم يرفع رأسه ويشني رجله اليسرى فيقعد عليها، ويفتح أصابع رجله إذا سجد، ثم يسجد، ثم يقول: اللَّهُ أَكْبَرُ ويرفع رأسه ويشني رجله اليسرى فيقعد عليها حتى يرجع كل عظم إلى موضعه، ثم يصنع في الأخرى“

مثل ذلك ، ثم إذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما كبر عند افتتاح الصلوة ، ثم يصنع ذلك في بقية صلاته حتى إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخرج رجله اليسرى وقعد متوركاً على شقه الأيسر ، قالوا بصدقت ، هكذا كان يصلي ﷺ ،

(سنن ابی داود، کتاب الصلوة باب افتتاح الصلوة ح ۳۰۷ وسندہ صحیح)

(سیدنا) ابو حمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے دس صحابہ کرام، جن میں (سیدنا) ابوقادہ (رضی اللہ عنہ) بھی تھے، کے مجمع میں فرمایا: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، انھوں نے کہا: کیسے؟ اللہ کی قسم! آپ نے نہ تو ہم سے زیادہ آپ ﷺ کی اتباع کی ہے اور نہ ہم سے پہلے آپ ﷺ کے صحابی بنے تھے۔ انھوں (سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ) نے کہا: جی ہاں، صحابیوں نے کہا: تو پیش کرو، (سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے (رفع یدین کرتے) پھر تکبیر (اللہ اکبر) کہتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ اعتدال سے ٹھہر جاتی۔ پھر آپ (ﷺ) قراءت کرتے، پھر تکبیر کہتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر (پیٹھ سیدھی کرنے میں) اعتدال کرتے، نہ تو سر زیادہ جھکاتے اور نہ اٹھائے رکھتے (آپ کا سر مبارک اور پیٹھ ایک سیدھ میں برابر ہوتے تھے) پھر سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے، پھر کندھوں تک اعتدال سے رفع یدین کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر زمین کی طرف جھکتے۔ (سجدے میں) اپنے دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے دُور رکھتے۔ پھر آپ سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں دُہرا کر کے (بچھا کر) اس پر بیٹھ جاتے۔ آپ سجدے میں اپنی انگلیاں کھلی رکھتے تھے۔

پھر آپ سجدہ کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور سجدے سے سر اٹھاتے، آپ بایاں پاؤں دہرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پہنچ جاتی۔
پھر دوسری رکعت میں (بھی) اسی طرح کرتے۔ پھر جب آپ دو رکعتیں پڑھ کر

کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور کندھوں تک رفع یدین کرتے، جیسا کہ آپ نے شروع نماز میں رفع یدین کیا تھا۔ پھر باقی نماز بھی اسی طرح پڑھتے تھے حتیٰ کہ جب آپ کا (آخری) سجدہ ہوتا جس میں سلام پھیرا جاتا ہے تو آپ تورک کرتے ہوئے، بائیں پاؤں (دائیں طرف) پیچھے کرتے ہوئے، بائیں پہلو پر بیٹھ جاتے تھے۔

(سارے) صحابہ نے کہا: ”صدقت، ہکذا کان یصلی صلی اللہ علیہ وسلم“
آپ نے سچ کہا ہے، آپ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)
اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔ اب تفصیلی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

نور البصر فی توثیق عبد الحمید بن جعفر

مشہور راوی حدیث عبد الحمید بن جعفر بن عبد اللہ بن الحکم بن رافع الانصاری سے روایت ہے:

”أخبرني محمد بن عمر و بن عطاء قال: سمعت أبا حميد الساعدي في عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم أبو قتادة...“ إلخ

مجھے محمد بن عمرو بن عطاء (القرشی العامری المدنی) نے حدیث سنائی، کہا: میں نے (سیدنا) ابو حمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) کو (سیدنا) رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کرام میں بشمول (سیدنا) ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہوئے سنا..... إلخ

مفہوم: اس روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

[سنن ابی داؤد: ۷۳۰ و سندہ صحیح، الترمذی: ۳۰۴ و قال: ”حسن صحیح“ ابن خزیمہ: ۵۸۷، ۵۸۸ ابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۴ و صحیح البخاری فی جزء رفع الیدین: ۱۰۲، وابن تیمیہ فی الفتاویٰ الکبریٰ ۱۰۵ و مجموع فتاویٰ ۲۲/۲۵۳ وابن القیم فی تہذیب سنن ابی داؤد ۲/۴۱۶ و الخطابی فی معالم السنن ۱/۱۹۴]
اس حدیث کو متعدد علماء نے صحیح قرار دیا ہے مثلاً:

(۱) الترمذی (۲) ابن خزیمہ (۳) ابن حبان (۴) البخاری (۵) ابن تیمیہ (۶) ابن القیم (۷) الخطابی رحمہم اللہ اجمعین

اس حدیث کے راویوں کا مختصر و جامع تعارف درج ذیل ہے:

① عبد الحمید بن جعفر رحمہ اللہ

- ۱- یحییٰ بن معین نے کہا: ثقة [تاریخ عثمان بن سعید الداری: ۲۶۳، ۲۶۴]
- ۲- احمد بن حنبل نے کہا: ثقة لیس بہ بأس [تہذیب الکمال ۴/۱۱۱ و کتاب الجرح والتعديل ۱۰۶۶ و سندہ صحیح]
- ۳- ابن سعد نے کہا: وکان ثقة کثیر الحدیث [الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۴۰۰ و تہذیب الکمال ۴/۱۱۱]
- ۴- ساجی نے کہا: ثقة صدوق [تہذیب التہذیب ۱۱۲/۶]
- ۵- یعقوب بن سفیان الفارسی نے کہا: ثقة [کتاب المعرفة والتاریخ ۴/۵۸۸]
- ۶- ابن شاپین نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ [ص ۱۵۹، فقرہ: ۹۱۰]
- ۷- علی بن المدینی نے کہا: وکان عندنا ثقة... إلخ [سوال محمد بن عثمان بن ابی شیبہ: ۱۰۵]
- ۸- ان کے علاوہ مسلم بن الحجاج [صحیح مسلم: ۵۳۳/۲۵، الخ]
- ۹- ترمذی، ۱۰- ابن خزیمہ اور ۱۱- بخاری نے عبد الحمید بن جعفر کی حدیث کو صحیح قرار دے کر اس کی توثیق کی۔
- ۱۲- ذہبی نے کہا: الإمام المحدث الثقة. [سیر اعلام النبلاء ۲۰/۷]
- ۱۳- ابن نمیر نے اسے ثقة کہا۔ [تہذیب التہذیب ۱۱۲/۶]
- ۱۴- یحییٰ بن سعید القطان اسے ثقة کہتے تھے الخ [تہذیب التہذیب ۱۱۲/۶]
- ۱۵- ابو حاتم الرازی نے کہا: محله الصدق
- ۱۶- ابن عدی نے کہا: أرجو أنه لا بأس به وهو يكتب حديثه [ایضاً ۱۱۲/۶]

- ۱۷۔ ابن حبان نے کہا: أحد الثقات المتقین إلخ
[صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، نسخہ محققہ ج ۵ ص ۱۸۴ قبل ح ۱۸۶۵]
- ۱۸۔ ابن القطان الفاسی نے کہا: وعبد الحمید ثقة إلخ
[بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام ج ۳ ص ۵۱۴ ح ۱۲۸۷]
- ۱۹۔ عبد الحق الاشعری نے عبد الحمید بن جعفر کی اس حدیث کو ”صحیح متصل“ قرار دیا۔
[بیان الوہم والایہام ج ۲ ص ۴۶۲ ح ۴۶۲]
- ۲۰۔ حاکم نیشاپوری نے اس کی حدیث کو صحیح کہا۔ [المستدرک ج ۵ ص ۵۰۰/۱ ح ۱۸۴۲]
- ۲۱۔ بوسیری نے اس کی حدیث کو ہذا الاسناد صحیح کہا۔ [زوائد ابن ماجہ: ۱۴۳۳]
- ۲۲۔ ابن تیمیہ ۲۳۔ خطابی اور ۲۴۔ ابن القیم نے اس کی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا۔
- ۲۵۔ بیہقی نے عبد الحمید بن جعفر پر طحاوی کی جرح کو مردود کہا۔
[معرفۃ السنن والآثار ۱/۵۵۸ تحت ح ۷۸۶]
- ۲۶۔ ابن الجارود نے منقہی میں روایت کر کے اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ [المستغنی: ۱۹۴]
- ۲۷۔ زیلعی حنفی نے کہا: ولكن وثقه أكثر العلماء، لیکن اکثر علماء نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔
[نصب الراية ۳۴۱/۳، اس کے بعد زیلعی کا ”إنه غلط في هذا الحديث“ لکھنا جمہور کے مقابلے میں مردود ہے]
- ۲۸۔ الضیاء المقدسی نے اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ [دیکھئے الختارۃ ۱۶۱ ح ۳۸۴]
- ۲۹۔ ابو نعیم الاصبہانی
- ۳۰۔ اور ابو عوانہ الاسفرائینی نے عبد الحمید بن جعفر کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔
[دیکھئے المسند المستخرج علی صحیح مسلم لابن نعیم ج ۲ ص ۱۳۴ ح ۱۱۷۵، مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۳۹۱]
- ۳۱۔ نسائی نے کہا: ليس به بأس [تہذیب التہذیب ۱۱۲/۶]
- اس جم غفیر کی توثیق کے مقابلے میں ۱۔ سفیان ثوری، ۲۔ طحاوی، ۳۔ یحییٰ بن سعید القطان، ۴۔ نسائی اور ۵۔ ابو حاتم الرازی کی جرح ہے جو جمہور کی تعدیل کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ سفیان ثوری کی جرح کا سبب مسئلہ قدر ہے، اس کی تردید ذہبی نے مسکت انداز میں کر دی ہے۔ [دیکھئے سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۱۷]

ثقة راوی پر قدری وغیرہ کی جرح مردود ہوتی ہے۔ یحییٰ القطان، نسائی اور ابو حاتم الرازی کی جرح اُن کی تعدیل سے معارض ہے۔ طحاوی کی جرح کو بیہقی نے رد کر دیا ہے۔ نسائی کے قول ”لیس بہ بأس“ کے لیے دیکھئے تہذیب الکمال (۴۱/۱۱) وسیر اعلام النبلاء (۲۱/۷) وتاریخ الاسلام للذہبی (۴۷۶/۹)

خلاصۃ التحقیق:

عبدالحمید بن جعفر ثقة صحیح الحدیث راوی ہیں۔ والحمد للہ
حافظ ابن القیم نے عبدالحمید بن جعفر پر جرح کو مردود قرار دیا ہے۔

[تہذیب السنن مع عون المعبود ۴۲۱/۲]

عبدالحمید مذکور پر طحاوی کی جرح جمہور کی توثیق کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ابو حاتم کی جرح باسند صحیح نہیں ملی اور اگر مل بھی جائے تو جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ [نیز دیکھئے توثیق کرنے والے: ۱۵]

صحیح بخاری صحیح مسلم و سنن اربعہ کے مرکزی راوی محمد بن عمرو بن عطاء القرشی العامری المدنی کا مختصر و جامع تعارف پیش خدمت ہے:

② محمد بن عمرو بن عطاء

(۱) ابوزرعہ الرازی نے کہا: ثقة [الجرح والتعدیل ۲۹/۸ وسندہ صحیح]

(۲) ابو حاتم الرازی نے کہا: ثقة صالح الحدیث [الجرح والتعدیل ۲۹/۸]

(۳) ابن سعد نے کہا: وکان ثقة له أحادیث [الطبقات الکبریٰ، القسم الثم ص ۱۲۳، ۱۲۴]

(۴) ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ [۳۶۸/۵]

(۵) بخاری (۶) مسلم (۷) الترمذی (۸) ابن خزیمہ (۹) خطابی (۱۰) ابن تیمیہ

(۱۱) ابن الجارود [المشقی ۱۹۲]

(۱۲) ابن القیم نے اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا اور فرمایا: ”فإنه من كبار التابعین

المشهورین بالصدق والأمانة والثقة“ [تہذیب السنن مع عون المعبود ۴۲۱/۲]

- (۱۳) ذہبی نے کہا: أحد الثقات [سیر اعلام النبلاء ۲۲۵/۵]
- (۱۴) ابن حجر العسقلانی نے کہا: ثقة..... ووهم من قال إن القطان تكلم فيه ، أو إنه خرج مع محمد بن عبدالله بن حسن فإن ذاك هو ابن عمر بن علقمة الآتي [تقریب التہذیب: ۶۱۸۷]
- (۱۵) [کہا جاتا ہے کہ] نسائی نے کہا: ثقة [تہذیب الکمال ۱۱۲۱۷]
- (۱۶) ابوعوانہ الاسفرائینی [مسند ابی عوانہ ۲۶۹/۱]
- (۱۷) ابونعیم الاصبہانی نے اس کی حدیث کو صحیح کہا۔ [المستخرج علی صحیح مسلم ۳۹۶/۱ ج ۷۹۳]
- (۱۸) الضیاء المقدسی نے اس کی حدیث کو المختارہ میں روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ [المختارہ ۶۳/۱۳ ج ۹۶]
- (۱۹) حاکم نے اس کی حدیث کو "صحیح علی شرط الشیخین" کہا۔ [المستدرک ۳۸۱/۱ ج ۱۴۰۶]
- (۲۰) ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان المدنی نے کہا: "وكان امرئ صدق" [تہذیب الکمال ۱۱۲۱۷]
- (۲۱) ابن القطان الفاسی نے کہا: "أحد الثقات" [نصب الرایۃ ۳۷۱/۲، بیان الوہم والایہام ۳۶۷/۵ ج ۲۵۴۰]
- (۲۲) ابو محمد (عبدالحق الاشعری) اس کی احادیث کو صحیح کہتے ہیں۔ [بیان الوہم والایہام ۳۶۸/۵]
- (۲۳) زیلعی حنفی نے ابن القطان کی توثیق نقل کر کے تردید نہیں کی۔ [نصب الرایۃ ۳۷۱/۲]
- (۲۴) محمد بن عمرو بن عطاء کی حدیث سے عینی حنفی نے حجت پکڑی۔ [دیکھئے شرح سنن ابی داؤد للعبینی ج ۵ ص ۷۷ ج ۱۲۵۶۰]
- (۲۵) نووی نے محمد بن عمرو بن عطاء کی حدیث سے حجت پکڑی اور اسے صحیح یا حسن قرار دیا۔ [دیکھئے خلاصۃ الاحکام ۳۴۴/۱ ج ۱۰۴۱-۱۰۴۲ ص ۳۹۴ ج ۱۲۴۵]
- (۲۶) حسین بن مسعود البغوی نے اس کی حدیث کو صحیح کہا۔ [شرح السنۃ ۱۵/۱۳ ج ۵۵۷]

اس جرمِ غیر کے مقابلے میں ابن القطان الفاسی نے محمد بن عمرو پر یحییٰ بن سعید القطان اور سفیان ثوری کی جرحِ نقل کی ہے۔ [تہذیب التہذیب ۳۷۹/۳۷۹]

یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے:

۱: یہ جمہور کے خلاف ہے۔

۲: اس جرح کا تعلق محمد بن عمرو بن عطاء سے نہیں بلکہ محمد بن عمرو بن علقمہ اللیشی سے ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (۳۷۹/۳۷۹، دوسرا نسخہ ۳۳۲/۳۳۲)

تنبیہ: محمد بن عمرو بن علقمہ اللیشی پر بھی جرح مردود ہے، وہ قولِ راجح میں صدوق حسن الحدیث راوی ہے۔ والحمد للہ
خلاصۃ التحقیق:

محمد بن عمرو بن عطاء المدنی بالاجماع یا عند الجمہور ثقہ و صحیح الحدیث راوی ہے۔

تنبیہ: احمد یار نعیمی بریلوی رضا خانی نے کذب و افتراء کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”محمد بن عمرو ایسا جھوٹا راوی ہے۔ کہ اس کی ملاقات ابو حمید ساعدی سے ہرگز نہ ہوئی۔ مگر کہتا ہے سمعت میں نے اُن سے سنا۔ ایسے جھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا کم سے کم اول درجہ کی مدلس ہے۔“ [جاء الحق حصہ دوم ص ۶۵ چھٹا باب رفع یدین کرنا منع ہے، دوسری فصل]

محمد بن عمرو بن عطاء المدنی رحمہ اللہ کو کسی محدث نے بھی جھوٹا نہیں کہا لہذا معلوم ہوا کہ احمد یار نعیمی بذاتِ خود بہت بڑا جھوٹا راوی ہے۔ یہ احمد یار نعیمی وہی شخص ہے جس نے لکھا ہے: ”قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ عَلَىٰ الْهُدَىٰ. وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ“ [جاء الحق حصہ دوم ص ۳۹ چوتھا باب، امام کے پیچھے مقتدی قراءت نہ کرے، دوسری فصل]

حالانکہ قرآن کریم میں احمد یار کی بیان کردہ آیت موجود نہیں ہے۔ جو شخص اللہ پر جھوٹ بولتے نہیں شرماتا وہ محمد بن عمرو بن عطاء اور ثقہ راویوں کے خلاف جھوٹ لکھنے سے کب شرماتا ہے؟

سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کاسن وفات

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گئے تھے۔ ان لوگوں کی تردید کے لئے جمہور محدثین کے اقوال اور ندان شکن دلائل پیش خدمت ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بہت بعد ۵۴ھ میں فوت ہوئے تھے:

۱۔ امام لیث بن سعد المصری (متوفی ۱۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [کتاب المعرفة والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان ج ۳ ص ۳۲۲ و سندہ صحیح، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۵۵۸/۱ ج ۸۷ و سندہ صحیح]

۲۔ سعید بن عفیر (متوفی ۲۲۶ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ۱۶۱/۱۰ و سندہ صحیح]

۳۔ محمد بن عبد اللہ بن نمیر (متوفی ۲۳۷ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [المجم الکبیر للطبرانی ۲۴۰/۳ ج ۳۲۷ و سندہ صحیح]

۴۔ یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر (متوفی ۲۳۱ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [المجم الکبیر للطبرانی ۲۴۰/۳ ج ۳۲۷ و سندہ صحیح]

۵۔ ابراہیم بن المنذر (متوفی ۲۳۶ھ) نے کہا: ابوقنادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [معرفة الصحابة لابن نعیم الاصبہانی ۴۹/۲ ج ۱۹۹۲، والمصدر للحاکم ۴۸۰/۳]

۶۔ یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) سے روایت ہے کہ آپ نے کہا آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [کتاب الکنی للذولابی ۴۹/۱]

۷۔ ابو جعفر عمرو بن علی الفلاس نے کہا: آپ مدینہ میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۱۵/۷]

۸۔ ابن البرقی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ دمشق ۱۰۷/۷]

۹۔ ابو احمد الحاکم نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ دمشق ۱۰۷/۷]

- ۱۰۔ ترمذی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[تہذیب السنن لابن القیم مع عون المعبود ۲/۴۲۲]
- ۱۱۔ ابو عبد اللہ ابن مندہ الحافظ نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[البیضا ۲/۴۲۲، معرفۃ السنن والآثار ۱/۵۵۸]
- ۱۲۔ امام بیہقی نے کہا: اہل تاریخ کا اس پر (امام بیہقی کے زمانے میں) اجماع ہے کہ ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [معرفۃ السنن والآثار ۱/۵۵۸ قبل ج ۷۸۷]
- ۱۳۔ ذہبی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[تجرید اسماء الصحابہ ۲/۱۹۴، الاعلام بوفیات الاعلام ۱/۳۷۷ تا ۱۳۱]
- ۱۴۔ ابن کثیر نے انھیں ۵۴ھ کی وفیات میں ذکر کیا ہے۔ [البدایہ والنہایہ ۷/۷۰۸]
- ۱۵۔ ابن حبان نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ الخ [الثقات ۷/۷۴۳]
- ۱۶۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تاریخ خلیفہ بن خیاط ۳/۲۲۳]
- ۱۷۔ امام بخاری نے آپ کو ۵۰ھ کے بعد ۶۰ھ تک وفیات میں ذکر کیا ہے۔
[التاریخ الصغیر ۱/۱۳۱]
- ۱۸۔ ابن حجر العسقلانی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [تقریب التہذیب: ۸۳۱۱]
- ۱۹۔ ابن الجوزی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [المنتظم ۵/۲۶۸]
- ۲۰۔ ابن العماد حنبلی نے کہا: آپ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ [شذرات الذہب ۱/۶۰۱]
- ۲۱۔ عینی حنفی (!) نے کہا: آپ (ایک قول میں) ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔
[عمدة القاری ۲/۲۹۴ ح ۱۵۳ باب النبی عن الاستنجاء بالیمین]
- اس جم غفیر اور جمہور کے مقابلے میں حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی حیاتی نے یشتم بن عدی (کذاب) سے نقل کیا ہے کہ (سیدنا) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے (نور الصباح ص ۲۰۷) حنبل بن اسحاق نے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ آپ ۳۸ھ میں فوت ہوئے۔ (تاریخ بغداد ۱/۱۶۱)
- یہ اقوال جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ یشتم بن عدی (کذاب) پر جرح

کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال (۳۲۴/۴ ت ۹۳۱۱) وعام کتب المجر و چین۔
 امام یحییٰ بن معین نے کہا: ”کوفی، لیس بشقة، کذاب“ [الجرح والتعدیل ۵/۹۷ وسندہ صحیح]
 کیا خیال ہے اگر ہم بھی یشیم بن عدی (کذاب) کے مقابلے میں محمد بن عمر الواقدی
 (کذاب علی المرائج) کی روایت پیش کر دیں؟ جو اس نے یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی قتادہ
 (وثقة ابن حبان الرثقات ۵۹۴/۷، صحیح لہ الحاکم فی المستدرک ۳۵۳/۱ ح ۳۰۵) ووافقه
 الذہبی) سے نقل کی ہے کہ سیدنا ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) مدینہ میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے تھے۔

[طبقات ابن سعد ۱۵/۶ وسندہ صحیح الی الواقدی]

یاد رہے کہ خفیوں و بریلویوں اور بعض دیوبندیوں کے نزدیک واقدی کذاب نہیں ہے۔

ابن ہمام خفی نے کہا: ”وهذا تقوم به الحجة عندنا إذا وثقنا الواقدي“ إلخ

[فتح القدير ج ۱ ص ۶۹]

احمد رضا خان بریلوی نے کہا: ”امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہیں“
 (فتاویٰ رضویہ نسخہ جدیدہ ج ۵ ص ۵۲۶) نیز دیکھئے منیر العین فی حکم تقبیل الالبھا مین
 (ص ۹۱) اور الامن والعلیٰ (ص ۷۶، ۷۷)

عبدالحق دیوبندی، اکوڑہ خٹک والے نے کہا: ”کیونکہ واقدی کی روایت اگرچہ حلال و حرام
 کے مسائل میں حجت نہیں ہے اور حدیث میں وہ ضعیف ہیں مگر تاریخ میں ان کی روایت
 جمہور تسلیم کرتے ہیں“ [خاتم السنن ج ۱ ص ۲۸۶]

نیز دیکھئے آثار السنن (تحت ج ۷) وسیرة المصطفیٰ از محمد ادریس کاندہلوی [ج ۱ ص ۷۷-۸۰]

ایک روایت کا جائزہ

بعض الناس نے موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید کی روایت پیش کی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ
 نے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا تھا..... الخ

اس روایت کے بارے میں حدیث کے امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وهو غلط لإجماع أهل التواريخ..“

یہ روایت اہل تاریخ کے اجماع کی وجہ سے غلط ہے۔ [معرفۃ السنن والآثار ج ۱ ص ۵۵۸]
حافظ ابن القیم نے کہا:

”وقد خطأ الأئمة رواية موسى هذه ومن تابعه وقالوا: هي غلط“ إلخ
اور اماموں نے موسیٰ (بن عبداللہ بن یزید) کی اس روایت کو خطا قرار دیا ہے۔ اور جو لوگ
اس روایت کی اتباع کرنے والے ہیں (مثلاً طحاوی حنفی) انھیں بھی غلط قرار دیا ہے۔ امام
کہتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے۔ [تہذیب السنن ۲۳۲۲]

جمہور ائمہ کرام کے مقابلے میں دیوبندیوں و بریلویوں اور بعض حنفیوں کا اس روایت کو صحیح
قرار دینا غلط ہے دوسرے یہ کہ اس روایت میں موسیٰ مذکور نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع کی
تصریح نہیں کی اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زندہ
موجود تھے۔

تنبیہ بلغ: عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رحمہ اللہ کی کتاب ”معجم الصحابة“ میں
لکھا ہے کہ ”عن موسى الأنصاري قال: أتانا علي رحمه الله فصلى علي
أبي قتادة فكبر سبعة“ [ج ۲ ص ۲۰۶ ح ۳۳۶]

اس کی سند اسماعیل بن ابی خالد: مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسماعیل مذکور کی
تدلیس کے لئے دیکھئے طبقات المدلسین (۲/۳۶، والرائح انه من المرتبة الثالثة)
وميزان الاعتدال (۴/۶۰۱) وجامع التحصيل للعلانی (ص ۱۰۵) والمدلسین لابن زرعہ بن
العراقی (۳) والمدلسین للسيوطی (ص ۳) والمدلسین للحلی (ص ۱۴) ومنظومة ابی محمود المقدسی
بعض لوگ شععی (تابعی) کی منقطع روایت پیش کرتے ہیں۔ مجھے یہ روایت باسند نہیں ملی۔
بعض الناس نے ”امام حسن بن عثمان“ کا قول بغیر کسی سند کے پیش کیا ہے، دیکھئے
نور الصباح (ص ۲۰۶)

حسن بن عثمان نام کے دو راویوں کا ذکر لسان المیزان (۲/۲۱۹، ۲۲۰) میں ہے اور یہ
دونوں مجروح ہیں۔

آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں کئی دفعہ مدینہ کے والی (امیر) بنے۔

[تاریخ الاسلام للذہبی ۲۲۵/۴]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ [تقریب التہذیب: ۶۷۵۸]

سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ۶۰ھ سے پہلے فوت ہوئے، ۵۸ھ وغیرہ۔

[دیکھئے تقریب التہذیب ۲۳۳۷ وکتب تاریخ]

یہ بات عقلاً محال ہے کہ ۳۸ھ میں فوت ہونے والا شخص ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے درمیان میں فوت ہونے والے کے جنازے میں شامل ہو، لہذا درج بالا روایت نص قاطع اور دلیل واضح ہے کہ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ ۵۰ھ کے بعد (۵۴ھ) میں فوت ہوئے۔ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔ یہ ایسی دلیل ہے جس کا کوئی جواب کسی حنفی و دیوبندی و بریلوی کے پاس نہیں ہے۔ والحمد للہ

خلاصۃ التحقیق: سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے محمد بن عمرو بن عطاء کی روایت منقطع نہیں بلکہ متصل ہے۔ طحاوی اور ان کے مقلدین کا یہ دعویٰ کہ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہو گئے تھے، غلط اور باطل ہے۔ صحیح و متصل روایات اس دعویٰ کو غلط اور باطل قرار دے رہی ہیں۔

ایک اور دندان شکن دلیل

(مروی ہے کہ) مہلب بن ابی صفرہ نے ۴۴ھ میں قندائیل (ہند) پر حملہ کیا۔ کابل کے قیدیوں میں سے مکحول، نافع مولیٰ ابن عمر، کیسان والدرایوب السخنیانی اور سالم الافطس تھے۔

[تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۰۶ و تاریخ الاسلام للذہبی ج ۴ ص ۱۲ حوادث سنۃ اربع واربعمین]

معلوم ہوا کہ امام نافع رحمہ اللہ مدینہ طیبہ میں ۴۴ھ یا اس کے بعد لائے گئے۔

نافع کہتے ہیں کہ ”فنظرتُ اِلٰی ابن عباس وَاَبی ہریرۃ وَاَبی سعید وَاَبی قتادۃ فقلت: ماہذا؟ قالوا: ہی السنۃ“ پس میں نے ابن عباس، ابو ہریرہ، ابو سعید اور ابوقادہ (رضی اللہ عنہم) کی طرف دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ سنت ہے۔

[سنن النسائی ۱/۳۷۱، ۲/۷۲، ۱۹۸۰ء سندہ صحیح]

اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات (۴۰ھ) کے بعد ہوئی اور کم از کم ۴۳ھ یا اس کے بعد بھی سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ زندہ موجود تھے۔ لہذا حنیفوں و بریلویوں و دیوبندیوں کا یہ پروپیگنڈا کہ سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں یا اس سے پہلے فوت ہو گئے تھے، بے بنیاد ہے۔

ایک اور دلیل

شاہ ولی اللہ دہلوی کہتے ہیں کہ ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالترتیب پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے“ [حجۃ اللہ الباقیہ اردو ج ۱ ص ۲۴۲ مترجم عبدالحق حقانی]

رشید احمد گنگوہی نے کہا:

”مگر کتاب بخاری اصح الکتب میں جو چودہ روز مذکور ہیں وہ سب سے راجح ہے“

[تالیفات رشیدیہ ص ۳۳۷]

محمد تقی عثمانی نے کہا:

”جہاں تک صحیحین اور موطأ کا تعلق ہے ان کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان کی تمام احادیث نفس الامر میں بھی صحیح ہیں“ [درس ترمذی ج ۱ ص ۶۳]

احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک صحیحین کا بڑا مقام ہے۔ وہ کسی شخص کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”کیا قسم کھائے بیٹھے ہو کہ صحیحین کا رد ہی کر دو گے!..... صحیحین سے عداوت کہاں

تک بڑھے گی“ [فتاویٰ رضویہ/جدید ج ۵ ص ۱۸۰]

احمد رضا خان لکھتے ہیں:

”یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجال سے ہے۔“

[فتاویٰ رضویہ ۱۷/۵۷۷]

محدثین کرام اور اہل حدیث کے نزدیک بھی صحیحین کی مسند متصل مرفوع تمام احادیث صحیح ہیں۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (ص ۲۳، ۳۳) و علوم الحدیث لابن الصلاح (ص ۴۱، ۴۲) دوسرا نسخہ ص ۹۷ اور ثناء اللہ الزاہدی (اہل حدیث) کا رسالہ ”احادیث الصحیحین بین الظن والیقین“ والحمد للہ صحیح بخاری میں ہے:

”عن محمد بن عمرو بن عطاء أنه كان جالساً في نفرٍ من أصحاب رسول الله ﷺ فذكرنا صلاة النبي ﷺ فقال أبو حميد الساعدي.....“
محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ (محمد بن عمرو بن عطاء نے کہا:) پس ہم نے نبی ﷺ کی نماز کا ذکر کیا تو (سیدنا) ابو حمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا.....

[کتاب الاذان باب ستر الجوس فی التشہد ح ۸۲۸]

اس صحیح حدیث سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوا کہ

(۱) محمد بن عمرو بن عطاء صحابہ کرام کی مجلس میں موجود تھے۔

(۲) اس مجلس میں نبی ﷺ کی نماز کا ذکر ہوا تھا۔

(۳) سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے محمد بن عمرو بن عطاء کے سامنے حدیث سنائی تھی۔ رہا یہ مسئلہ کہ اس مجلس میں کون کون سے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) موجود تھے تو ان میں سے سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر عبد الحمید بن جعفر (ثقفہ) کی عن محمد بن عمرو بن عطاء والی روایت میں موجود ہے۔

والحدیث یفسر بعضہ بعضاً، والحمد للہ

ایک اور دلیل

محمد بن عمرو بن عطاء کی روایت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ محمد بن اسحاق (بن یسار) نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی (ثقة/تقریب التہذیب: ۳۱۷۰) سے نقل کیا ہے کہ ”كنت بالسوق مع أبي قتادة وأبي أسيد وأبي حميد كلهم يقول: أنا أعلمكم بصلوة رسول الله ﷺ فقالوا لأحدكم: صلّ.....“ الخ میں (سیدنا) ابوقتادہ (سیدنا) ابواسید اور (سیدنا) ابوحمید کے ساتھ بازار میں تھا۔ ان میں سے ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا کہ میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، تو انھوں نے ایک کو کہا: تو نماز پڑھ..... الخ [جزء رفع الیٰسین تحقیقی: ۶ و صحیح ابن خزیمہ: ۶۸۱ و اتحاف الھجرۃ باطراف العشرۃ ج ۱ ص ۸۲ ح ۱۷۴۵۰]

یہ روایت حسن ہے۔ ابن اسحاق نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار کا حدیث میں مقام

محمد بن اسحاق کے بارے میں محدثین کرام کا اختلاف ہے۔ امام مالک وغیرہ نے انہیں کذاب کہا ہے لیکن جمہور محدثین نے انہیں ثقہ و صدوق، صحیح الحدیث اور حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ زیلعی حنفی نے کہا: ”و ابن إسحاق الأكثر علیٰ توثيقه“ اور ابن اسحاق کو اکثر نے ثقہ قرار دیا ہے۔ [نصب الراية ج ۳ ص ۷۷]

عینی حنفی نے کہا: ”إن ابن إسحاق من الثقات الكبار عند الجمهور“

بے شک ابن اسحاق جمہور کے نزدیک بڑے ثقات (ثقة راویوں) میں سے ہے۔

[عمدة القاری ۲۷۰/۷]

محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی نے کہا: ”جمہور علماء نے اس کی توثیق کی ہے۔“

[سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۶]

نیز دیکھئے تبلیغی نصاب از محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی (ص ۵۹۵) و فضائل ذکر (ص ۱۱۷)

احمد رضا خان بریلوی نے کہا:

”محمد بن إسحاق تابعی ثقة إمام السیر و المغازی“

[الامن والعلی ص ۱۷۰]

احمد رضا خان نے مزید کہا:

”ہمارے علماء کرام قدست اسرار ہم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے“

[منیر العین فی حکم تقبیل الالبھائین ص ۲۵ حاشیہ]

تنبیہ: جمہور کی اس توثیق و تعدیل کے مقابلے میں سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ ”محمد بن اسحاق کو گو تارخ اور مغازی کا امام سمجھا جاتا ہے لیکن محدثین اور ارباب جرح و تعدیل کا تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایت حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں انکی روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہو سکتی اور اس لحاظ سے انکی روایت کا وجود اور عدم بالکل برابر ہے۔“

[احسن الکلام ج ۲ ص ۷۰ طبع دوم]

یہ کہنا کہ محمد بن اسحاق پر پچانوے فیصدی محدثین جرح کرتے ہیں، صفدر صاحب کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

بعض لوگوں نے ابن اسحاق کی احکام میں روایات پر جرح کی ہے لیکن جمہور محدثین نے احکام میں بھی انھیں صحیح الحدیث و حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ چند حوالے درج ذیل ہیں:

۱: ابن خزیمہ [ح ۱۱۱، ۱۵، وغیرہ]

۲: ابن حبان [الاحسان: ۷۷۷ و دوسرا نسخہ: ۱۰۸۰، وغیرہ]

۳: الترمذی [ح ۱۱۵ و قال: ہذا حدیث حسن صحیح الخ]

۴: الحاکم [المستدرک ۲۸۶ ج ۱ و قال: ہذا حدیث صحیح الاسناد]

۵: الذہبی [تلخیص المستدرک ۲۸۶ ج ۱ و قال: صحیح]

محمد بن اسحاق کی بیان کردہ فاتحہ خلف الامام کی حدیث کو درج ذیل علماء نے صحیح، حسن اور جید قرار دیا ہے:

تنبیہ: اسنن الکبریٰ للبیہقی میں ”أخبرني مالك“ کا لفظ غلط ہے۔ صحیح ”أحد بني مالك“ ہے۔ دیکھئے اسنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۱۱۸) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۱۸۶۳ دوسرا نسخہ: محققہ ۱۸۱/۵ ج ۱۸۶۶)

۳: محمد بن عمرو عن عباس بن سہل عن ابی حمید رضی اللہ عنہ (البیہقی ۱۱۸/۲) ☆ اس کی سند عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک (مجہول الحال) کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یہی ضعیف روایت سنن ابی داؤد (۷۳۳) میں محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس او عیاش بن سہل کی سند سے ہے۔

۴: محمد بن عمرو بن عطاء عن رجل عن ابی حمید رضی اللہ عنہ۔ الخ ملخصاً [شرح معانی الآثار للطحاوی ۲۵۹/۱] ☆ اس کی سند ضعیف ہے۔ اس کا راوی عبد اللہ بن صالح کا تب اللیث مختلف فیہ راوی ہے۔ اگر یحییٰ بن معین، بخاری، ابو زرہ اور ابو حاتم (وغیرہم) ماہرین اس سے روایت کریں تو روایت صحیح ہوتی ہے، دوسروں کی روایت میں توقف کیا جاتا ہے۔

[دیکھئے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ص ۴۱۴] طحاوی کے دونوں استاد فہد اور یحییٰ بن عثمان اہل الحدق (فن حدیث کے ماہرین) میں سے نہیں ہیں لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے میزان الاعتدال (۴۴۵ - ۴۴۰/۶) و تقریب التہذیب (۳۳۸۸) والجوہر التھی (۳۰۹/۱)

دوسرے یہ کہ اصول حدیث کا ایک طے شدہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک ثقہ راوی اپنے استاد سے تصریح سماع (حدثاً، سمعت وغیرہ) کے ساتھ ایک روایت بیان کرے اور یہی روایت اپنے اور اپنے استاد کے درمیان کسی واسطے سے بیان کرے تو دونوں روایتیں محفوظ ہوتی ہیں لیکن اعتبار اسی روایت کا ہوتا ہے جس میں اس نے اپنے استاد سے تصریح سماع کر رکھی ہو۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۲۸۹، ۲۹۰ دوسرا نسخہ ص ۳۹۲، ۳۹۳، النوع السابع والثلاثون: معرفة المزید فی متصل الاسانید)

مثلاً صحیح بخاری کی ایک روایت ”مجاہد عن ابن عباس“ کی سند سے ہے۔ (بخاری: ۲۱۶)
 جبکہ دوسری روایت میں ”عن مجاہد عن طاؤس عن ابن عباس“ آیا ہے۔ (بخاری: ۱۳۶۱)
 صحیح بخاری کی یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں، انہیں مضطرب قرار دینا غلط ہے۔

تنبیہ: اگر دو سندیں اس طرح ہوں کہ (۱) محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید (۲) محمد بن عمرو عن رجل عن ابی حمید

فرض کریں کہ پہلی سند میں سماع کی تصریح نہیں ہے اور دوسری سند میں رجل مجہول ہے تو بے شک ایسی روایت ضعیف ہو جاتی ہے۔ لیکن ہماری بیان کردہ روایت میں سماع کی تصریح بھی ہے۔ لہذا وہ ”عن رجل“ والی سند سے ضعیف نہیں ہوتی بلکہ یہ بشرط صحت اس کی تائیدی روایت بن جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ عطاء بن خالد والی اس سند میں ”رجل“ سے مراد ”عباس بن سہل“ ہے جیسا کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک (مجہول الحال) کی ضعیف حدیث میں صراحت ہے۔ [دیکھئے الاحسان: ۱۸۶۶]

حافظ ابن حبان کے نزدیک یہ روایت محمد بن عمرو نے سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے اور عباس بن سہل سے بھی سنی ہے۔ [الاحسان نسخہ محققہ ۱۸۲/۵]

فیض الباری کے حاشیے پر لکھا ہوا ہے کہ ”لابأس بضعف الروایة فإنها تکفی لتعین أحد المحتملات“ ضعیف حدیث کے ساتھ دو محتمل معنوں میں سے ایک معنی کا تعین کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ج ۲ ص ۲۲۱)

یاد رہے کہ ابن حبان اور ابو داؤد والی اس ضعیف روایت، جس میں عباس بن سہل کا ذکر موجود ہے، کونیوی حنفی نے ”اسنادہ صحیح“ لکھا ہوا ہے۔ [آثار السنن: ۳۳۹]!!

خلاصۃ التحقیق: عبدالحمید بن جعفر کی بیان کردہ یہ روایت صحیح و محفوظ ہے اور اس پر اضطراب کی جرح باطل و مردود ہے۔

امام محمد بن یحییٰ الذہلی کا اعلان

سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مجلس صحابہ میں بیان کردہ حدیث ”فلیح بن سلیمان:

حدثني العباس بن سهل الساعدي“ کی سند سے بھی مروی ہے

[سنن ابن ماجہ: ۸۶۳ وسندہ حسن، فلیح بن سلیمان من رجال الصحیحین ووثقہ الجہور]

اس حدیث میں شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد تینوں مقامات پر رفع یدین کا اثبات ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام بخاری اور بے شمار محدثین کے استاد امام

محمد بن یحییٰ (الذہلی، متوفی ۲۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ ”من سمع هذا الحديث، ثم لم يرفع يديه. يعني إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع. فصلاته ناقصة“

جو شخص یہ حدیث سن لے پھر بھی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہ کرے

تو اس کی نماز ناقص (باطل) ہے۔ [صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۹۸ ح ۵۸۹ وسندہ صحیح]

یاد رہے کہ امام ذہلی کا یہ قول کسی حدیث یا آثار سلف صالحین کے خلاف نہیں ہے۔

چند اہم نکات و فوائد

۱: امام ابو حاتم الرازی نے ”محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی“ کی حدیث کو

”والحدیث أصله صحیح“ کہہ کر ”فصار الحدیث مرسلاً“ یعنی مرسل قرار دیا

ہے۔ [علوم الحدیث ج ۱ ص ۶۳ ح ۴۶۱، النسخة المحققة ج ۱ ص ۴۲ ح ۴۶۱]

چونکہ محمد بن عمرو بن عطاء (ثقة) نے سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح کر دی ہے لہذا

امام ابو حاتم کا اس روایت کو مرسل قرار دینا غلط ہے۔

۲: عبد الحمید بن جعفر کے بارے میں ابو حاتم الرازی کہتے ہیں: ”محلہ الصدق“

[الجرح والتعديل ۱۰/۶، علل الحدیث ج ۱ ص ۳۸۲ ح ۱۱۴۰، نسخة محققة ج ۲ ص ۵۰۲]

اس پر ابو حاتم کی جرح ”لا یحتج بہ“ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۳۹ ح ۴۷۶۷) باسند صحیح

نہیں ملی لہذا یہ جرح امام ابو حاتم سے ثابت ہی نہیں ہے۔

۳: سیدنا ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات میں سخت اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں: ۳۰ھ، بعض کہتے ہیں: ۶۰ھ یا ۷۰ھ یا ۸۰ھ یا ۲۰ھ

دیکھئے تقریب التہذیب (۶۴۳۶) والإصابة (ص ۱۱۵۵، ۱۱۵۶)

لہذا بعض الناس کا بالجزم آپ کی وفات ۳۰ھ قرار دینا غلط ہے۔

طبقة رابعہ کے راوی ابو الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی نے کہا: ”سمعت أبا أسيد

الساعدي و ابن عباس“ إلخ

[المجم الكبير للطبرانی ۱۹/۲۶۸، ۲۶۹ ح ۵۹۵ وسندہ حسن، وقال البیهقی فی جمع الزوائد ۴/۱۱۴: وإسناده حسن]

جب طبقة رابعہ والے تابعی کا سماع سیدنا ابواسید رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے تو طبقة ثالثہ والے

تابعی کا کیوں ناممکن ہے؟ اس سے بھی ”العلامة الحافظ الصادق“ علی بن محمد المدائنی

کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ سیدنا ابواسید رضی اللہ عنہ ۶۰ھ میں فوت ہوئے، حافظ ذہبی کا اس

قول کو ”وہذا بعید“ (سیر اعلام النبلاء ۲/۵۳۸) کہنا بذات خود بعید اور محل نظر ہے۔

۴: سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے ۴۳ھ اور

بعض نے ۴۶ھ اور ۴۷ھ کہا ہے دیکھئے تہذیب الکمال (۲۴۰/۱۷) آپ کی صحیح

تاریخ وفات نامعلوم ہے۔

یہ کہنا کہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں فوت ہو گئے تھے، دعویٰ بلا دلیل ہے۔

اسی طرح بعض الناس کا یہ کہنا کہ ”سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ سے پہلے روپوش ہو گئے

تھے“ غلط ہے۔

۵: امام لیث بن سعد، امام سعید بن عفیر، امام یحییٰ بن معین اور امام ترمذی وغیر ہم نے کہا

ہے کہ سیدنا ابوققادہ رضی اللہ عنہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ان ائمہ کی تردید کرتے ہوئے ایک

گستاخ شخص لکھتا ہے کہ ”یہ تو سب مشرک و کافر شیطان کرنے والے تھے!“

اس کا یہی جواب ہے کہ ”لعنة الله على الظالمين“ امت مسلمہ کے جلیل القدر ثقہ

اماموں کو ”مشرک“ اور ”کافر شیطان کرنے والے“ کہنے والا شخص سخت گستاخ اور گمراہ ہے۔

۶: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ راوی ایک روایت بیان کرتا ہے، اس کے بعض شاگرد اسے مکمل مطول اور بعض شاگرد مختصر و تلخیص بیان کرتے ہیں۔

مثلاً صحیح بخاری میں مسی الصلوٰۃ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إذا قمت إلى الصلوة فكبر)) الخ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ..... الخ

[کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام والمأموم۔۔ ح ۷۵۷]

اس میں قبلہ رخ ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ قبلہ رخ ہونا نماز کا رکن اور فرض ہے۔ وضو کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔

اس حدیث کی دوسری سند میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”إذا قمت إلى الصلوة فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر“ الخ

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ رخ ہو جا، پس تکبیر کہہ۔ الخ

[صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من رد فقال: عليك السلام ح ۶۲۵۱]

اب اگر کوئی منکر حدیث یہ شور مچانا شروع کر دے کہ پہلی حدیث میں استقبال قبلہ اور وضو کا ذکر نہیں ہے۔ ”اور معرض بیان میں عدم ذکر کتمان ہے جو یہود کا شیوہ ہے!“

تو اس گمراہ و بے وقوف کا شور باطل و مردود ہے۔ اسے سمجھایا جائے گا کہ ایک صحیح روایت میں ذکر ہوا اور دوسری صحیح میں ذکر نہ ہو تو عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ احادیث کی تمام سندیں اور متون جمع کر کے مشترکہ مفہوم پر عمل کرنا چاہئے۔

انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں کہ

”اعلم أن الحديث لم يجمع إلا قطعة قطعة فتكون قطعة عند واحد

وقطعة أخرى عند واحد فليجمع طرقه وليعمل بالقدر المشترك

ولا يجعل كل قطعة منه حديثاً مستقلاً“

اور جان لو کہ احادیث کو ٹکڑوں کی صورت میں جمع کیا گیا ہے۔ پس ایک ٹکڑا ایک

راوی کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کے پاس، لہذا چاہئے کہ احادیث کی

تمام سندیں (اور متون) جمع کر کے حاصل مجموعہ پر عمل کیا جائے اور ہر ٹکڑے کو مستقل حدیث نہ بنایا جائے۔ [فیض الباری ج ۳ ص ۳۵۵]

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

”صد ہا مثالیں اس کی پائے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں، کوئی پوری، کوئی ایک ٹکڑا، کوئی دوسرا ٹکڑا، کوئی کس طرح، کوئی کس طرح۔ جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے“ [فتاویٰ رضویہ نئے جدیدہ ج ۵ ص ۳۰۱]

لہذا جو لوگ یہ شور مچاتے ہیں کہ صحیح بخاری میں سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ والی حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد والارفع یدین نہیں ہے، ان کا شور غلط اور مردود ہے۔

ایک اہم نکتہ

صحیح سند سے ثابت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ و سندہ صحیح]

اور یہ بھی مروی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔

[صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۳۳، ۳۳۵، ۶۹۳، ۶۹۵، وقال الحافظ ابن حجر فی کتابہ موافقۃ الخبر الخبر ۱/۳۰۹، ۳۱۰، ”ھذا حدیث صحیح“!]

ابن جریر نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور یحییٰ بن ایوب الغافقی پر جرح مردود ہے، وہ جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق راوی ہیں اور عثمان بن الحکم نے ان کی متابعت کر دی ہے۔

اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ”ولا یفعلہ حین یرفع رأسہ من السجود“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تنبیہ: یہ روایت حنفی اصول کی رو سے تو صحیح ہے لیکن میرے نزدیک زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لہذا اس نکتے کا استدلال موقوف روایت اور مجموعی احادیث پر ہے۔

صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز کا مفصل ذکر موجود ہے مگر اس میں شروع نماز،

رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور رکعتیں (دور رکعتوں) کے بعد کسی رفع یدین کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس حدیث کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی نماز کے بارے میں فرماتے:

”إن كانت هذه لصلاة حتى فارق الدنيا“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ دنیا سے چلے گئے۔ [صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۲ ص ۲۹۰ ح ۸۰۳]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہی نماز پڑھتے تھے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز تھی۔ اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین ثابت ہے لہذا اس سے خود بخود ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک رفع یدین کرتے تھے۔ جس شخص کو اس سے اختلاف ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح یا حسن ترک رفع یدین کا ثبوت پیش کرے۔ اس استدلال کے بعد ”التحقیق الراسخ فی أن أحادیث رفع الیدین لیس لها ناسخ“ پڑھنے کا اتفاق ہوا تو بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے استادوں کے استاد (شیخ الشیوخ) حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے بھی یہی استدلال کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک رفع یدین ثابت کیا ہے۔ دیکھئے التحقیق الراسخ (ص ۹۰، ۹۱ نوین حدیث) والحمد للہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سجدوں میں بھی رفع یدین ثابت ہے۔

[بحوالہ سنن ابن ماجہ ص ۶۲ ح ۸۶۰ و مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۲ ح ۶۱۶۳]

تو عرض ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیین و جازیین سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی (باب ماجاء فی الجنب والجالص ح ۱۳۱) و تہذیب الکمال (۲۱۴۲-۲۱۴۷) صالح بن کیسان مدنی (وجازی) ہیں۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۲۸۸۴) اس ضعیف سند سے استدلال مردود ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کو بڑا وہم ہوا ہے، انھوں نے بغیر کسی دلیل کے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ انا لله وانا اليه راجعون

۷: بعض الناس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے۔ وجہ اضطراب یہ ہے کہ طحاوی (۱۲۷/۱) و سنن ابی داؤد (ج ۱ ص ۱۰۶ ح ۴۰) میں تورک کا ذکر ہے لیکن سنن ابی داؤد (ج ۱ ص ۱۰۷ ح ۳۳) میں تورک کی نفی (ولم یتورک) ہے۔ عرض ہے کہ ولم یتورک والی روایت (سنن ابی داؤد: ۳۳) بلحاظ سند ضعیف ہے جیسا کہ اس مضمون میں گزر چکا ہے۔ اس کا راوی عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک مجہول الحال ہے۔ اسے حافظ ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی ثقہ نہیں کہا۔ مجہول الحال راوی کی روایت سے اضطراب ثابت کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو دن رات سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ بعض روایات میں ”قالوا جميعاً صدقت“ اور بعض روایات میں ان الفاظ کا نہ ہونا اضطراب کی دلیل نہیں ہے جیسا کہ اسی مضمون میں مفصل و مدلل ثابت کر دیا گیا ہے۔

خلاصۃ البحث والتحقیق: اس مضمون کی ساری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالحمید بن جعفر (ثقة) کی محمد بن عمرو بن عطاء المدنی (ثقة) سے سیدنا ابو حمید الساعدی المدنی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث بالکل صحیح ہے جس میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے..... الخ

یہ روایت بالکل بے غبار ہے اس میں کسی قسم کا اضطراب نہیں۔ جمہور محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کا اس حدیث کی تصدیق کرنا، اس کی واضح دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک رفع یدین کرتے رہے۔



ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی کا اللہ تعالیٰ پر بہتان



قوم اللہ قائمیں ملک سامنے نہایت سکون کے محسوس ہو۔
 دیکھتے خدا اور سرہل سے نواز میں سکون کا محسوس آیا اور کھنکرت علی اللہ علیہ وسلم
 نے ہمارے اندر فریغ پینا سکون کے خلاف فرمایا۔

شیخ الاسلام نے ارشاد فرماتے ہیں۔
 (۱۱) خدا علی موسیٰ بن النبی صلی
 صلوٰۃ علیہ وسلم فرمایا، بن عباس
 النبی اور موسیٰ بن نبی صلی وسلم فرمایا
 کہیں ان ماسکس میں ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
 (۱۲) یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ
 کتبوا اولادکم و اتقوا الصلوات
 اس آیت سے بھی ہمیں کفر سے نواز کے اندر بل پین کے حق پر بل پین ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
 (۱۳) اتقوا الصلوات اتقوا اللہ
 بل پین اور صلوات اور صلوات کے لیے شریعت
 یہ ہمارے پرستش اعلیٰ ہے۔

(۱۴) عن ابن عباس عن النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم قال لا یفرق الادیب
 الا فی صلوات میں صلوات الصلوات

نور القمرین فی اثبات رفع الیدین

انوار خورشید دیوبندی کی کتاب

”حدیث اور اہلحدیث“ کے باب

”ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرنا چاہیے“

کا مکمل جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

تمہارے لئے رسول اللہ (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔

[الاحزاب: ۲۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسَ بَوَاقِعَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

جو شخص پاک (حلال) کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ

رکھے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[سنن الترمذی: ۲۵۲۰ و سندہ حسن، صحیح الجامع ۳/۱۰۴، ووافقه الذہبی/ابو یوسف حسن الحدیث وانھا من جملہ]

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ الامین ، أما بعد :
رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حدثنا إسحاق الواسطي قال: حدثنا خالد بن عبد الله عن خالد عن
أبي قلابة أنه رأى مالك بن الحويرث إذا صلى كبر ورفع يديه وإذا
أراد أن يركع رفع يديه وإذا رفع رأسه من الركوع رفع يديه وحدث
أن رسول الله ﷺ صنع هكذا“

[صحیح البخاری: ۱۰۲/۱: حدیث ۷۳۷، صحیح مسلم: ۱۶۸/۱: حدیث ۹۱، ولفظ مسلم فی الآخر: ”وحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل هكذا“]

ابوقلابہ (تابعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے (نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد) مالک بن الحویرث (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، جب وہ نماز پڑھتے تھے اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے، اور جب رکوع کا ارادہ کرتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے، اور حدیث بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا، اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اور حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا (ہی) کرتے تھے۔
تبصرہ: اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، اس کے مقابلے میں کسی صحیح حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد کی صراحت کے ساتھ ترک رفع یدین یا نسخ رفع یدین قطعاً ثابت نہیں ہے۔

نماز میں رفع الیدین کا مسئلہ انتہائی اہم اور معرکتہ الآراء مسئلہ ہے، اہل سنت کے اکابر علماء نے اس مسئلے کے اثبات پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً امیر المؤمنین فی الحدیث

امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب: جزء رفع الیدین۔ لیکن اہل سنت کے کسی بڑے عالم نے ترک رفع یدین پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔

راقم الحروف نے ”نور العینین فی اثبات رفع الیدین“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب میں رفع الیدین کا اثبات اور مخالفین کے شبہات کا مسکت جواب دے دیا ہے، ابھی تک کسی طرف سے اس کتاب کا جواب نہیں آیا۔ واللہ انوار خورشید دیوبندی نے اہل حدیث کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے ”حدیث اور اہل حدیث“ اس کتاب میں انھوں نے ”ترک“ کا باب باندھ کر رفع یدین کا مسئلہ بھی چھیڑا ہے، راقم الحروف نے ”نور القمرین“ کے نام سے اس کا مکمل جواب لکھا تھا جو چھپ کر پھیل چکا ہے، نور القمرین میں انوار صاحب کے تمام شبہات کا مسکت و دندان شکن جواب دے دیا گیا ہے، انھوں نے جواب الجواب میں خاموشی اختیار کی۔ عام مسلمانوں کو نور القمرین سے بہت فائدہ پہنچا۔ اب اسی جواب کو انوار خورشید صاحب کی اصل عبارتوں کے ساتھ، طبع جدید کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔

نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد والارفع یدین متواتر ہے۔ [دیکھئے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۹۶، ۹۷، لفظ اللآلی المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ ص ۲۰۷، قطف الازہار المتناثرۃ للسبوطی ص ۳۱، ۳۲] ترک رفع یدین یا نسخ رفع یدین نہ تو نبی ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے۔ سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے (تمام) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۵۷۲، وسندہ صحیح] اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کتاب کو کتاب و سنت کی نشر و اشاعت اور میرے لئے ذخیرہ آخرت بنا دے۔ آمین

حافظ زبیر علی زئی

(۸۔ اگست ۲۰۰۴ء)

مسئلہ رفع الیدین اور ”حدیث اور اہلحدیث“

انوار خورشید دیوبندی نے اپنی کتاب ”حدیث اور اہلحدیث“ میں ”ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح“ کے باب کے تحت اڑتیس (۳۸) مرفوع احادیث اور چند آثار صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) و آثار تابعین پیش کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ”تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرنا چاہئے“ اس مختصر مضمون میں ان کے ”دلائل“ مذکورہ کا جائزہ اور اثبات رفع الیدین کے چند دلائل پیش خدمت ہیں:

سب سے پہلے عرض یہ ہے کہ جب ”تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرنا چاہئے“ تو حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات وتر اور عیدین میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟ اگر وہ کہیں کہ وتر و عیدین کے رفع الیدین کی تخصیص دوسرے صحیح دلائل سے ثابت ہے تو عرض ہے کہ رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں کے بعد والے رفع الیدین کی تخصیص بھی دوسرے صحیح دلائل سے ثابت ہے لہذا اس سنت صحیحہ سے انکار کیوں؟ اب انوار خورشید دیوبندی صاحب کے ”دلائل“ اور ان پر مختصر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر ۱:

①
ترك رفع اليدين في غير الافتتاح
 صحیح بخاری کے علاوہ رفع یدین کما جاسے ہے

۱- حدثنا عبد الله بن ايوب البخري محمد بن بن فضال بن عيينة بن عمرو بن دينار قالوا ثنا يحيى بن عيينة بن الزهري عن سالم بن ابيهِ هشال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يجاذى بهما وقال بعضهم حذوا حذوا حتى اذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع لا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدين والمعنى واحد.

حضرت امام زہریؒ، حضرت سالم بن ادریسؒ والارضیت عبد الرحمن بن عوف بن ابي عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے..... سو انہوں نے کہا کہ جب آپ نماز شروع آدھہ فرماتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد آپ رفع یدین نہ کرتے۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ آپ دونوں چیزوں کے درمیان بھی رفع یدین نہ کرتے۔ مطلب سب راویوں کی روایت کا ایک ہی ہے۔

(صحیح ابی عمار ص ۲۵ صفحہ ۱)

تبصرہ:

۱: مسند ابی عوانہ کا موجودہ مطبوعہ نسخہ ہندوستانی دیوبندیوں کا شائع کردہ ہے جسے انہوں نے متعدد نسخوں سے شائع کیا ہے جن میں ایک نسخہ شاہ احسان اللہ السندی رحمہ اللہ کے المکتبۃ الراشدیہ کا ہے۔ [صحیح ابی عوانہ: ۲۳۳۱]

اس نسخہ کے ص ۳۱۲ پر مذکورہ بالا حدیث موجود ہے جس کا متن اس طرح ہے:

”... وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدين والمعنى واحد“

یہی متن انوار صاحب کی ”حدیث اور اہلحدیث“ (طبع چہارم) کے ص ۹۱۲ پر موجود ہے صحیح ابی عوانہ کا ایک دوسرا نسخہ الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے اس میں بھی نسخہ راشدیہ جیسا متن ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ دو قلمی نسخوں میں ”واو“ موجود ہے جسے ہندوستانی ناشرین نے اڑا دیا ہے۔ اس کے بعد دنیا میں جہاں کہیں بھی صحیح ابی عوانہ چھپی ہے، ہندوستانی نسخہ کا عکس ہے۔

۲: صحیح ابی عوانہ کی مذکورہ بالا روایت صحیح مسلم (ج ۱ ص ۱۶۸ ح ۳۹۰) وغیرہ میں بھی ”واو“ کے اثبات کے ساتھ موجود ہے۔

۳: روایت مذکورہ میں امام ابو عوانہ کے کم از کم تین استاد ہیں:

۱: عبداللہ بن ایوب ۲: سعدان بن نصر ۳: شعیب بن عمرو
ان میں سے سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی (۶۹/۲) میں اثبات رفع الیدین
اور ”واو“ کے اثبات کے ساتھ موجود ہے۔

۴: امام ابو عوانہ فرماتے ہیں:

”حدثنا الربیع بن سلیمان عن الشافعی عن ابن عیینة بنحوه“ الخ

(۹۰/۲)

یہ روایت کتاب الام للشافعی (۱۰۳/۱) میں ”واو“ کے اثبات اور رفع الیدین کے
ثبوت کے ساتھ موجود ہے۔ امام ابو عوانہ دراصل راویوں کا اختلاف بیان کر کے یہ سمجھانا چاہتے
ہیں کہ بعض راویوں نے ”ولا یرفع بین السجدتین“ [سنن الکبریٰ للبیہقی ۶۹/۲، کتاب الام ۱۰۳/۱]
اور بعض نے ”ولا یرفعہما بین السجدتین“ کے الفاظ بیان کئے ہیں، جبکہ ”والمعنی
واحد“ مفہوم ایک ہے۔ [صحیح مسلم ۱۶۸۱/۲، ۳۹۰]
امام ابو عوانہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کتاب الام للشافعی، وغیرہ میں یہی روایت
اثبات رفع الیدین کے ساتھ موجود ہے۔

۵: راقم الحروف نے اپنی کتاب ”نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین“ میں یہ ثابت کیا ہے
کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہی روایت تیس (۳۰) سے زیادہ اماموں اور راویوں نے
اثبات رفع الیدین کے ساتھ نقل کی ہے۔ اسی طرح امام زہری رحمہ اللہ سے یہی روایت
تواتر کے ساتھ ثابت ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فإن الروایة عن الزهري بهذا السند بالغة مبلغ القطع باثبات الرفع

عند الرکوع وعند الإعتدال وهي فی الموطأ وسائر کتب أهل الحدیث“

[لسان المیزان ۲۸۹/۵ ترجمہ محمد بن عکاشہ]

امام حازمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وممن رواه الزهري عن سالم ولم یختلف فیہ علیہ ولا اضطراب

في متنه، إلخ اور سالم سے روایت کرنے والوں میں زہری بھی ہیں۔ اس روایت میں ان پر اختلاف نہیں کیا گیا اور نہ اس روایت کے متن میں کوئی اضطراب ہے۔ الخ [مقدمہ کتاب الاعتبار فی النسخ والمسنوخ من الآثار ص ۱۱۶ الوجہ التاسع عشر دوسرا شخص ص ۲۱]

۶: امام ابو عوانہ نے اس حدیث پر رفع الیدين کے اثبات کا باب باندھا ہے لہذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس باب کے تحت وہ رفع الیدين نہ کرنے کی کوئی روایت لے آئیں۔

ایک شخص دکان پر بورڈ لگاتا ہے ”گوشت کی دکان“ جبکہ وہ دکان کے اندر منیاری کا سامان سجائے بیٹھا ہے۔ کیا کوئی شخص اسے صاحب عقل تصور کر سکتا ہے؟ جب عام آدمی ایسا نہیں کرتا تو امام ابو عوانہ سے اس کا صدور کس طرح ممکن ہے؟

۷: عصر حاضر سے پہلے کسی حنفی نے ابو عوانہ کی روایت مذکورہ سے استدلال نہیں کیا اگر ایسی کسی روایت کا وجود ہوتا تو اسلاف حنفیہ اس سے ضرور استدلال کرتے۔

۸: اس روایت میں ”ولا یرفع“ اور ”ولا یرفعہما“ دونوں سے سجدوں والے رفع الیدين کی نفی ہے، رکوع والے کی نہیں۔

۹: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد ثقہ راویوں نے اثبات رفع الیدين نقل کیا ہے مثلاً سالم بن عبد اللہ، نافع اور محارب بن دثار رحمہم اللہ وغیر ہم۔

۱۰: ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رفع الیدين نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارتے تھے۔ [جزء رفع الیدين: ص ۵۳ ح: ۵۵ صحیح النووی فی المجموع شرح المہذب ۲۰۵۳ ص ۳]

حدیث نمبر ۲:

2	<p>حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا الثوری قال أخبرني سالم بن عبد الله عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا اراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع مثلاً يرفع ولا سبب السجدين له (مسند حمیدی ۲ ص ۵۳۷)</p>
<p>امام زہری فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے شہری کا کہنا سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز شروع کرتے تو رفع الیدين کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر رفع الیدين کرتے اور نہ دونوں سجدوں کے درمیان کرتے۔</p>	

تبصرہ:

۱: مسند حمیدی کا موجودہ نسخہ حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی نے ”نسخہ دیوبند“ (نوشہ ۱۳۲۲ھ) سے شائع کیا ہے۔ [مسند حمیدی ج ۱ ص ۳ مقدمہ]

اعظمی صاحب نے (ص ۲۴ مقدمہ، کے بعد) مکتبہ ظاہریہ۔ دمشق کے نسخہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کا سن نوشت ۶۸۹ھ ہے۔ [مقدمہ مسند حمیدی ۱۹۱]

نسخہ ظاہریہ کے مذکورہ نسخہ کی مکمل فوٹو سٹیٹ میرے پاس موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰۰ اب پر مذکورہ بالا حدیث درج ذیل متن کے ساتھ موجود ہے:

”وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع ولا یرفع بین السجدين“

یعنی اس میں ”فلا یرفع“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲: مدینہ یونیورسٹی سے میرے عرب طالب علم دوستوں نے مکتبہ ظاہریہ کا ایک دوسرا مسند حمیدی کا (مکمل) نسخہ بھیجا ہے۔ جس کا سن نوشت تقریباً سا تویں صدی ہجری ہے۔ اس پر امام ابن قدامہ وغیرہ کے سماعت بھی ہیں۔ اس نسخہ کے ص ۱۲۸ الف پر یہی روایت:

”وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع ولا یرفع بین السجدين“

کے متن کے ساتھ موجود ہے۔ ”فلا یرفع“ کے الفاظ نہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ متن حدیث میں ”فلا یرفع“ کا لفظ تیرھویں اور چودھویں صدی کے ہندوستانی ناسخین کا وہم ہے۔

۳: مسند حمیدی کا موجودہ نسخہ (تحقیق الاعظمی) غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے مسند الحمیدی کی تحقیق میں جسے (دار السلام ریاض، لاہور) سے (ان شاء اللہ) شائع کیا جا رہا ہے اس نسخہ کی تقریباً چار سو غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ بطور تجربہ اعظمی صاحب کے نسخہ کا کوئی صفحہ نکالیں اور حاشیہ پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر صفحہ پر غلطی اور غلطیاں موجود ہیں۔ مثلاً ج ۱ ص ۲۲۲ ح ۳۶۹ پر ”أخبرني أبو الشعثاء

جابر بن زید قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "إلخ" ہے حالانکہ یہ سند قطعاً غلط ہے۔ جابر بن زید تابعی ہیں۔ نبی ﷺ سے ان کی ملاقات بالکل ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ورنہ میں ایسی بہت سی مثالیں ذکر کرتا۔ لہذا ایسے غلط نسخہ کی بنیاد پر صحیح متفق علیہ احادیث کو تارپیڈ کرنا انتہائی مذموم حرکت ہے۔

- ۴: عصر حاضر سے پہلے کسی حنفی نے یہ روایت اپنے استدلال میں پیش نہیں کی۔
- ۵: سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے رفع الیدین کا اثبات بالتواتر ہے۔
- ۶: زہری رحمہ اللہ سے رفع الیدین کا اثبات متواتر ہے۔
- ۷: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد شاگردوں نے رفع الیدین کا اثبات نقل کیا ہے۔
- ۸: ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین نہ کرنے والوں کو نکلیاں مارتے تھے۔
- ۹: کسی کتاب کے اگر کسی نسخہ سے کوئی مختلف فیہ روایت نقل کی جائے تو اس کتاب کے دوسرے موجودہ نسخوں کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے۔ [تفصیل کے لئے دیکھئے ص ۲۰۲ مقدمہ ابن الصلاح]
- ۱۰: امام حمیدی سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث معلوم ہو جانے کے بعد بھی رفع الیدین نہ کرے تو اس کی نماز فاسد یا ناقص ہے۔ [دیکھئے التہجد ۹/۲۲۵]
- جب امام حمیدی رفع الیدین کے وجوب کے قائل ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ رفع الیدین کے خلاف روایت بیان کریں؟

حدیث نمبر ۳:

۳- عن عبد الله بن عون الخزاز ثنا مالك عن الزهري عن عطاء بن عبد الله عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما عن ابي بكر بن محمد بن عمرو بن نافع عن ابي اسحق بن عمار عن ابي بصير عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: "كان يرفع يديه اذا فتحت الصلاة ثم لا يعود؛ بعد دوبارہ نہ کرتے۔" (علافاً بتبعين بحواله نصب الراية ۱/۱۰۰)

③

تبصرہ:

نصب الراية کے مذکورہ بالا صفحہ پر اس حدیث کے بعد لکھا ہوا ہے:

"قال البيهقي: قال الحاكم: هذا باطل موضوع، ولا يجوز أن يذکر،

الإعلیٰ سبیل القدح“ بیہقی نے کہا: حاکم نے کہا: یہ (روایت) باطل موضوع ہے اور بغیر اس پر جرح کے اس روایت کا ذکر جائز نہیں ہے۔
یعنی یہ روایت باطل اور من گھڑت ہے۔ انوار خورشید دیوبندی نے روایتی مقلدین کی طرح خاموشی کے ساتھ اس جرح کو چھپا لیا ہے۔
حدیث نمبر ۴:

4- ابن وہب عن مالک بن انس عن ابن شہاب عن صالح بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا فتحت التکبیر للصلاة ، والمدونہ الکبریٰ ۱۵۱:۱
حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے منڈھوں تک جب کہ آپ نماز کی تکبیر شروع کرتے تھے۔

تبصرہ:

اس حدیث میں رفع الیدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔
امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ”معرفة السنن والآثار“ (۱/۵۴۰، ۵۴۱ ح ۵۹۷ طبع بیروت لبنان) میں ابن وہب کی یہی روایت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ موجود ہے۔ [نیز دیکھئے التہذیب ۲۱۱، ۲۱۰/۹]
”المدونۃ الکبریٰ“ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحب مدونہ ”سحون“ تک متصل سند نامعلوم ہے لہذا یہ ساری کتاب بے سند ہے۔ ایک مشہور عالم ابو عثمان سعید بن محمد بن صبیح بن الحداد المغربی صاحب سحون، جو کہ مجتہدین میں سے تھے۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۴/۲۰۵]
انھوں نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔ [ایضاً ۲۰۶]
وہ مدونہ کو ”مدودہ“ یعنی کیڑوں والی کتاب کہتے تھے۔ [العبر فی خبر من عبر ۳۳۳ و فیات ۳۰۲ھ]
عبدالرحمن بن قاسم نے امام مالک سے جو مسائل بیان کئے ہیں ان کے بارے میں امام ابوزرعہ الرازی نے فرمایا: ”فالناس یتکلمون فی ہذہ المسائل“ پس: لوگ ان

[خزائن السنن: ابعاد اص "ع"!]

حدیث نمبر ۶:

6 حدیثنا احمد بن حنبلہ، ابو عبد الرحمن الشافعی، ابو نعیم بن یزید، ابو یزید الجریری، ثنا سمیع بن عبد اللہ ثنا وحقار بن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: السجدة على سبعة اعضاء: اليد اليمنى واليد اليسرى والركبتين والجنبه ورفق اليمين ورفق الشمال والبرص والبرص اذا رطبت البيت وعلى الصفا والمروة و يعرفه وعند رمي الجمار واذا اجتمعت الصلوة، راجع طرائف ۱۱ ص ۱۱۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر کیا کرے: دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹائیوں، اور پشت پر اور رفق یرین اس وقت کیا کر جب توبہ بیت التذکرہ دیکھئے اور صفا و مروہ پر، و توفی عرفہ کے وقت، رمی جمار کے وقت اور جب نماز کے لیے اقامت کہ دی جائے۔

تبصرہ:

۱: اس روایت میں رفع الیدین کے نہ کرنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ نیز دیکھئے

حدیث سابق: ۵:

۲: عطاء بن السائب رحمۃ اللہ علیہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

[الکواکب البیرات ص ۶۱ تا ص ۶۵]

میرے علم میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ رقاء نے عطاء سے قبل از اختلاط سماع کیا تھا۔

حدیث نمبر ۷ تا ۱۴:

7 حدیثنا ہناد بن اکیع عن سفیان بن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد الله بن مسعود الاصلی بکسر صلاۃ رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلی فلورفع يديه الا في اول مرة ، قال وفي السباب عن البراء بن عازب قال قال ابو عبيد بن جراح عن ابن مسعود حديث حسن و به يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم و التا تبیین وهو قول سفیان و اهل الكوفة ، (تمذی ۵ ص ۱۱۳)

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ تکیب تحریر کے وقت رفع یرین کرنے کے علاوہ کسی اور جگہ رفع یرین نہیں کیا، اور ترک رفع یرین کے باب میں حضرت براء بن عازب سے بھی حدیث مروی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور بے شمار اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کے (یعنی صرف صحیح بخاری کے وقت رفع یرین کرنے کے) قائل ہیں اور یہی حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

9 حدیثنا ابو یزید عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: السجدة على سبعة اعضاء: اليد اليمنى واليد اليسرى والركبتين والجنبه ورفق اليمين ورفق الشمال والبرص والبرص اذا رطبت البيت وعلى الصفا والمروة و يعرفه وعند رمي الجمار واذا اجتمعت الصلوة، راجع طرائف ۱۱ ص ۱۱۳

حدیثنا ابو یزید عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: السجدة على سبعة اعضاء: اليد اليمنى واليد اليسرى والركبتين والجنبه ورفق اليمين ورفق الشمال والبرص والبرص اذا رطبت البيت وعلى الصفا والمروة و يعرفه وعند رمي الجمار واذا اجتمعت الصلوة، راجع طرائف ۱۱ ص ۱۱۳

8 حدیثنا احمد بن حنبلہ، ابو عبد الرحمن الشافعی، ابو نعیم بن یزید، ابو یزید الجریری، ثنا سمیع بن عبد اللہ ثنا وحقار بن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: السجدة على سبعة اعضاء: اليد اليمنى واليد اليسرى والركبتين والجنبه ورفق اليمين ورفق الشمال والبرص والبرص اذا رطبت البيت وعلى الصفا والمروة و يعرفه وعند رمي الجمار واذا اجتمعت الصلوة، راجع طرائف ۱۱ ص ۱۱۳

حدیثنا احمد بن حنبلہ، ابو عبد الرحمن الشافعی، ابو نعیم بن یزید، ابو یزید الجریری، ثنا سمیع بن عبد اللہ ثنا وحقار بن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: السجدة على سبعة اعضاء: اليد اليمنى واليد اليسرى والركبتين والجنبه ورفق اليمين ورفق الشمال والبرص والبرص اذا رطبت البيت وعلى الصفا والمروة و يعرفه وعند رمي الجمار واذا اجتمعت الصلوة، راجع طرائف ۱۱ ص ۱۱۳

10 حضرت ابی ذرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس دیکھا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے کپڑے کو دھو رہے تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی اسے دیکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں، لیکن اس کے بعد تو اسے دھو کر رکھ دے۔

11 حضرت ابی ذرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس دیکھا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے کپڑے کو دھو رہے تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی اسے دیکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں، لیکن اس کے بعد تو اسے دھو کر رکھ دے۔

14 حدیث ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عن عامر بن کلیب عن عبدالرحمن الاسود عن علقمة عن عبد اللہ عن الشی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان یرفع یدیه فی ادل تکبیرة ثمر لا یعود - وشرع سانی الا ان یطوی عن الیستط

تبصرہ:

ان تمام روایات میں سفیان ثوری ہیں جو کہ ہر سند میں ”عن“ سے روایت کر رہے ہیں۔ ابن الترمذانی حنفی لکھتے ہیں: ”الثوری مدلس وقد عنعن“ ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ [الجوہر النبی: ۳۶۲۸]

سرفراز خان صفدر صاحب حیاتی دیوبندی، ماسٹر امین اوکاڑوی حیاتی دیوبندی، شیر محمد صاحب مماتی دیوبندی، محمد شریف صاحب کوٹلوی بریلوی اور نیوی وغیرہم نے بھی سفیان ثوری کا مدلس ہونا تسلیم کیا ہے۔

[خزائن السنن ۷/۷۷، مجموعہ رسائل ۳/۳۳۱، آئینہ تسکین الصدور ص ۹۰، ۹۲ وغیرہ، فقہ الفقہ ص ۱۳۴، آثار السنن ص ۱۲۶ تحت ح ۳۸۴، ونی نسخہ آخری ص ۱۹۴]

مدلس راوی کے عنعنہ کے بارے میں سرفراز خان صفدر دیوبندی کی تحقیق حدیث ۵ جواب ۵ میں گزر چکی ہے۔ احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں:

”اور عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے۔“

[فتاویٰ رضویہ: ۲۴۵/۵]

اور مزید لکھتے ہیں ”اور عنعنہ مدلس اصول محدثین پر نامقبول“ [ص ۱۲۶۶ ایضاً]

یزید نے یہ روایت اختلاط کے بعد بیان کی ہے۔ [سنن دارقطنی ۲۹۴۲]

۴: محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”لم یعد“ کا قول یزید بن ابی زیاد کا ”مدرج قول“ ہے۔ [نیل الاوطار ۲/۱۸۰ نیز دیکھئے المدرج الی المدرج للسیوطی ص ۱۶، تلخیص الحیر ۲۳۱]

۵: متعدد محدثین مثلاً امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے اسی کتاب کے سابقہ صفحات دیکھیں۔

حدیث نمبر ۲۲، ۲۴ تا ۲۸:

22) ۲۲- حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

حضرت بلال بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جس وقت نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ نے کبیرہ پڑھی اور فریقین میں سے کسی کو آپ (روزیوں اور نمازوں تک لے گئے۔ پھر دوبارہ (کسی مقام پر) آئے اور فریقین میں سے کسی کو آپ نے کبیرہ پڑھی۔

25) ۲۵- حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

24) ۲۴- حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

27) ۲۷- حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

26) ۲۶- حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

28) ۲۸- حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

حدثنا ابو سکران آدمی احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن محبوب المخرمی ناسی بن عاصم محدث بن من یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن المریر بن عازب قال رأیت رسول اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فکبر ینیدیه حتی ساری بهما اذنیہ ثم لم یعد۔ [در تعلق سے ۱۵ ص ۱۱۳]

تبصرہ:

محمد ابن ابی لیلی ضعیف ہے جیسا کہ حدیث ۵ پر تبصرہ نمبر ۴، ۳ پر گزر چکا ہے۔ طحاوی حنفی بھی اسے ”مضطرب الحفظ جداً“ کہتے ہیں۔ [مشکل الآثار ۳/۲۲۶]

ابن ابی لیلی نے یہ روایت یزید بن ابی زیاد سے سنی تھی۔ [دیکھئے کتاب العلل للاحمد بن حنبل ۱/۱۴۳]

حدیث نمبر ۲۹:

(29) ۲۹۔ حدثنا مسدد بن يحيى عن ابن ابي ذئب عن سعيد بن جهمان عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل في الصلاة رفع يديه مدياً
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو خوب ہاتھ اٹھ کر کے رقع یدین کرتے تھے۔
(ابوداؤد ص ۱۰۸)

تبصرہ:

اس روایت میں تکبیر اولیٰ کے بعد رفع الیدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد کے اسی نسخہ میں ح ۳۸ پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں وہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے پہلے اور بعد والارفع الیدین نقل کرتے ہیں۔ [ج ۱ ص ۱۰۸]
امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ [۳۴۵، ۳۴۲ ح ۶۹۵]
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”ہذا حدیث صحیح“ [موافقۃ الخیر الآخر: ۴۰۹، ۴۱۰]

حدیث نمبر ۳۰:

(30) ۳۰۔ عن نسیم المجمع والبی جعفر القاری عن ابي هريرة انه كان يرفع يديه اذا فتحت الصلاة ويبكين كلما خفضه ووقع ويقول انا شبهكم صلاة برسول الله صلى الله عليه وسلم،
حضرت نسیم المجمع اور حضرت ابو جعفر القاری رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رفع یدین تو نماز شروع کرتے وقت کہتے تھے اور تکبیر پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے ساتھ تم سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔
(التبھیذ لما فی المطا من المانی والاسانید ۶ ص ۱۱۱)

تبصرہ:

اس روایت میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع الیدین کے ترک کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اصول میں یہ بات مقرر ہے کہ عدم ذکر نفی ذکر کے لئے مستلزم نہیں ہوتا۔
[دیکھئے الدرایع الہدایہ ۱، ۱۷۷، الجوہر النقی ۴، ۳۱۷ وغیر ہما]
اس سے پہلی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کا اثبات گزر چکا ہے۔
خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی رفع الیدین ثابت ہے۔
[جزء رفع الیدین ص ۲۲ ح ۲۲، و اسنادہ صحیح]

بلکہ ایک روایت میں ان سے یہ بھی آیا ہے:

أقسم بالله إن كانت لهي صلاة حتى فارق الدنيا لمعجم لابن الاعرابي ۲۲۶

اس کے راوی محمد بن احمد بن عصمہ الرلی کے حالات نہیں ملے لیکن مسند الشامیین للطبرانی (۳۵/۲) میں بعض حدیث میں اس کی متابعت موجود ہے۔ تفصیلی بحث آگے آرہی

ہے۔ ان شاء اللہ

حدیث نمبر ۳۱:

31 - عن عبد الرحیم بن سلیمان عن ابی یزید الخلی عن عاصم بن کلیب عن ابی
عن علی عن المشی علی اللہ علیہ وسلم انه کان
یرفع یدیه فی اول الصلوۃ ثم لا یعود،
(العلل الواردة فی الامارہ، الثبوت، دار طوقی ج ۴ ص ۱۰۷) قلت الف
برفعه عبد الرحیم بن سلیمان وهو ثقة، ناقل،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت
کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں اٹھتے ہیں
کرتے تھے، پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

تبصرہ:

۱: اس روایت پر امام دارقطنی نے جرح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”و وہم فی رفعہ“ یعنی اسے اس کے مرفوع بیان کرنے میں وہم ہوا ہے۔

[العلل الواردة ۳/۱۰۷]

۲: دوسرے یہ کہ العلل الواردة میں عبد الرحیم مذکور تک سند غیر موجود ہے لہذا یہ روایت

بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

حدیث نمبر ۳۲:

32 - ثنا الحسين بن احمد بن منصور سجادة ثنا يثرب
ابو القاسم ثنا كثير بن عبد الله ابو هاشم —
قال سمعت انس بن مالك يقول قال لي النبي
صلى الله عليه وسلم يا سبيئ اذا تقدمت الي
الصلاة فاستقبل القبلة وارفع يديك وكبر
واقامها لك فاذا ركعت فصنع كفيك على ركبتيك
و فرق بين اصابعك وسبيح فاذا رفعت
رأسك فاقم صلبك حتى يقع كل عضو مكانه
واذا سجدت فامكن جبهتك من الارض
وسبيح واذا رفعت رأسك فاقم رأسك فاذا
قعدت فصنع عقبك تحت اليترك واقم
صلبك فانها من سنتي ومن اتبع سنتي فانه
مني ومن هومني فهو معي في الجنة؟
(الكامل في شعائر الرجال لابن عدي ج ۶ ص ۱۰۷)

کثیر بن احمد بن منصور سجاده نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک
رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو نماز کے لیے بیٹھے تو تو قبلہ رو
ہو جا، رقع بین کہ اور تکبیر پڑھ کر اور قراعت کر جہاں سے
کرنا چاہیے پھر جب تو رکوع میں جائے تو دونوں ہتھیلیاں
گھٹنوں پر رکھ اور انگلیاں کھلی رکھ اور رکوع کی آہستہ پڑھ
پھر جب رکوع سے سر اٹھائے تو اپنی کمر بند سے ہاتھ نکال کر
کمر ہضم و اپنی جگہ پر ہاتھ پڑھ کر پھر جب تو سجدہ میں جائے تو
اپنی پیشانی زمین پر رکھ اور (سجدہ) کی تسبیح پڑھ، پھر جب
تو سر اٹھائے تو اپنا سر سیدھا کر کے، پھر جب تو قعدہ کرتے
تو اپنی انگلیوں کو سرنگ کے نیچے رکھے اور رکوع سیدھا کر کے
یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کی پیروی کی وہ
مجھ سے ہے اور مجھ سے ہے وہ جنت میں میرے ساتھ

تبصرہ:

اس روایت میں ترک رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ روایت باطل ہے۔ کامل ابن عدی کے صفحہ مذکورہ سے پہلے (ص ۲۰۸۵ پر) امام بخاری رحمہ اللہ کا قول موجود ہے کہ ”کثیر بن عبد اللہ أبو ہاشم الأبلی منکر الحدیث عن أنس“ اور امام نسائی کا قول لکھا ہوا ہے:

” کثیر أبو ہاشم یروی عن أنس: متروک الحدیث “

امام بخاری کا کسی راوی پر منکر الحدیث کی جرح کرنا (ان کے نزدیک) شدید جرح ہے۔ [دیکھئے میزان الاعتدال ۶/۱ وغیرہ بحوالہ قواعدنی علوم الحدیث تصنیف: ظفر احمد تھانوی دیوبندی ص ۱۵۷ / حاشیہ نمبر ۱۱۱ عدۃ]

بلکہ تہذیب التہذیب (۴۱۸/۸) فی نسخہ ص ۳۷۴ میں لکھا ہوا ہے:

”وقال الحاکم: زعم أنه سمع من أنس، روى عنه أحاديث يشهد القلب أنها موضوعة“ اور حاکم نے کہا: اس نے انس سے سننے کا دعویٰ کیا ہے، اس نے آپ سے ایسی حدیثیں بیان کی ہیں جن کے بارے میں دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ موضوع ہیں۔

حدیث نمبر ۳۳۳:

۳۳ - عن محمد بن عمرو بن عطاء انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فتال ابو سعيد الساعدي انكسرت احفظكم لعلة رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ اكبر جعل يدية حذو متكبيه واذا رجع امسك يدية من ركبته يدهم مصلحنا فاذا رجع رأسه استخفى حتى يود كل ذنبا مسكانه واذا سجد وضع يدية عن يمينه ولا فتا يضمها واستقبل باطراف اصابع يديه القبله فتا ذابلس فلب الركبتيين جلس رجله اليسرى ونصب اليمين فتا ذابلس في الركعة الأخيرة قدم رجله اليسرى ونصب الاخرى وقدم على مقعدته الحدیث (بخاری ص ۱۵۷)

حضرت محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے کہ وہ حضور ﷺ سے اصلاً والسلام کے بہت سے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا ذکر کیا تو ابو سعید ساجدی نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کرتے تھے سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں، میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ حجیر (تختیہ) کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان کے برابر لے جاتے، اور جب کوع کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان پر ہی دیتے پھر اپنی کمر مبارک چمک کر سر اور گردن کے برابر رکھتے پھر کوع سے سر اٹھا کر سیدھے کمر سے ہوجاتے تھے آپ کی کمر کی ہر پہلی اپنی حجیر پر آجاتی اور جب سجد کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر اس طرح رکھتے کہ نہ ہاتھوں کو بچھاسے نہ سر ہٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکوں پر کی طرف رکھتے پھر جب دو رکعتوں پر بیٹھتے تو بائیں پاؤں چمک کر اس پر بیٹھتے اور بائیں پاؤں کھڑا رکھتے پھر جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں آگے رکھتے اور دائیں پاؤں کھڑا کر کے سر زمین کے بل بیٹھتے۔

33

تبصرہ:

یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ لیکن اس میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے ترک کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ محمد بن عمرو بن عطاء کی یہی روایت ایک دوسری سند کے ساتھ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ سنن ابی داؤد (۱۰۶/۱ ح ۷۳۰) سنن ترمذی (۱/۶۷۷ ح ۳۰۴) میں بھی موجود ہے۔ اسے امام ابن خزیمہ (۵۸۷، ۵۸۸) اور امام ابن حبان (الموارد: ۴۲۲، ۴۹۱، ۴۹۲) وغیرہا نے صحیح کہا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہذا حدیث حسن صحیح“ اسے امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہم نے بھی صحیح کہا ہے۔ لہذا انوار خورشید صاحب کا مفصل روایت کو چھوڑ کر مختصر روایت سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ یاد رہے کہ حدیث مذکورہ کا راوی عبد الحمید بن جعفر اکثر علماء کے نزدیک ثقہ ہے۔

[نصب الراية ۳۴۴/۱]

حدیث نمبر ۳۴:

حضرت عبدالرحمن بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اسے اشعری قوم میں ہونا اور عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کر لونا کہ میں نہیں جی علیہ الصلوٰۃ کی نماز سنا دوں جو آپ ہمیں مدینہ طیبہ میں پڑھا یا کرتے ہیں آپ نے وضو کیا اور انہیں دکھایا کہ کیسے وضو کیا جائے آپ نے خوب اچھی طرح سے پانی اعضا، وضو کیا پڑھایا اور جب سایہ ظاہر ہو گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر اذان دی امام سے قریب تر مردوں نے صفت مانگی، ان کے پیچھے بچوں نے اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے۔ پھر اقامت ہوئی اور آپ نماز پڑھنے کے لیے آگے بڑھ گئے۔ آپ نے رفع الیدین کیا اور تکبیر پڑھی۔ پھر سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری تین مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر ستر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سیدھا کیا پھر تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے۔ اس طرح پہلی رکعت میں آپ کی پھر تکبیریں ہوئیں۔ آپ نے دوسری رکعت کے لیے آٹھتے وقت تکبیر کی پھر نماز پوری کر کے اپنے قبیلے والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میری تکبیروں کو یاد کرو اور میرا کوع و سجود سیکھ لو، کیونکہ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نماز ہے جو آپ ہمیں دن کے اس حصے میں پڑھا کرتے تھے۔

عبدالرحمن بن عمر ان ایسا مالک الاشعری جمع قومہ فماتال یا معشر الاشعریین اجتمعوا واجمعوا نساکم! بیتکم اعلکم صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی لنا بالمدينة فاجتمعوا وجمعوا نساہم وابتنا ہم فتوضوا واداہم کیف یتوضوا فتاحصی الوضوء الی امکنہ حتی لمان فناء العنی واکسب الظل تمام فاذن فصفت الرجال فب اذی الصفت وصف الیولان خلفہم وضعت النساء خلف الیولان اتمام الصلوٰۃ فتقدم فرقع یدیه فتکبیر ففتبعنا تحقۃ الکتاب و سورۃ یسزہما فتکبیر فرقع فماتال سبحان اللہ و بحمدہ شدت من شتم فماتال سمع اللہ لمن حمدہ واستوی و شتم کبیر و شتم ساجدا شتم کبیر فرقع راس شتم کبیر فسجد شتم کبیر فتا نھضن قاننا فتکبیرہ فی اول رکعتہ ست تکبیرات وکبیرین فمات الی الرکعتہ الثانیۃ فلما قضی صلاتہما قبیل الی فتیمہ بوجہہ ففج احفظوا تکبیری و تعلموا رکوعی و سجودی فانہا جلدۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البی کان یصلی لساکن الساعۃ من الی الحدیث۔

مجہول ہوتا ہے۔ [الفیہ العراقی ص ۱۴۳ مع فتح الباقی، والافیہ مع فتح المغیث ۱۳۴۱]
یعنی مرسل روایت کو جمہور اہل تحقیق نے رد کر دیا ہے۔

حدیث نمبر ۳۶، ۳۷:

36- عن جابر بن سمرہ قال خرج علينا رسول الله ﷺ فصل الله عليه وسلم فقال مالي ارا كانها اذ شاب خيل شمس اسكتوا في الصلاة - (مسند احمد)

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سہارک سے نکلی کہ ہمارے پاس تشریفات تھے اور میں نے نماز کے اندر رنچ کر رکعت تھے، آپ نے فرمایا کہ تم لوگو! اس طرح رنچ کر رکعت پڑھو، پانا ہوں جیسے دیکھتے ہو گئے ہو گئے کیوں اٹھی ہوئی ہوں، نماز میں سکون اختیار کرو۔

37- عن جابر بن سمرہ قال خرج علينا رسول الله ﷺ فصل الله عليه وسلم ونحن يصعد را فغوا في الصلاة فشاب الخيل الشمس اسكتوا في الصلاة - (مسند احمد)

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سہارک سے نکلی کہ ہمارے پاس تشریفات تھے اور میں نے نماز کے اندر رنچ کر رکعت تھے، آپ نے فرمایا کہ تم لوگو! اس طرح رنچ کر رکعت پڑھو، پانا ہوں جیسے دیکھتے ہو گئے ہو گئے کیوں اٹھی ہوئی ہوں نماز کے اندر سکون اختیار کرو۔

تبصرہ:

۱: اس میں رفع الیدین عند الرکوع وبعده کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے بلکہ یہ روایت تشہد میں رفع الیدین کے بارے میں ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

۲: محدثین کرام و دیگر علماء (مثلاً امام نسائی، امام ابوداؤد، نووی رحمہم اللہ) اور محمد بن الحسن الشیبانی (فی الحجۃ علی اهل المدینة) نے اس پر سلام کے ابواب باندھے ہیں۔

۳: کسی محدث نے یہ روایت ترک رفع الیدین کے باب میں ذکر نہیں کی۔

۴: اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا قیام والے رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف تشہد والے رفع الیدین سے تعلق ہے۔

[دیکھئے جزء رفع الیدین ص ۱۰۱، التلخیص الحجیر ۲۲۱/۱]

۵: جو کام خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اسے شریکھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دینا انتہائی غلط اور قابل مذمت حرکت ہے۔

۶: اگر اس حدیث سے رفع الیدین کا نسخ یا منع ثابت کیا جاتا تو پھر حنفی و دیوبندی و بریلوی حضرات (۱) تکبیر اولیٰ (۲) وتر (۳) اور عیدین والا رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

اگر اس کی تخصیص دوسرے دلائل سے ثابت ہے تو پھر رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی تخصیص بھی احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ دیکھئے علامہ سیوطی کی

قطف الأزهار المتناثرة فی الأحادیث المتواترة . [۳۳۷]

۷: تمیم بن طرفہ رحمہ اللہ کی یہ روایت مخالفین رفع الیدین، قیام والے رفع الیدین کے بارے میں پیش کر رہے ہیں حالانکہ یہی روایت مختصر مسند احمد (۹۳۵) میں ”وہم قعود“ کے الفاظ کے ساتھ بھی موجود ہے۔ یعنی: اور وہ بیٹھے ہوتے تھے۔

۸: متعدد علماء نے اس حدیث سے استدلال کرنے والوں پر کڑی تنقید کی ہے۔ مثلاً: امام نووی رحمہ اللہ اسے ”أقبح أنواع الجهالة بالسنة“ قرار دیتے ہیں۔ یعنی سنت کے ساتھ جہالت کی اقسام میں سب سے بُری قسم۔ [المجموع شرح المہذب ۴۰۳/۲]

۹: اس حدیث کے راویوں مثلاً امام مسلم، امام احمد اور امام ابو داؤد رحمہم اللہ وغیرہم میں ایک سے بھی اس حدیث کی بنیاد پر رفع الیدین کو منسوخ کہنا یا سمجھنا ثابت نہیں۔

۱۰: متعدد دیوبندی علماء نے اس روایت کے ساتھ نسخ رفع الیدین پر استدلال پر تنقید کی ہے۔ مثلاً محمود حسن دیوبندی فرماتے ہیں:

”باقی اذناہ خیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم بوقت سلام نماز اشارہ بالید بھی کرتے تھے۔ آپ نے اس کو منع فرما دیا۔“ [الورد الشذی علی جامع الترمذی ص ۶۳ تقریر حضرت شیخ الہند ص ۶۵]

محمد تقی عثمانی (جن کا دیوبندی سنجیدہ حلقے میں بڑا مقام ہے) فرماتے ہیں:

”لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبه اور کمزور ہے۔۔۔“ الخ

[درس ترمذی: ۳۶۲]

کسے معلوم تھا کہ انوار خورشید صاحب ایسے اُخلاف بھی آئیں گے جو انصاف کا خون کرتے ہوئے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اور احادیث ضعیفہ و موضوعہ اور غیر متعلق روایات پیش کر کے اپنے دیوبندی عوام کو ورغلا نے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

مرسل اور (نمبر ۳۸) ضعیف ہے۔

ان میں بعض روایات کو آٹھ مرتبہ اور بعض کو سات دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اب آپ کی خدمت میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کا اثبات صحیح احادیث سے پیش کیا جاتا ہے۔

اثبات رفع الیدین عند الركوع وبعد الرفع منه

حدیث نمبر:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”رأیت رسول اللہ ﷺ إذا قام فی الصلاة رفع یدیه حتی تکوناً
حذو منکبیه وکان یفعل ذلك حین یکبر للركوع ویفعل ذلك إذا
رفع رأسه من الركوع، ویقول: ((سمع الله لمن حمده)) ولا یفعل
ذلك فی السجود“

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں
ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو ایسا ہی
کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے اور
سجدوں میں آپ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲/۱: ۳۶۶، صحیح مسلم ۱/۱۶۸: ۳۹۰]
اس حدیث کے ایک راوی امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں:
مسلمانوں پر یہ حق (لازمی) ہے کہ اس حدیث کی وجہ سے وہ نمازوں میں رفع الیدین کریں۔
[بخاری درسی ۱۰۲/۱: ۱۱۱]

اس حدیث کے راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے
تھے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲/۱: ۳۹۶، شرح السنۃ للبلغوی ۲/۳: ۲۱۳، وقال: هذا حدیث صحیح]
بلکہ آپ اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ رفع الیدین مذکور نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مارتے تھے۔
[جزء رفع الیدین للبخاری ص ۵۳: ۱۵، ۱۵: ۱۵، امام نووی نے المجموع شرح المہذب ۳/۲۰۵: ۳ میں صحیح کہا ہے]

حدیث نمبر ۲:

مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے پہلے اور بعد والارفع الیدین نقل کیا ہے۔ [صحیح بخاری ۱۰۲/۱ ج ۳۷ صحیح مسلم ۱۶۸ ج ۳۹۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کا یہی عمل تھا۔ (حوالہ مذکورہ)

حدیث نمبر ۳:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نو (۹ھ) کو مسلمان ہوئے۔ [عمدة القاری للعینی الجفی ۴/۵ ج ۲۷]

آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے پہلے اور بعد والارفع الیدین بیان کرتے ہیں۔ [صحیح مسلم ۱۷۳ ج ۴۰۱]

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین مذکور کو روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۴:

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ فی عشرة من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم [سنن ترمذی ۱۷۱ ج ۳۰۴ وقال: "هذا حديث حسن صحيح" صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۹۷ ج ۵۸، صحیح ابن حبان، الاحسان ۱۳ ج ۱۷۱ ج ۱۸۶، صحیح ابن الجارود ص ۷۴، ۷۵ ج ۱۹۲ صحیح البخاری وابن تیمیہ وابن قیم وغیرہم]

حدیث نمبر ۵:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [سنن ابی داؤد ۱۰۸/۱ ج ۳۸ صحیح ابن خزیمہ: ج ۶۹۴، ۶۹۵، صحیح الحافظ ابن حجر کما تقدم]

حدیث نمبر ۶:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

[اسنن اکبری للبیہقی ج ۲ ص ۳۷ وقال: رواه ثقات واقره الذہبی وابن حجر وسنده صحیح]

حدیث نمبر ۷:

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ [ایضاً]

حدیث نمبر ۸:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[سنن ترمذی: ۱۸۰۲ ح ۳۲۳۳ وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، صحیح ابن خزیمہ ۲۹۴، ۲۹۶، ۲۹۸ ح ۵۸۲، صحیح ابن حبان کما فی العمدۃ للنعیمی ۲۷۵/۲۷۶ صحیح احمد بن حنبل و ابن تیمیہ وغیرہما]

حدیث نمبر ۹:

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ [سنن دارقطنی ۲۹۲ ح ۱۱۱۱ و رجالہ ثقات کما فی التلخیص الحمیر ۲۱۹ ح ۳۲۸ / وسندہ صحیح]

حدیث نمبر ۱۰:

جابر بن عبداللہ (سنن ابن ماجہ ص ۶۲ ح ۸۶۸، ابوالزبیر کے سماع کی تصریح مسند السراج قلمی ص ۲۵ و مطبوع ح: ۹۲ پر موجود ہے اور اس کی سند حسن ہے۔)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً عمر رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ وغیرہما سے رفع الیدین مذکور مروی ہے۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں: "والحدیث إذا روى من عشرة فهو متواتر على القول المختار (كما في تدريب الراوي)" [بوادر النوادیر ص ۱۳۶]

یعنی: جب حدیث دس (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے مروی ہو تو وہ قول راجح میں متواتر ہوتی ہے جیسا کہ تدریب الراوی میں لکھا ہوا ہے۔

[تدریب کے حوالہ کے لئے دیکھئے ۷۲/۷۳ او فیہ: وقال الأصبغی: أقله عشرة وهو المختار، لأنه أول جموع الكثرة]

لہذا ثابت ہوا کہ رفع الیدین کے اثبات والی حدیث متواتر ہے۔ اسی لئے متعدد علماء نے رفع الیدین کو متواتر لکھا ہے مثلاً السیوطی، الکتانی، ابن الجوزی، ابن حجر اور الزبیری رحمہم اللہ وغیرہم

انوار خورشید صاحب اور آثار صحابہ

قول نمبر ۱:

① عن الراشدين صفة غير مبركة وقت ريق بين كرتي تھے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ ان سب نے ريق بين كرتي کیا مگر پہلی بجزیر کے وقت نماز کے شروع ہونے تک حضرت اسحاق بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ ہم بھی اس کے اہل تھے ہیں پوری نمازیں۔ (دارالکتب، ج ۱، ص ۲۰۵)

اقول: محولہ بالا دونوں کتابوں (دارقطنی اور بیہقی) میں لکھا ہوا ہے:

”تفرد به محمد بن جابر وكان ضعيفاً“ (ايضاً) یعنی اس روایت میں محمد بن جابر کا تفرد ہے اور وہ ضعیف تھا۔ (اس محمد بن جابر کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے)

قول نمبر ۲:

② عن علقمة انه قال صليت خلفت عبد الله بن مسعود فسلم يرفع يديه عند الركوع وعند رفع الرأس من الركوع فقلت له لم لا ترفع يديك فقال صليت خلفت رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفت ابي بكر وعمر فلم يرفعوا يديهم الا في التكبير التي تفتتح بها الصلاة - (رواه ابن ماجه في ترتيب الشرائع ج ۱ ص ۱۰۰)

اقول: یہ من گھڑت روایت کا سانی حنفی نے بغیر کسی سند کے نقل کی ہے۔ دنیا میں

حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت باسند موجود نہیں ہے۔ (فیما أعلم)

لہذا ایسی موضوع و من گھڑت روایات پیش کر کے اہل حدیث کو صحیح حدیث سے کس طرح

ہٹایا جاسکتا ہے!؟

قول نمبر ۵:

5

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی تیسری تہ کی عطا و رفع پرین نہیں کرتے تھے۔

۱- عن ابرہیم عن عبد اللہ السنہ کان یرفع یدییہ فی اول صلاۃ یستفتح شیخا لا یرنہما (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷ ص ۱۲۶)

حضرت ابراہیمؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز کے شروع میں رن نہیں کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

۲- عن ابرہیم قال کان عبد اللہ لا یرفع یدہ فی صلاۃ الا فی الافتتاح (شرح معانی الآثار للعلوی ۵ ص ۱۷۵)

حضرت ابراہیمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز کے کسی حصے میں رن نہیں کرتے تھے سوائے شروع کے۔

۳- عن ابرہیم عن ابن مسعود کان یرفع یدییہ فی اول شیء یفعل بعد (مصنف عبدالرزاق ۵ ص ۲۷۱)

حضرت ابراہیمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز کے شروع میں رن نہیں کرتے تھے پھر اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔

اقول: یہ روایت سخت منقطع ہے۔ ابن مسعودؓ ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں فوت ہوئے اور ابراہیمؓ ۳۷ھ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

[نیز دیکھئے ص ۱۶۷۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سند پر مضبوط جرح کی ہے۔]

قول نمبر ۶:

6

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تیسری تہ کی عطا و رفع پرین نہیں کرتے تھے۔

۱- احسننا ما لک احسن فی تعبیہ المحبہ و ابو جعفر القناری ان ابا ہریرۃ کان یصلی بہم فنکسر کلما خفض و رفع فقال ابو جعفر القناری وکان یرفع یدییہ حتی ینکسر ویفتتح الصلوۃ۔ (مشکاۃ امام محمد ص ۱۷۵ کتاب الحجہ ص ۱۷۵)

حضرت امام محمدؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں تیسری تہ کی عطا و رفع پرین نہیں کرتے تھے۔

۲- ابو جعفر القناری کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نماز کے شروع میں تیسری تہ کی عطا و رفع پرین نہیں کرتے تھے۔

اقول: اس روایت پر بحث حدیث نمبر ۳۰ کے تحت گزر چکی ہے۔ اور صاف صاف یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے۔

قول نمبر ۷:

7

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع یدین کہتے دیکھ کر
حضرت عائشہ ام المومنین صحابہ میں ڈانڈا لگا کر فرمایا کرتی تھی

عن سہار جمعہ سال عن عبد اللہ یحدث ان
راکب اباہ یرفع یدیه اذا کسبروا اذا اراد ان
یرکع واذا رفع رأسہ من الرکوع قسا لنتہ عن
ذات فریضہ انہ راى رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یصعد - (مسند احمد ۲ ص ۵۵۸)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ
عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے رفع یدین کیا، مجھ پر تو سخت وقت اور
کمزور میں جلتے اور کعبہ سے سر اٹھانے وقت ہنس لے ان سے
اس کے متعلق سوال کروا - انہوں نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔

عن مجاہد قال قال عبد اللہ یحدث ان
یرفع یدیه یصعد رکع وکعبہ ما رفع رأسہ
الزکوة عن ان فعلت لہ ما هذا عن ان الشیخ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام فکعبت
کعبہ و رفع یدیه - (مسند احمد ۲ ص ۵۵۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہما کو رفع یدین کہتے دیکھ کر انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ
عنہما کو روک کر کہتے اور کعبہ سے سر اٹھانے وقت رفع
یدین کہتے دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ کیا ہے - انہوں نے
فرمایا کہ میرا اہل بیت اور صحابہ و کاتبین کے ہاتھ اٹھانے
تھے تو مجھ پر سخت وقت اور رفع یدین کہتے تھے۔

اقول: جابر جعفی (کذاب) اور محارب بن دثار (ثقفہ) کی دونوں روایتیں رفع الیدین کرنے کی زبردست دلیلیں ہیں۔ رہا بعض شاکر دوں کا تحصیل علم کے لئے دلیل کا پوچھنا تو یہ اعتراض کی دلیل نہیں ہے۔ خود سالم رحمہ اللہ وغیرہ سے باسند صحیح رفع الیدین کا کرنا ثابت ہے۔ لہذا جابر جعفی جیسے کذاب وغیر ثقہ راویوں کی روایت کی بنیاد پر امام ابن عمر رضی اللہ عنہما پر کیوں کرا اعتراض ہو سکتا ہے اور اگر ہو بھی تو بات صحابی کی مانی جائے گی نہ کہ بعد میں آنے والے کسی شخص کی، جس کا قول فعل بلکہ اس کی پوری ذات کسی صحابی کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے۔

قول نمبر ۸:

8

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تجزیہ تحریر میرے وقت ہی رفع یدین کیا

۱۔ عن مجاہد قال صلیبت خلف ابن عمر من
یکون یرفع یدیه الا انہ الکتبیرة الاولی
من الصلوة - (شرح معانی آثار علماء دیوبند ص ۵۵۸)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے
پچھ نماز رضی تو انہوں نے رفع یدین نہیں کیا مگر نماز کی پہلی بیعت

عن مجاہد قال ما یفتتح (صنعت ابن ابی شیبہ مشکوٰۃ)
حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے
کو ابتدا نماز کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

اقول: قاری ابو بکر بن عیاش کی اس روایت کو انوار خورشید صاحب نے نمبر ۱، نمبر ۲ اور نمبر ۳ تین دفعہ بیان کیا ہے جبکہ روایت ایک ہی ہے۔ ہمارے مکتبہ میں معرفۃ السنن والآثار کا جو نسخہ موجود ہے (ط دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان) اس کی جلد نمبر ۱ ص ۵۵۶ پر یہ روایت موجود ہے۔ امام بیہقی نے اس پر امام بخاری کی جرح نقل کی ہے۔ امام بخاری کی یہ تحقیق ہے

کہ ابوبکر بن عیاش نے یہ روایت اختلاط کے بعد بیان کی ہے۔ (ص ۵۵۷ ایضاً) امام ابن معین فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابوبکر بن عیاش کا وہم ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

[جزء رفع الیطین ص ۵۶ ح ۱۶]

اس قسم کی ضعیف روایات سے نسخ کشید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اثبات رفع الیطین صحیح بخاری وغیرہ میں صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

قول نمبر ۹:

9 عن عبد العزيز بن حكيم قال رأيت ابن عمر يرفع اذنيه في اول تكبيرة افتتح الصلاة ولسه يرفعهما فيهما سوى ذلك (موطأ امام محمد ص ۹۳)

عبد العزيز بن حكيم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ابتدا نماز میں پہلی تکبیر کے وقت رفع الیطین کرتے تھے گاؤں کے برابر اس کے علاوہ رفع الیطین نہیں کرتے تھے۔

عن مجاهد قال ما رأيت ابن عمر يرفع يديه الا في اول ما يفتتح الصلاة (معرفۃ السنن دلائل ۲۵ ص ۱۱۱)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ابتدا نماز کے علاوہ رفع الیطین کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

اقول: موطأ کے ہمارے نسخہ میں یہ روایت ص ۹۳، ۹۴ پر موجود ہے۔ اس کی سند کا ایک راوی محمد بن ابان بن صالح ہے۔ جس کے بارے میں اسی موطأ کے حاشیہ (التعلیق المحمد ص ۴۷ حاشیہ نمبر ۵) پر عبدالحی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

”محمد بن ابان بن صالح .. وهو ممن ضعفه جمع من النقاد“

یعنی محمد بن ابان بن صالح کو ناقدین حدیث کی ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے۔

اس کے بعد انھوں نے محمد بن ابان مذکور پر ابوداؤد، ابن معین، بخاری اور نسائی وغیرہم کی جرحیں نقل کی ہیں۔

قول نمبر ۱۰:

(10)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو رفع یدین کرتے ہوئے حضرت
حضرت میمونؓ کا حضرت ابن عباسؓ کے پاس جا کر جرح کرنا

حضرت میمونؓ کی بے سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے گوگل کو نماز پڑھانی تو ابتدا نماز کو جرح کیا اور سجدہ میں جاتے اور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت و وقت تبدیل سے اشارہ کیا، میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس جا کر کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ اگر کسی کو بھی اس طرح نماز پڑھتے ہوئے میں دیکھا ہوں، عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تم کو پسند ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کو دیکھو تو ابن زبیرؓ کی اقتدار کرو۔

عن میمون المسک انہ رای عبد اللہ بن الزبیر و صلی بہم یشیر بکفہ حسین یمتہ و وحین یرکع و حین یرسجد و حین یرکع للقیام یمتہم فیشر بیدہ فالطقت ان ابن عباس فقلت ان رأیت ابن الزبیر یصلی صلوٰۃ لم ارحمہا فوصفت لہ الاشارة فمتال ان احببت ان تنظر فی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانتہد بصلوٰۃ عبد اللہ بن الزبیر۔ (ابوداؤد ص ۱۵۸)

اقول: اس روایت کے راوی میمون المکی کے بارے میں خلیل احمد سہارنپوری اٹیٹھوی صاحب لکھتے ہیں: ”مجہول“ [بذل اللجود ۴/۴۱۱، ص ۳۵۹] اور فرماتے ہیں: ”فی سندہ عبد اللہ بن لہیعہ وهو ضعیف“ (ص ۴۱۱) اس روایت میں مختلف کا اختلاط اور مدس کا اعتنعنہ بھی موجود ہے۔ لہذا اس سے استدلال کرنا بڑی مذموم حرکت ہے۔

قول نمبر ۱۱:

(11)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے صاحبزادے حضرت یحییٰ کا فرمان

حضرت محمد بن یحییٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتا ہوں، حضرت عبادؓ نے فرمایا اے میرے بھتیجے میں نے نہیں دیکھا ہے کہ تم ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء میں ہی فقط رفع یدین کرتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہیں اور رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

وقب المواہب اللطیفۃ واخرج البیہقی فی خلاصیاتہ عن الحاکم بسندہ الی حفص بن غیاث عن محمد بن ابی یحییہ قال صلیت الی جنب عباد بن عبد اللہ بن الزبیر قال فجمعت ارفع یدعم فی کل رفع و وضع قال یا ابن ابی ایتک ترفع فی کل رفع و خفض وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا احدث صلوٰۃ رفع یدید فی اول صلوٰۃ ثم لم یرفعہما فی شیئی حتی یرفع۔ (بط الیومین للقرطبی ص ۳۵)

اقول: اس روایت کی سند ضعیف اور مرسل ہے۔ جیسا کہ ص ۹ حدیث نمبر ۳۵ پر گزر چکا ہے۔ انوار خورشید صاحب کے پیش کردہ آثار صحابہ ختم ہوئے۔

ان آثار کے بارے میں امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کا عام اعلان ہے:
”کسی صحابی سے بھی رفع الیدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔“

[جزء رفع الیدین ص ۱۱۰ ح ۲۰ ص ۱۵۲ ح ۷۶، المجموع ۳/۴۰۵]

اب آپ کی خدمت میں ان صحابہ کرام کے نام مع حوالہ پیش کئے جاتے ہیں جو کہ
رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے۔

آثار صحابہ اور رفع الیدین کا اثبات

- ① ابن عمر رضی اللہ عنہما [صحیح بخاری: ۷۳۹]
- ② مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری: ۷۳۷ و صحیح مسلم: ۳۹۱]
- ③ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ [سنن الدارقطنی ۲۹۲ ح ۱۱۱۱ و سندہ صحیح]
- ④ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۶۲]
- ⑤ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [ایضاً ۷۳۲]
- ⑥ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ و سندہ صحیح]
- ⑦ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵ و سندہ صحیح]
- ⑧ انس رضی اللہ عنہ [جزء رفع الیدین: ۲۰ و سندہ صحیح]
- ⑨ جابر رضی اللہ عنہ [مسند السراج: ۹۴ و سندہ حسن]
- ⑩ عمر رضی اللہ عنہ [مسند الفاروق ۱۶۵، ۱۶۶ و سندہ حسن]

سعید بن جبیر رحمہ اللہ (تابعی مشہور) فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی ۷۵۲]

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں۔ دیکھئے جزء رفع الیدین وغیرہ لہذا اثبات ہوا کہ صحابہ کرام سے بھی رفع الیدین کا اثبات ہی ثابت ہے۔ نفی یا نسخ وغیرہ قطعاً ثابت نہیں ہے۔

آثار تابعین اور ترک رفع یدین

اس کے بعد انوار خورشید صاحب نے آثار تابعین پیش کئے ہیں ان کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

قول نمبر ۱:

①

ترک علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے
اہل و تلامذہ ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے

عن شعبہ عن ابی اسحق قتال کان اصحاب
عبداللہ واصحاب علی لا یرفعون ایدیہم الا
فی افتتاح الصلوۃ قتال وکیع شوارب یوحنا
رضی اللہ عنہما

حضرت ابواسحق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور
علی رضی اللہ عنہما کے اصحاب و شاگرد صرف نماز کو ابتداء میں
رفع یدین کرتے تھے، حضرت وکیع فرماتے ہیں کہ پھر اس کے
بعد کسی مقام پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اقول: ان اصحاب عبداللہ اور اصحاب علی (رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک کا نام بیان نہیں کیا گیا لہذا یہ سارے اشخاص مجہول ہیں۔ اگر ان سے مراد ثقہ حضرات تھے تو ان کا نام ظاہر نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

دوسرے یہ کہ اگر یہ اشریح صحیح ہے تو حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

تقوت وتر اور عیدین میں رفع الیدین کرنے والے یہ اثر پیش نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی زد میں ان کے یہ دونوں رفع الیدین بھی آتے ہیں۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا

قول نمبر ۲:

②

حضرت ابواسحق سیدنی، امام شافعی اور ابراہیم شافعی
تینوں ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے

قتال عبدالمسلک و رأیت الشافعی و ابراہیم
و اباسحق لا یرفعون ایدیہم الا
یقتنون الصلوۃ - (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵۸۱)

حضرت عبدالملک بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی
ابراہیم شافعی اور ابواسحق سیدنی کو دیکھا ہے یہ لوگ ابتداء نماز
کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ”میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔“
[نصب الراية للريلى الحنفى ۲/۴۹، العلل الصغیر للترمذی ص ۸۹۱ وسندہ حسن]

قول نمبر ۷:

7
حضرت عیسیٰ بن ابی حازمؒ بھی ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے
عن اسماعیل بن قتال کان فتیٰ یرفع یدیه اول ما حضرت اسماعیل فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن ابی حازمؒ ابتداء نماز
بیدخل فب الصلوۃ ثم لا یرفعهما۔ میں رفع یدین کرتے تھے پھر اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔
(مسند ابن ابی شیبہ ۱ ص ۱۲۳)

اقول: اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہیں۔ [رسالہ: اسماء عرف بالتدلیس للسيوطی، ص نمبر ۳]
انھوں نے اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں کی لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

قول نمبر ۸:

8
حضرت عبد الرحمن بن ابی علیؒ بھی صرف ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے
عن سفیان بن مسلم الجہنی قتال کان حضرت سفیان بن مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن
ابی علیؒ یرفع یدیه اول شیء اذ کتب، ابی علیؒ صرف ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے جب تک کہ
(مسند ابن ابی شیبہ ۱ ص ۱۲۳)

اقول: سفیان بن مسلم، اگر تصحیف نہیں ہے تو اس کے حالات مجھے نہیں ملے۔

قول نمبر ۹:

9
حضرت یحییٰؒ بھی صرف ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے
عن الحجاج بن اسد طلحہ عن خبیثۃ وابیہم حضرت یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰؒ اور حضرت ابیہم
قتال کان لا یرفعان الیہما الا فی بدء الصلوۃ، دونوں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز کے شروع میں۔
(مسند ابن ابی شیبہ ۱ ص ۱۲۳)

اقول: حجاج بن ارطاة ضعیف ہونے کے ساتھ مدلس بھی ہے۔

وقال السيوطي في أسماء المدلسين (ص ۹۵): مشهور بالتدليس

علامہ زیلعی حنفی نے کہا: والحجاج بن أرطاة ضعيف [نصب الراية ۹۲/۱]

آثار تابعین پر تبصرہ ختم ہوا۔

قارئین کرام! انوار خورشید صاحب کے پیش کردہ آثار تابعین میں صرف تین اثر (ابراہیم نخعی، عامر الشعسی اور ابواسحق) بلحاظ سند صحیح ہیں۔ باقی تمام آثار اصول محدثین کی روشنی میں ضعیف و ناقابل حجت ہیں۔ یہ تینوں آثار بھی عدم رفع الیدین قبل الركوع و بعدہ پر نص صریح

نہیں ہیں۔ حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات وتر اور عیدین میں رفع الیدین کرتے ہیں جو کہ ان دونوں آثار کے (بظاہر) خلاف ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ وتر اور عیدین کی تخصیص دیگر دلائل سے ثابت ہے تو مؤدبانہ عرض ہے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کی تخصیص متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

لہذا اہل حدیث کے خلاف ان دونوں آثار سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔
 دوسرے یہ کہ جب نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے رفع الیدین کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے تو کون ایسا مومن ہے جو نیچے اتر کر ایک آدھ تابعی کے عمل کو دیکھے گا!!
 انوار خورشید صاحب اور ان کی کمپنی کی تسلی کے لئے چند تابعین کی صحیح روایات پیش خدمت ہیں جو کہ رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے:

اثبات رفع الیدین اور تابعین

- ۱: محمد (ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ) رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین کرتے تھے۔
[مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۵۱ ح عن معاذ عن ابن عون عنہ و اسنادہ صحیح]
- ۲: ابو قلابہ بصری [ایضاً ح عن ابن علی عن خالد عنہ و اسنادہ صحیح]
- ۳: وہب بن منبہ [مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۶۹ ح ۲۵۲۴ و اسنادہ صحیح، التمهید ۲۲۸/۹
وعبدالرزاق صرح بالسماع عنہ]
- ۴: سالم بن عبداللہ المدنی [جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۳۶ ح ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۵: القاسم بن محمد المدنی [ایضاً: ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۶: عطاء بن ابی رباح المکی [ایضاً: ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۷: مکحول الشامی [ایضاً: ۶۲ و اسنادہ حسن]
- ۸: نعمان بن ابی عیاش [جزء رفع الیدین ص ۱۳۵ ح ۵۹ و اسنادہ حسن]
- ۹: طاؤس [اسنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۴ و اسنادہ صحیح]
- ۱۰: سعید بن جبیر [ایضاً ص ۷۵ و اسنادہ صحیح]
- ۱۱: قاسم بن خمیرہ رکوع کے وقت رفع الیدین کے قائل تھے۔
[جزء رفع الیدین: ۶۰ و سندہ صحیح]
- ۱۲: الحسن البصری [مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۵۱ ح ۲۳۳۵ و سندہ صحیح]

ترک رفع یدین اور علماء

آخر میں انوار خورشید صاحب نے چند علماء کے حوالے پیش کیے ہیں جن سے ترک رفع الیدین مروی ہے:

۱: سفیان ثوری ۲: اسحاق بن ابی اسرائیل ۳: امام ابوحنیفہ ۴: امام مالک
۵: امام نووی ۶: اہل مدینہ ۷: اہل کوفہ ۸: اجماع فقہاء
حالانکہ ان اقوال میں سے کوئی ایک قول بھی ثابت نہیں ہے سوائے اسحاق بن ابی اسرائیل یا سفیان ثوری کے۔

① حضرت سفیان ثوریؒ بھی صرف بخیر تحریر کے وقت ہی رفع یدین کا مالک تھے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اور اسی کے ذکر صرف بخیر تحریر کے وقت الایمان الترمذیؒ و هو قول سفیان و اہل الکوفہ ترمذیؒ ص ۱۵۷ (ترجمہ اور اہل کوفہ)

۱: امام ترمذی (جو کہ سفیان ثوری کی وفات کے بہت بعد پیدا ہوئے) نے یہاں سند بیان نہیں کی۔ اگر کتاب العلیل کی عبارت کو مد نظر رکھا جائے تو سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول مرفوع احادیث اور آثار صحابہ کے مقابلے میں مردود ہے۔

② حضرت ابن ابی اسحاقؒ بھی صرف بخیر تحریر کے وقت ہی رفع یدین کا مالک تھے حضرت ابن ابی اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ ہم بھی اسی کو ذکر رفع یدین کے وقت الایمان الترمذیؒ و هو قول سفیان و اہل الکوفہ ترمذیؒ ص ۱۵۷ (ترجمہ اور اہل کوفہ)

۲: اسحاق بن ابی اسرائیل اگرچہ صدوق راوی ہے لیکن مسلمانوں کے بڑے اماموں میں سے نہیں ہے۔ امام بغوی کہتے ہیں: ”کان ثقة ماموناً إلا أنه کان قلیل العقل“ امام ابو زرعة نے کہا: ”عندي أنه لا يكذب وحدث بحديث منكر“ امام احمد نے کہا: ”واقفي مشنوم إلا أنه صاحب حديث كيس“ [تہذیب التہذیب ۱/۱۹۶] ایک قلیل العقل (کم عقل) شخص کا کوئی کام کرنا یا نہ کرنا دین اسلام میں کیا وزن رکھتا ہے؟

3

حضرت امام ابوحنیفہ کا مسک

قال محمد السنبة ان يكبر الرجل في
صلاة ثم كلما خفض وكلما رفع واذا انحط السجود
كبر واذا انحط للسجود الثاني كبر فاما
رفع اليدين في الصلاة فانه يرفع يديه
حذوا لاذنين في ابتداء الصلاة مرة واحدة
شعرا لا يرفع في شئ من الصلاة بعد ذلك
وهذا كله قول ابي حنيفة
(سما امام محمد)

حضرت امام محمد فرماتے ہیں سنت سے پہلے کہ نماز اپنی نماز
میں سر اٹھتے بیٹھتے بھیجے جب پہلے سجدے میں جاسے
تو بھیجے جب دوسرے سجدے میں جاسے تو بھیجے کہہ کر
رفع دین تو وہ ابتداء نماز میں صرف ایک مرتبہ کا نون کلم
کہے اس کے بعد نماز میں کسی بھی بھی رفع دین نہ کرے، اور یہ
سب حضرت امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

۳: امام ابوحنیفہ کے قول کا راوی محمد بن الحسن الثیبانی ہے۔ اس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے اپنی تاریخ (ج ۲ ترجمہ ۱۷۷) میں کہا ہے ”لیس بشئی“ بلکہ ان کا ایک دوسرا قول یہ ہے کہ ”جہمی کذاب“ [کتاب الضعفاء للعقلمی ۵۲۴ و سندہ صحیح] (لہذا ایسے شخص کی نقل کا محدثین کے نزدیک کیا مقام ہو سکتا ہے؟) اور اگر اس نقل کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو بھی دیوبندیہ کو مفید نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں وتر اور عیدین کی تخصیص موجود نہیں۔ جب امام ابوحنیفہ۔۔۔ بشرط صحت۔۔۔ نماز میں کسی جگہ بھی رفع الیدین نہ کرنے کے قائل و فاعل تھے تو پھر ان کا نام لینے والے حضرات نماز وتر اور عیدین میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

4

حضرت امام مالک کا مسک

قال، و قال مالك لا اعرف رفع اليدين
ف شي من تكبير الصلاة لا
خفض ولا في رفع الا في افتتاح الصلاة
(المؤنة الكبرى ج ۱ ص ۱۱۳)

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا رفع الیدین کو نماز کی کبھی
بھی بھیجے نہیں نہ جھکتے ہوئے نہ اٹھتے ہوئے سوا کے اٹھانے
نماز کے۔

۴: امام مالک کا حوالہ موطا سے نہیں بلکہ سخون کی کتاب المدوۃ الکبریٰ (دیکھئے: ۲۱۱) کے ص ۶۸ و فی نستینا ص ۷۱) سے رفع الیدین کی مخالفت میں نقل کیا گیا ہے۔ حالانکہ موطا امام مالک میں امام مالک رفع الیدین کرنے کی حدیث لائے ہیں۔ (روایت عبدالرحمن بن القاسم ص ۱۱۳ ج ۵۹) جب امام مالک کی اپنی کتاب میں رفع الیدین کا ثبوت موجود ہے تو پھر سخون کے بے سند حوالہ کی کیا ضرورت ہے؟

سخون کی اگرچہ بہت سے اماموں نے تعریف و توثیق کی ہے اور وہ صدوق راوی ہیں لیکن امام ابو یعلیٰ لخلیلی فرماتے ہیں:

”لم یرض أهل الحدیث حفظه“

یعنی محدثین کرام اس کے حافظہ پر خوش نہیں ہوئے۔ [الارشاد: ۲۶۹، ص ۱۱۲]

تنبیہ: کتاب المدونہ سخون سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔

امام مالک سے درج ذیل فقہ راویوں نے رکوع سے پہلے اور بعد الارفع الیدین نقل کیا ہے:

① اشہب

② ولید بن مسلم ③ سعید بن ابی مریم

④ ابو مصعب ⑤ ابن عبد الحکم

⑥ ابن وہب رحمہم اللہ [حوالوں کے لئے دیکھئے نور العینین ص ۱۷۴]

بلکہ امام اشہب فرماتے ہیں کہ امام مالک وفات تک رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔

[اتمہید ۲۲۲، ۹]

امام ابو العباس القرطبی رحمۃ اللہ علیہ، امام خطابی اور امام بغوی نے تصریح کی ہے کہ امام مالک

کا آخری عمل رفع الیدین کرنا تھا۔ [طرح التقریب، ۲۵۴، معالم السنن ۱۹۳، شرح السنۃ ۲۳۳]

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین [ص ۱۷۳، ۱۷۴]

⑤ کسی بھی تمام پر رفع الیدین کے واجب نہ ہونے پر اجماع
مشال النورح " اجمعت الامم علی
استحباب رفع الیدین عند تکبیرة الای
واختلفوا فیما سواها وانما
علل استنباط شکی من الرفع
(نوہ فرغ سلم اصطلاح)
یعنی کسی تمام پر بھی واجب نہیں۔

۵: امام نووی رفع الیدین کے قائل و فاعل ہیں لہذا ان کا قول دیوبندیہ کو مفید نہیں۔

دوسرے یہ کہ اگر تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کوئی شخص جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس

”مستحب“ کے ترک پر اس شخص پر کوئی گناہ ہے یا نہیں؟ چلئے بسم اللہ کیجئے تکبیر تحریمہ، تورا اور

عیدین والارفع الیدین اپنے گھر میں ختم کیجئے بعد میں فقہائے محدثین کے خلاف لکھیں!

محمد بن سیرین، سالم، ابوبکر، وہب، عطاء اور سعید بن جبیر وغیرہم رحمہم اللہ رفع الیظین کے قائل و فاعل تھے۔

کیا یہ سب فقہاء کی فہرست سے خارج ہیں؟
فقہاء کا یہ کیسا جعلی اجماع ہے جس سے بڑے بڑے صحابہ اور جلیل القدر تابعین وغیرہم خارج ہیں۔ انا لله وانا اليه راجعون۔
اب ان چند ائمہ مسلمین کے حوالے پیش خدمت ہیں جو کہ رفع الیظین کے قائل و فاعل تھے:

ائمہ مسلمین اور رفع الیظین

- ۱: امام مالک [دیکھئے سنن الترمذی: ۲۵۵]
- ۲: امام شافعی [کتاب الام ص ۱۰۴ ج ۱]
- ۳: امام احمد [مسائل احمد لابن داود البجستانی ص ۲۳]
- ۴: امام علی بن عبداللہ المدینی [نسخہ نسخ صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۲]
- ۵: امام اسحاق بن راہویہ [معرفة السنن والآثار للبيهقي، قلمی ج ۱ ص ۲۲۵ جز ۲۲۹ ج ۱ ص ۲۹ ج ۱]
- ۶: امام اوزاعی [التبديد ج ۹ ص ۲۲۶]
- ۷: امام ابن المبارک [تاویل مختلف الحدیث ص ۶۶ لابن قتیبة و اسنادہ صحیح]
- ۸: محمد بن یحییٰ الذہلی [صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۹۸ ج ۱ ص ۵۸۹]
- ۹: عبدالرحمن بن مہدی [جزء رفع الیظین: ۱۲۱ و اسنادہ صحیح]
- ۱۰: ابوالولید الطیالسی [المعجم لابن الاعرابی ج ۲ ص ۴۱۰، ۴۱۱]
- ۱۱: عبداللہ بن الزبیر الحمیدی [جزء رفع الیظین ص ۲۸ ج ۱]
- ۱۲: یحییٰ بن معین [اليضاح ۱۲۱]
- ۱۳: علی بن الحسن [جزء رفع الیظین ص ۷۵ ج ۱]

- ۱۴: عبداللہ بن عثمان [ایضاً: ۷۵]
- ۱۵: یحییٰ بن یحییٰ [ایضاً: ۷۵]
- ۱۶: عیسیٰ بن موسیٰ [ایضاً: ۷۵]
- ۱۷: کعب بن سعید [ایضاً: ۷۵]
- ۱۸: محمد بن سلام [ایضاً: ۷۵]
- ۱۹: عبداللہ بن محمد المسندی [ایضاً: ۷۵]
- ۲۰: محمد بن نصر المروزی [مقدمۃ اختلاف العلماء ص ۱۵]
- ۲۱: ابواحمد الحاکم [شعار اصحاب الحدیث ص ۴۷]
- ۲۲: امام بخاری وغیرہم رحمہم اللہ جامعین۔

خلاصہ یہ کہ ائمہ مسلمین کی گنتی میں بھی اہل الرائے حضرات بہت پیچھے ہیں۔ ایک دو اماموں سے (غیر صریح) ترک رفع الیدین کا ثابت ہو جانا رفع الیدین کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

عجیب شرطیں:

دلائل کے میدان میں تہی دامن ہونے کے بعد انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:

”کسی بھی صحیح و صریح حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ نے رکوع والے رفع الیدین کا حکم دیا ہے۔“ [حدیث اور الحدیث ص ۴۲۳]

خورشید صاحب اور ان کی پارٹی کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ اہل حدیث کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان اور صحیح ابن الجارود وغیرہ کتابوں میں متواتر اسانید کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور کسی ایک روایت میں بھی باسند صحیح اس کا ترک یا نسخ قطعاً ثابت نہیں ہے۔ رہا یہ کہ حکم ثابت کریں تو یہ ایک مناظرانہ مغالطہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ دیوبندی

و بریلوی حضرات کی یہ عادت ہے کہ اگر فعل ثابت ہو تو قول کا مطالبہ کرتے ہیں جیسا کہ مسئلہ رفع الیدین اور اگر قول ثابت ہو تو فعل کا مطالبہ کرتے ہیں جیسا کہ مسئلہ وتر (دیکھئے رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۲۵۷) اگر قول و فعل دونوں ثابت ہوں (جیسے مسئلہ إذا أقیمت الصلوٰۃ فلا صلاۃ إلا المکتوبۃ) تو آثار صحابہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر اہل حدیث کتاب و سنت و آثار صحابہ بھی پیش کر دیں جیسے مسئلہ وتر تو یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ ”مگر ان (صحابہ کرام) کا اپنا اجتہاد تھا۔ جو احادیث مرفوعہ کثیرہ کے مقابلے میں حجت نہیں“ (رسول کریم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۲۵۹) یہ تلاعب بالبدین نہیں تو اور کیا ہے؟

اس قسم کے خود ساختہ مطالبوں اور باطل شرطوں کی بنیاد پر دیوبندی و بریلوی حضرات کا یہ خیال ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو تحریک اہل حدیث کی کتاب و سنت کی دعوت سے دور ہٹادیں گے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ابھی تین چار دن پہلے کی بات ہے کہ ایک دیوبندی مولوی نے بعض نوجوانوں کو انوار خورشید صاحب کی کتاب ”حدیث اور اہلحدیث“ دی۔ دیوبندی نوجوان یہ کتاب اپنے گاؤں کے اہل حدیث عالم جناب رحمت الہی محمدی صاحب کے پاس لے آئے۔ یہ گاؤں جی ٹی روڈ گوندل سٹاپ ضلع (انک) کے قریب ہے اور اس کا نام ”لنڈی“ (اعوان آباد) ہے۔ جب رحمت الہی محمدی صاحب نے ”حدیث اور اہلحدیث“ کے اندر پیش کردہ حوالوں میں انوار خورشید صاحب کی خیانتیں ثابت کر دیں تو تین نوجوان اہل حدیث ہو گئے اور علانیہ رفع الیدین کی سنت پر عمل شروع کر دیا۔

اللہم ثبت أقداهم ، آمین

ایک مکروہ مغالطہ:

انوار خورشید صاحب نے جو ضعیف و موضوع یا صحیح غیر متعلق ”دلائل“ پیش کر کے لکھا ہے: ”لیکن مندرجہ بالا احادیث و آثار اور اقوال ائمہ مجتہدین اور اجماع امت کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ رکوع والا رفع الیدین سنت مؤکدہ، سنت متواترہ بلکہ واجب بلکہ

فرض ہے، نہ کرنے سے نماز ناقص ہو جاتی ہے بلکہ باطل ہو جاتی ہے۔۔۔ الخ

[حدیث اور ابجدیث ص ۴۲۴]

قارئین کرام!

آپ نے دیکھ لیا کہ انوار خورشید صاحب نے ضعیف و موضوع یا غیر متعلق احادیث اور اسی طرح ضعیف السنہ آثار اور غیر ثابت (سوائے معدودے چند) اقوال و افعال علماء پیش کئے ہیں۔ جبکہ ہم نے صحیح و متواتر مرفوع احادیث، صحیح آثار صحابہ، صحیح آثار تابعین اور صحیح و ثابت اقوال و افعال علماء پیش کئے ہیں۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ حق کس طرف ہے؟

۱: رفع الیدین کا ثبوت نبی ﷺ سے متواتر احادیث سے پیش کر دیا گیا ہے اور اس کا نسخ یا ترک نبی ﷺ کی ساری زندگی میں کسی ایک دن کسی ایک نماز میں بلکہ کسی ایک رکعت میں بھی ثابت نہیں ہے۔ لہذا اگر اسے اہل حدیث علماء نے سنت مؤکدہ اور سنت متواترہ لکھا ہے تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟

رفع الیدین کا سنت متواترہ ہونا خود دیوبندی ”علماء“ نے بھی تسلیم کیا ہے۔

مثلاً انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

”ولیعلم أن الرفع متواتر إسناداً وعملاً لا يشك فيه ولم ينسخ ولا

حرف منه“ الخ [نیل الفرقدین ص ۲۲]

یعنی یہ جاننا چاہئے کہ رفع الیدین بلحاظ سند و عمل متواتر ہے اس میں کوئی شک نہیں اور رفع الیدین منسوخ نہیں ہوا (بلکہ) اس کا ایک حرف (بھی) منسوخ نہیں ہوا۔ تقریباً یہی عبارت حاشیہ فیض الباری (۲۵۵/۲) معارف السنن للنبوری (۲۵۹/۲) میں بھی موجود ہے۔

انور شاہ صاحب کی یہ گواہی معمولی گواہی نہیں بلکہ فرقہ دیوبندیہ پر ہمیشہ کے لئے حجت قاطعہ اور البرہان العظیم ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ”مولوی“ صاحب مذکور کا بہت بڑا مقام ہے۔ یہ ”مولوی“ صاحب وہی شخصیت ہیں جنہوں نے و تروالی حدیث کو ”قوی“ تسلیم کرنے کے بعد چودہ (۱۴) سال اس کا جواب سوچنے میں لگا دیئے۔

[دیکھئے فیض الباری ۲/۳۷۵، العرف الشذی ۱/۷۰، معارف السنن ۲/۲۶۴، درس ترمذی ۲۲۴۲]

امام حمیدی رحمہ اللہ وغیرہ رفع الیدین کو واجب کہتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کے لئے رفع الیدین کا ترک کرنا حلال
نہیں ہے۔ [طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسیکی: ۲۴۲۱]

علامہ سبکی اس پر حاشیہ لکھتے ہیں: ”ہذا صریح فی أنه یوجب ذلك“ یہ عبارت اس پر
صریح دلیل ہے کہ امام شافعی رفع الیدین کو واجب سمجھتے ہیں (یاد رہے کہ محدثین کے
نزدیک فرض اور واجب ایک ہی چیز کے دو نام ہیں)
یہ وہی سبکی ہیں جن کے بارے میں ”دینغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم منخ“ (پشتو) کا مصنف لکھتا ہے۔
”شیخ الاسلام“ [ص ۴۰۳]

امام احمد رحمہ اللہ بھی اس شخص کی نماز کو ناقص سمجھتے ہیں جو رفع الیدین نہیں کرتا۔
[مسائل احمد روایۃ ابی داؤد ص ۲۳ المنج الاحمد ۱۵۹۱]

اس قسم کے حوالوں اور سنت صحیحہ متواترہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور ((صلو ا کما
رأیتمونی أصلی)) کے حکم کی بنیاد پر اگر کسی اہل حدیث نے رفع الیدین کو واجب فرض
اور اس کے ترک کو نقصان صلوٰۃ وغیرہ لکھ دیا ہے تو ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟
بعض غیر اہلحدیث ”علماء“ نے بھی بغیر کسی دلیل کے رفع الیدین کرنے والے کی نماز
کو فاسد قرار دیا ہے۔ [دیکھئے معارف السنن ۲/۴۵۱۲]

انوار خورشید صاحب ان نام نہاد مفتیوں پر اپنا غصہ کیوں نہیں اتارتے؟
دوسرے یہ کہ انوار صاحب کا کہنا ”غیر مقلدین کا کہنا ہے“ الخ بہت بڑا مکروہ مغالطہ
ہے کیونکہ رفع الیدین کا سنت ہونا تمام شوافع اور حنابلہ تسلیم کرتے ہیں اور عملاً بھی اس سنت متواترہ
پر قائم و دائم ہیں۔ دراصل انوار خورشید صاحب یہ مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ رفع الیدین کا
اثبات صرف اہل حدیث ”غیر مقلدین“ کا مسلک ہے اور بس!

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا شوافع و حنابلہ بھی ”غیر مقلدین“ کی صف میں شامل ہیں؟ یہ وہی

شواہع ہیں جن کے ساتھ خفیوں نے رے اور اصہبان میں طویل جنگیں لڑی ہیں اور آخر میں شکست کو اپنے سینے سے لگایا ہے۔ [دیکھئے معجم البلدان ۲۰۹/۱، ۱۱۷/۳]



فما زالت تلك صلواته حتى لقي الله تعالى

اس مضمون کے آخر میں انوار خورشید صاحب نے فما زالت إلخ والی موضوع روایت پیش کر کے اہل حدیث کا مذاق اڑایا ہے کہ ان کے دعویٰ رفع الیدین کی بنیاد غالباً یہی روایت ہے جس میں عصمہ بن محمد الانصاری اور عبد الرحمن بن قریش دونوں وضاع و کذاب راوی ہیں۔ حالانکہ اہل حدیث کا دعویٰ یہ ہے کہ نبی ﷺ سے صحیح و متواتر احادیث کے ساتھ رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین ثابت ہے اور اس کا ترک یا نسخ قطعاً ثابت نہیں۔ حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات جو کچھ بھی پیش کرتے ہیں یا تو وہ ضعیف و موضوع ہوتا ہے یا پھر اصل مسئلہ سے غیر متعلق، تاہم ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے نبی ﷺ کی وفات تک رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے۔ جن روایتوں میں ایک راوی بھی کذاب، وضاع یا متروک نہیں۔ اس سلسلہ میں راقم الحروف نے ایک مضمون لکھا ہے جسے اس مضمون کے آخر میں ملا دیا گیا ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے جو کہ مرفوع حکماً ہے استدلال کیا ہے کہ رفع الیدین کرنے والے کو ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔
[دیکھئے مجمع الزوائد ۱۰۳/۲ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۵۶۲/۱]

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے۔ [السلسلۃ الصحیحۃ ۷/۸۲۸ ح ۳۲۸۶]

اس حدیث کے حساب سے ہر اہل حدیث کو روزانہ صرف پانچ فرض نمازوں پر چار سو تیس (۴۳۰) نیکیاں ملتی ہیں۔ جبکہ حنفی حضرات کو، جن کا عقیدہ صحیح ہے: صرف پچاس (۵۰) آپ خود فیصلہ کریں کہ آخرت میں آپ کو روزانہ فرض نمازوں کے بدلے صرف پچاس (۵۰) نیکیاں چاہئیں یا چار سو تیس (۴۳۰)؟ جبکہ دوسری نمازیں اس کے علاوہ ہیں۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا﴾

جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ [الانعام: ۱۶۰]

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین کا ثبوت

نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد تینوں مقامات پر رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ دیکھئے قطف الازہار المتناثرہ للمسیوطی اور نظم المتناثرہ للکتانی۔ کتب اصول الحدیث میں بھی اس تواتر کا واضح تذکرہ موجود ہے مثلاً دیکھئے التقیید والایضاح للعراقی (ص ۲۷۰) متعدد غیر اہلحدیث علماء نے بھی رفع الیدین کا متواتر ہونا تسلیم کیا ہے۔ مثلاً دیکھئے نیل الفرقدین للکشمیری (ص ۲۲) معارف السنن للبنوری (۲/۴۵۸، ۴۵۹) لہذا رفع الیدین کا مسئلہ اسنادی دلائل کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ اس عظیم الشان سنت میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں راقم الحروف نے ان مشککین کے شکوک و شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی ﷺ وفات تک رفع الیدین کرتے رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف

”الإمام الفقیہ المجتہد الحافظ (الحجة، محبوب المؤمنین) صاحب

رسول اللہ ﷺ (سیدنا) أبو ہریرة الدوسی الیمانی (رضی اللہ عنہ)

سید الحفاظ الأثبات“ (سیر اعلام النبلاء، ۵۷۷، الامین القوسین)

آپ ۷ھ غزوہ خیبر کے موقع پر پیارے رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ربیع الاول ۱۱ھ (وفات رسول اللہ ﷺ) تک آپ ﷺ کے پاس رہے۔

دن رات آپ ﷺ سے دین کی تعلیم حاصل کی۔ چونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے آخری دور میں رہے ہیں لہذا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز وغیرہ کے جو

مسائل نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں وہ آخری اور ناسخ ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ نماز کا کوئی مسئلہ راقم الحروف کے علم میں نہیں ہے جو کہ منسوخ ہو۔ واللہ أعلم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور رفع الیدین

امام ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں:

حدثنا عبد الملك بن شعيب بن الليث: حدثني أبي عن جدي عن يحيى بن أيوب عن عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج عن ابن شهاب عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام عن أبي هريرة أنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا كبر للصلاة جعل يديه حذو منكبيه و إذا ركع فعل مثل ذلك و إذا رفع لل سجود فعل مثل ذلك و إذا قام من الركعتين فعل مثل ذلك .

رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر کرتے اور جب رکوع (کا ارادہ) کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب (رکوع کے بعد) سجدوں کے لئے کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے تھے۔

[ابوداؤد معون المعبود ۲۶۹/۷۳۸، ابوداؤد مع بزل الحجو ۴/۲۵۸، ۲۵۹]

یہ روایت (دیوبندی و بریلوی اصول پر) صحیح ہے۔ اسے امام ابن خزیمہ (۳۴۱/۳۳۵، ۶۹۳، ۶۹۵) نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے ”موافقة الخبر الخیر“ (۴۰۹/۴۱۰) میں اسے ابن خزیمہ کی سند سے روایت کیا اور کہا: ”هذا حديث صحيح“ حافظ ابن عبد البر نے التمهید (۱۶۰/۲۳) میں اسے ابوداؤد کی سند سے روایت کیا ہے۔
تنبیہ: اس روایت کی سند امام زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس روایت کے کئی شواہد موجود ہیں۔

سند کا تعارف

۱: عبد الملک بن شعیب بن اللیث، صحیح مسلم وغیرہ کے راوی ہیں۔ امام نسائی نے کہا: ثقة، امام ابن حبان وغیرہ نے توثیق کی۔ حافظ ذہبی (الکاشف ۱۸۴۲) اور حافظ ابن حجر (تقریب التہذیب: ۴۱۸۵) نے کہا: ”ثقة“ ان پر کوئی جرح میرے علم میں نہیں ہے۔
۲: شعیب بن اللیث، آپ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ امام احمد بن صالح اور خطیب بغدادی نے کہا: ”کان ثقة“ ابن حبان اور ابن شاہین وغیرہما نے توثیق کی، امام ابن وہب وغیرہ نے تعریف کی۔

حافظ ذہبی نے کہا: ”وکان مفتیاً متقناً“ آپ ثقہ مفتی تھے۔ [الکاشف ۱۲۲]

حافظ ابن حجر نے کہا: ”ثقة نبیل فقیہ“ [التقریب: ۲۸۰۵]

۳: امام لیث بن سعد المصری۔ آپ صحاح ستہ کے مرکزی راوی اور زبردست قسم کے ثقہ تھے۔

امام احمد، امام ابن المدینی، امام ابن معین اور امام العجلی (المعتدل) وغیرہم نے کہا: ثقة۔

حافظ ذہبی نے کہا: ”الإمام الحافظ، شیخ الإسلام وعالم الدیار المصرية“

[سیر اعلام النبلاء ۱۳۶۸، ۱۳۷، ۱۳۷]

حافظ ابن حجر نے کہا: ”ثقة ثبت فقیہ إمام مشہور“ [التقریب: ۵۶۸۴]

۴: یحییٰ بن ایوب الغافقی ابوالعباس المصری۔ آپ کتب ستہ کے راوی ہیں۔ ائمہ ستہ

نے آپ سے حجت پکڑی ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۹/۸]

امام احمد وغیرہ نے آپ پر جرح کی۔ امام ابن معین اور امام بخاری وغیرہما نے آپ کو

ثقة کہا۔ چونکہ جمہور محدثین آپ کی توثیق کرتے ہیں لہذا آپ حسن الحدیث ہیں۔ آپ اس

روایت میں منفرذ نہیں ہیں بلکہ عثمان بن الحکم الجذامی نے بھی یہی روایت امام ابن جریج

سے بیان کی ہے۔ [صحیح ابن خزیمہ ۳۴۴/۱]

عثمان بن الحکم پر امام ابو حاتم نے معمولی جرح کی ہے۔ جبکہ امام احمد بن

صالح، امام ابن حبان (الثقات ۴۵۲/۸) امام ابن خزیمہ اور حافظ ابن حجر (بتصحیح حدیثہ) وغیرہم نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن ابی مریم انھیں ”وكان من خيار الناس“ کہتے ہیں (صحیح ابن خزیمہ) یعنی وہ بہترین لوگوں میں سے تھے۔ ابن یونس مصری نے آپ کی تعریف کی۔

۵: عبد الملک بن عبد العزیز بن جرتج۔ آپ کتب سنہ کے مرکزی راوی اور زبردست ثقہ امام ہیں۔ امام ابن معین، ابن حبان اور العجلی وغیرہم نے ثقہ کہا۔ حافظ ذہبی نے کہا: ثقہ حافظ [سیر اعلام النبلاء ۳۳۲/۶]

حافظ ابن حجر نے کہا: ثقہ فقیہ فاضل، و كان يدلس و يرسل. [التقریب: ۴۱۹۳]

حافظ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے بھی انھیں ثقہ کہا ہے۔

[دیکھئے نور الصباح ص ۲۲۲ طبع دوم]

اسی کتاب کے مقدمہ (ص ۱۸) پر ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”ابن جرتج ایک راوی ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ و زنا کیا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی وغیرہ)“

تذکرۃ الحفاظ (۱/۷۰، ۱/۷۱، ۱/۸۲) پر ”و زنا“ کے الفاظ قطعاً موجود نہیں ہیں اور نہ کسی دوسری کتاب میں یہ لفظ موجود ہے بلکہ یہ لفظ ڈیروی صاحب کے اکاذیب و افتراءات میں سے ہے۔

رہا مسئلہ متعہ کا تو (بشرط صحت) یہ ابن جرتج کی اجتہادی خطا تھی جس کا ان کی عدالت و ثقاہت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ بقول حافظ ابن حجر امام ابن جرتج اپنی اس اجتہادی خطا سے رجوع کر چکے ہیں۔ [دیکھئے فتح الباری ۱/۷۹]

لہذا ایک ایسے مسئلہ پر امام ابن جرتج کو مطعون کرنا بری بات ہے جس سے وہ رجوع اور توبہ کر چکے ہیں۔

ابن جریج کی تدلیس کا اعتراض

ڈیروی صاحب نے اس روایت پر (ابن جریج کی) تدلیس کا بھی اعتراض کیا ہے۔

[نور الصباح ص ۲۲۲]

جواب

① دیوبندیہ کی طرف سے (صرف مخالفین کی روایات پر) تدلیس کا اعتراض کیا جانا انتہائی شرمناک حرکت ہے۔ دیوبندیوں کے ”مستند مولوی“ ظفر احمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”والتدلیس والإرسال فی القرون الثلاثة لا یضر عندنا“

قرون ثلاثہ میں ہمارے نزدیک تدلیس اور ارسال مضر نہیں ہے۔

[اعلاء السنن: ۳۱۳/۱، نیز دیکھئے ۳۰۶، ۱۲۷/۲، ۱۲۵/۳، ۲۲۳، وغیرہ اور قواعد فی علوم الحدیث ص ۹۵ لیتھانوی ایضاً]

② صحیح ابن خزیمہ میں ابن جریج کے سماع کی تصریح موجود ہے لہذا تدلیس کا الزام اصلاً باطل ہے۔

۶: امام ابن شہاب الزہری۔ آپ کتبِ ستہ کے مرکزی راوی اور بالاجماع ثقہ ہیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا:

”القیہ الحافظ متفق علی جلالته و اتقانه و ثبته“ [التقریب: ۶۲۹۶]

آپ پر بعض منکرین حدیث اور نواصب کے اعتراضات کا تفصیلی جواب میرے مضمون

”القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح“ میں موجود ہے۔

تنبیہ: امام زہری مدلس ہیں لہذا ہماری تحقیق میں یہ سند ضعیف ہے لیکن حنفیہ و آل دیوبند اور آل بریلی کے نزدیک امام زہری کی تدلیس چنداں مضر نہیں ہے۔

اس روایت کے متعدد شواہد ہیں جن کے ساتھ یہ حسن ہے۔ والحمد للہ

۷: ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کتبِ ستہ کے مرکزی راوی، أحد الفقہاء

السبعة اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”ثقة فقيه عابد“ [التقریب: ۷۹۷۶] اس روایت کے متعدد شواہد بھی ہیں۔ مثلاً:

① إسماعيل بن عياش (ضعيف) عن صالح بن كيسان (ثقة رجزي) عن عبد الرحمن الاعرج (ثقة) عن أبي هريرة رضي الله عنه، أخرجه ابن ماجه (۸۶۰) واحمد (۱۳۲/۲) وغيرهما
یہ سند ضعیف ہے۔

② محمد بن مصعب القرظی (ضعیف، ضعفہ الجہو روو ثقہ ابن قانع وغیرہ) عن مالک عن ابن شهاب الزہری عن ابی سلمہ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرہ رضي الله عنه بہ الخ
[التمہید: ۷۹/۷، ۸۰، کتاب العلل للدارقطنی]
یہ سند بھی ضعیف ہے۔

③ عمرو بن علی عن ابن ابی عدی عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضي الله عنه بہ الخ
[العلل للدارقطنی الخیر الجیر ۲۱۹/۱]
اس کی سند (عمرو بن علی الفلاس سے اوپر) حسن ہے لیکن نیچے والی سند نامعلوم ہے لہذا یہ روایت ضعیف و مردود ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد شواہد موجود ہیں۔ مثلاً سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه سے با سند صحیح رفع یدین کا کرنا ثابت ہے۔ [دیکھئے جزء رفع الیدین: ۲۲]
یہ موقوف صحیح شہاد اس روایت کو حسن درجے تک پہنچا دیتا ہے۔

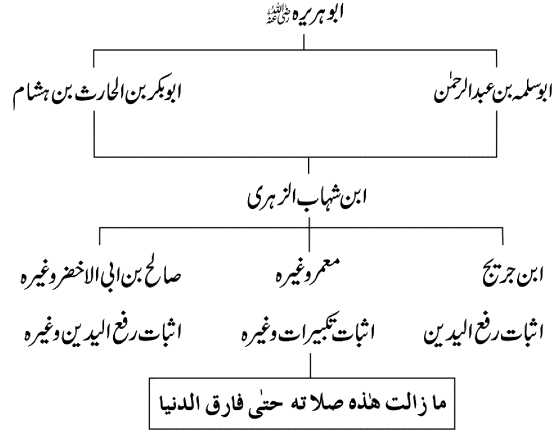
الاختصار

یہ روایت دراصل امام زہری کی اس حدیث کا تتمہ اور اختصار ہے جسے امام نسائی نے ”معمر عن الزہری عن ابی بکر بن عبد الرحمن و ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ“ کی سند سے روایت کیا ہے اور جس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ ابو ہریرہ رضي الله عنه فرماتے ہیں:

”والذي نفسي بيده إني لأقربكم شبيهاً برسول الله ﷺ، ما زالت هذه

صلواتہ حتیٰ فارق الدنیا“ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں بے شک تم سب میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہت میں قریب ہوں، آپ کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ [سنن النسائی ۳۱/۱۷۳۱ ح ۱۱۵۷]

اسے امام بخاری (راجع الفتح ۲/۲۶۹، ۲۷۲، ۲۹۰) وغیرہ نے کئی سندوں کے ساتھ امام زہری سے مختصراً اور مطولاً روایت کیا ہے اور امام زہری نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ صحیح بخاری، سنن نسائی، سنن ابی داؤد اور صحیح ابن خزیمہ کی احادیث کے مجموعے سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کرتے تھے اور آپ کا یہی طریقہ تھا حتیٰ کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ دو علیحدہ حدیثیں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام زہری تک یہ حدیث ایک ہی ہے۔ آگے امام زہری کے شاگردوں میں اختلاف ہے۔ کوئی ایک ٹکڑا روایت کرتا ہے اور کوئی دوسرا اور کوئی دونوں کو جمع کر دیتا ہے۔



انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

”واعلم أن الحديث لم يجمع إلا قطعة قطعة فتكون قطعة عند واحد وقطعة أخرى عند واحد فليجمع طرقه وليعمل بالقدر المشترك ولا يجعل كل قطعة منه حديثاً مستقلاً.“

اور جان لو کہ احادیث کو ٹکڑوں ٹکڑوں کی شکل میں جمع کیا گیا ہے پس ایک ٹکڑا ایک

راوی کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کے پاس لہذا چاہئے کہ احادیث کی تمام سندیں (اور متون) جمع کر کے حاصل مجموعہ پر عمل کیا جائے اور ہر ٹکڑے کو مستقل

حدیث نہ بنا دیا جائے۔ [فیض الباری ۳/۴۵۵]

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

”صد ہا مثالیں اس کی پائے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں کوئی پوری، کوئی ایک ٹکڑا، کوئی دوسرا، کوئی کسی طرح، کوئی کسی طرح جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔“ [فتاویٰ رضویہ ۳۰/۱۵ طبع جدید]

اسی طرح یہی حدیث امام زہری کے پاس کامل شکل میں موجود تھی۔ ابن جریج نے ان سے ایک ٹکڑا بیان کیا اور معمر نے دوسرا ٹکڑا۔ صالح بن ابی الاخضر (ضعیف) وغیرہ نے بعض ٹکڑوں کو ایک حدیث میں جمع روایت کیا۔ [دیکھئے علل الحدیث لابن ابی حاتم: ۲۹۱]

لہذا ایک ہی حدیث کو خواہ مخواہ دو حدیثیں بنانا صحیح نہیں ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین قطعاً ثابت نہیں ہے۔ بلکہ امام بخاری نے جزء رفع الیدین (ح ۲۲) میں ان سے صحیح سند کے ساتھ (رکوع کی) تکبیر اور (رکوع سے) سر اٹھانے کے ساتھ رفع الیدین روایت کیا ہے۔

قال: حدثنا سليمان بن حرب: ثنا يزيد بن إبراهيم عن قيس بن سعد

عن عطاء به الخ

۱: سليمان بن حرب كتب سته کے مرکزی راوی اور ثقہ امام حافظ تھے۔

[التقریب: ۲۵۲۵]

۲: يزيد بن ابراهيم كتب سته کے راوی ثقہ ثبت إلا في روايته عن قتادة ففيها

لين تھے۔ [التقریب: ۶۸۴]

۳: قيس بن سعد صحیح مسلم وغیرہ کے راوی اور ثقہ تھے۔ [التقریب التہذیب: ۵۵۷۷]

۴: عطاء بن ابی رباح كتب سته کے مرکزی راوی اور ثقہ فقیہ فاضل، کثیر

الإرسال“ تھے۔ [التقریب: ۲۵۹۱]

(لہذا یہ سند بالکل صحیح ہے) اس موقوف روایت کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

”ابن إسحاق عن الأعرج عن أبي هريرة“ بھی اس کا شاہد (تائید والی روایت) ہے
[دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۹]

اور بعض شواہد آگے آرہے ہیں۔

راویوں کی یہ عادت ہے کہ کبھی حدیث مختصر بیان کرتے ہیں اور کبھی طویل لہذا تمام
اسانید و متون کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً یہی روایت صحیح بخاری (۲/۲۹۰ مع الفتح)
میں شعیب عن الزہری کی سند کے ساتھ مروی ہے اور اس میں ”إني لأقربكم شهباً
بصلاة رسول الله ﷺ إن كانت هذه لصلاته حتى فارق الدنيا“ کے الفاظ ہیں۔
ص ۲۷۲ پر یہی روایت عقیل عن الزہری کی سند سے ہے جس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔
ص ۲۶۹ پر مالک عن الزہری کی سند کے ساتھ یہی روایت انتہائی مختصر مروی ہے جس میں
کئی الفاظ مثلاً ”إن كانت هذه لصلاته حتى فارق الدنيا“ موجود نہیں ہیں۔ ان
اسانید کو علیحدہ علیحدہ احادیث قرار دینا صحیح نہیں ہے لہذا صحیح ابن خزیمہ و سنن نسائی وغیرہ کی
حدیث ایک ہے۔

حتى فارق الدنيا

اس بحث کے بعد امام ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد: ابن الاعرابی (متوفی ۳۴۱ھ) کی
کتاب المعجم کے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ امام ابن الاعرابی فرماتے ہیں:

”نا محمد بن عصمة نا سوار بن عمارة: نا رديح بن عطية عن أبي
زرعة عن أبي عبد الجبار بن معج قال: رأيت أبا هريرة فقال: لأصلي
بكم صلاة رسول الله ﷺ لا أزيد فيها ولا أنقص، فأقسم بالله وإن
كانت لهي صلته حتى فارق الدنيا قال: ففقت عن يمينه لأ نظر كيف
يصنع فا بتدا فكبر ورفع يديه ثم ركع فكبر ورفع يديه، ثم سجد، ثم

کبر ثم سجد و کبر حتی فرغ من صلاته۔ قال: أ قسم بالله إن كانت
لهي صلاته حتى فارق الدنيا۔“

(سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: البتہ میں آپ کو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
پڑھاؤں گا۔ اس میں نہ زیادہ کروں گا اور نہ کم۔ پس انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ
آپ کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ راوی نے کہا: پس میں
آپ کی دائیں طرف کھڑا ہو گیا تاکہ دیکھوں کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ پس انھوں نے
نماز کی ابتدا کی۔ اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر رکوع کیا پس آپ نے
اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر سجدہ کیا اور
اللہ اکبر کہا حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی
قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے
گئے۔ [۱۴۳ ح ۲۲۶۱]

اس روایت کی سند کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

۱: ابو عبد الجبار عبد اللہ بن معج الفلستانی کا ذکر امام بخاری کی التاریخ الکبیر (۲۰۹/۵) اور
امام ابن ابی حاتم کی الجرح والتعدیل (۱۷۶/۵) میں موجود ہے۔ ابن حبان نے اسے
کتاب الثقات (۳۰۶/۵) میں ذکر کیا ہے۔

یاد رہے کہ معجم ابن الاعرابی میں غلطی سے ”عن أبي زرعة بن عمرو بن جرير“
قال رأيت “إلخ چھپ گیا ہے۔ جب کہ صحیح وہی ہے جو قلمی نسخہ میں ہے اور جیسا کہ میں
نے اوپر لکھا ہے۔ نیز دیکھئے المعجم لابن الاعرابی، دوسرا نسخہ (۱۳۱/۱ ح ۱۴۴) وہاں ”عن
أبي زرعة بن عبد الجبار بن معج“ لکھا ہوا ہے۔

۲: ابو زرعة یحییٰ بن ابی عمرو السیبانی ثقہ تھے۔ [التقریب: ۷۶۱۶]

۳: رديح بن عطية کو ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ مروان بن محمد اور دجیم نے
کہا: ثقة۔

عباد بن عباد الخواص (وثقہ ابن معین والعجلی والجمہور) نے بعض حدیث میں اس کی متابعت کر رکھی ہے۔ [دیکھئے مسند الشامین للطبرانی ۳۵/۲ ج ۸۶۸]

۴: سوار بن عمارہ کو امام ابن معین وغیرہ نے ثقہ کہا۔ ابو حاتم نے کہا: صدوق، نسائی نے کہا: لیس بہ بأس، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کر کے کہا: ”ربما خالف“ چونکہ سوار مذکور جمہور کے نزدیک ثقہ ہے لہذا اس پر حافظ ابن حبان کی جرح مردود ہے۔

۵: ابو عبید اللہ محمد بن احمد بن عصمۃ الرملی القاضی الاطروش کا ذکر حافظ مزنی نے سوار بن عمارہ کے شاگردوں میں (تہذیب الکمال، قلمی ج ۱ ص ۵۵۹) اور حافظ ابن عسا کرنے تاریخ دمشق میں ابن الاعرابی کے استادوں میں کیا ہے۔ مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ اس قسم کا ایک راوی عبد الرحمن بن احمد الاعرج ہے، جس کی توثیق کسی کتاب میں بھی نہیں ملتی، اس کے باوجود ڈیروی صاحب کے استاد سرفراز خان صفدر صاحب نے اس کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ (دیکھئے تسکین الصدور ص ۳۲۶) ابو عبید اللہ القاضی کی متابعت مسند الشامین میں مروی ہے۔

امام طبرانی فرماتے ہیں:

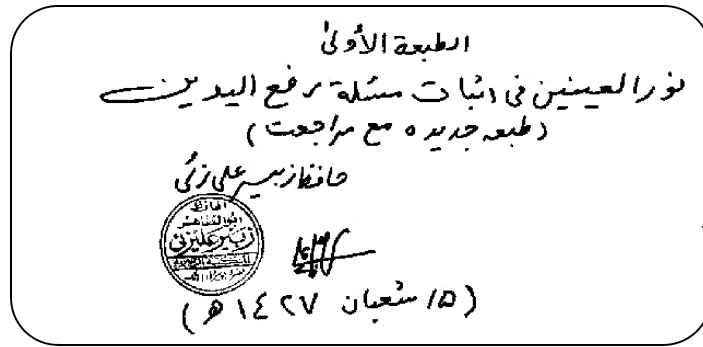
”حدثنا حصين بن وهب الأرسوفي: ثنا زكريا بن نافع الأرسوفي: ثنا عباد بن عباد الخواص: ثنا أبو زرعة يحيى بن أبي عمرو السيباني عن أبي عبد الجبار، واسمه عبد الله بن معج عن أبي هريرة قال: لأصليين بكم صلاة رسول الله ﷺ إن استطعت لم أزد ولم أنقص. فكبر فشهر بيديه فرقع فلم يطل ولم يقصر. ثم رفع رأسه فشهر بيديه، ثم كبر فسجد.“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو ضرور بالضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاؤں گا۔ حتی الوسع اس میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ پھر آپ نے اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا۔ پس آپ نے رکوع کیا نہ یہ رکوع لمبا تھا نہ مختصر۔ پھر آپ نے اپنا سر

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح رفع الیدین کا کرنا ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی جو نماز روایت کی ہے وہ آپ کی آخری نماز ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ ﷺ
 اختتام: اس کتاب میں جن علمائے حق اور ائمہ مسلمین کا ذکر آیا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں ہوں، آمین۔

حافظ زبیر علی زئی

(تمت المراجعة ۲۳ رجب ۱۴۲۷ھ)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہم تین چار ساتھیوں نے اپنے گاؤں کے ایک نوجوان مقصود کے ذریعے مولوی صاحب سے ”حدیث اور الہدایت“ کتاب منگوائی تاکہ اپنے مذہب کے دلائل الہدایت حضرات کو دکھائیں۔

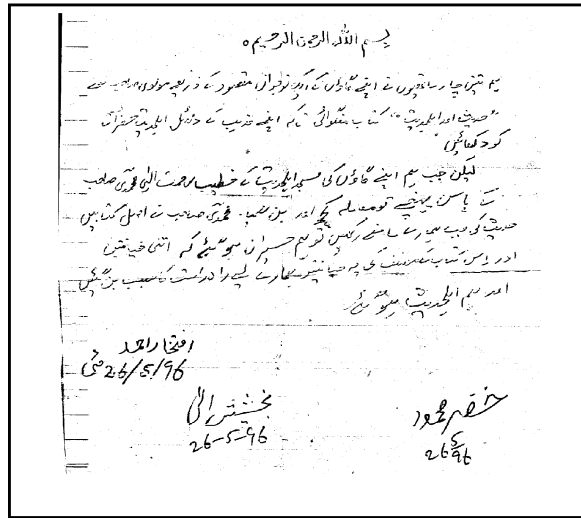
لیکن جب ہم اپنے گاؤں کی مسجد الہدایت کے خطیب رحمت الہی محمدی صاحب کے پاس پہنچے تو معاملہ کچھ اور بن گیا۔ محمدی صاحب نے اصل کتابیں حدیث کی جب ہمارے سامنے رکھیں تو ہم حیران ہو گئے کہ اتنی خیانتیں؟ اور اس کتاب کے مصنف کی یہ خیانتیں ہمارے لئے راہ راست کا سبب بن گئیں اور ہم الہدایت ہو گئے۔ 26 مئی 1996ء

دستخط افتخار احمد دستخط خضر محمود دستخط بخشیش الہی

بخشیش الہی
26-5-96

خضر محمود
26-5-96


افتخار احمد
26/5/96



بیت

Jamia Muhammadi
Masjid Ahl-e-Hadees &
Madarsa Darul-Quran
Wal Hadees Rehmania

Akhter Colony Abbasia Road,
Uch Sharif Bahawalpur



جامع محمدی مسجد اہل حدیث و
مدرسہ القرآن الحدیث رحمانیہ
اکھتر کالونی عباسیہ روڈ اوچ شریف (ضلع چوہدری)

تاریخ ۱۰/۳/۲۰۰۰

مترجم ضابطہ فضیلتہ النبیؐ ابو اللہ امام حافظ زبیر علی زئیؒ - حضرت علیؑ

اس مکتبہ میں روحانہ اور دنیوی - اللہ تعالیٰ آپ کے علم سے مدد سے بہت سے علماء و محدثین

گزارشیں لکھ کر پیش کر کے مہربان ہو کر قبول فرمائیے اور اس سے جو کہ کتب

مکتبہ کے رفیقوں کے ہاتھ پہنچانے کے لئے بھی سزا قبول ہالہ ہے اور جماعت

احادیث کی پہلی سیکرٹری کے طور پر اور جماعت احادیث کے چیئر مین

میں بھی لکھنا شروع کیا ہے جس سے بہر حال آپ کے اس مکتبہ

کے مطالعہ میں حدیث کی تبلیغ جاری ہے اور مکتبہ میں کتب طبع

مکتبہ کی بازیابی بھی شروع ہے بہر حال ہم نے اس کے لئے کوششیں

الہدین کی امداد سے لکھ کر دیں ہیں اور مکتبہ میں کتب طبع

مکتبہ سے الہدین کا جواب انہوں نے لکھا ہے کہ وہ تحریریں آپ کے پاس

روانہ خدمت سے مہربان رہے مدلل جواب لکھ کر پیارے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے الہدین

کو راجع کر دیا جا۔ ہمارے علم میں علماء ہست میں لکھی گئی
 کتاب نور العینین شریفہ الہدیٰ فی علم الغیبی ہے اور کتب دیگر
 سے اور انہوں نے مولانا حبیب الرحمن صاحب جو کہ حقیقی تھے اور اب
 الحلیہ اس کی کہ میں خطیب ہیں الحلیہ علی ذالک
 اور انہوں نے اس کی تفسیر فرمائی ہے اور انہوں نے کہا
 کہ جو کہ اس کتاب میں ہے وہی ہے جو کہ انہوں نے فرمایا
 ہے۔ دن کا سہل ہے اور وہ اب مقدمین کو دینا ہے
 اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور آپ کو اجر عظیم دے کہ آپ
 اس احسن کام میں تاج و تاج تھے اور نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اس سنت سے محبت کا ثبوت دینا ہے
 جزا اللہ لکم - دعاؤ اللہ علی البر والعلی
 رسول اللہ وعلیٰ آلہ وسلم
 انور فی البین - بحمد اللہ باری خلیفہ عالمی
 فون 51824 آپ انور ہست ایچ ریف ضلع بہاولپور
 51621
 کراچی 06902 آپ بیجاپ سائرس (۱۱)

۱۹- تفسیر ان کے ذیل صفحہ کا تصدیق و انکشاف

یا نبی

سیدنا ابراہیم الخلیل

یا نبی

Jamia Muhammadi
Masjid Ahl-e-Hadees &
Madarsa Darul-Quran
Wal Hadees Rehmania



جامع محمدی مسجد الحدیث و
مدارس القرآن والحديث رحمانیہ
اضرکالونی عباسیہ روڈ اوپن لین (شمالی)

Akhter Colony Abbasia Road,
Uch Sharif Bahawalpur

محترم جناب فضیلہ الشیخ ابوالطاهر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)
گزارش ہے کہ ہمارے تعلق ضلع بہاولپور کے شہر (اوج) سے ہے جو کہ شرک و بدعت کے گھر کے علاوہ مقلدین کا بھی
بڑا ایلاں والا ہے۔ اور جماعت الہدیث کی پہلی مسجد زیر تعمیر ہے اور جماعت الہدیث کے چند افراد نے جن کی
تعداد تقریباً 20 تک ہے۔ بہر حال اپنی استطاعت کے مطابق دین حق کی تبلیغ جاری ہے اور مقلدین کی طرف
سے فتویٰ بازی بھی شروع ہے بہر حال ہم نے ایک سال کو رفع الیدین کی احادیث لکھ کر دیں ہیں۔ اور مقلدین کی
طرف سے عدم رفع الیدین کا جواب انہوں نے لکھا ہے۔ وہ تحریر آپ کے پاس روانہ خدمت ہے مہربانی کر کے
مدل جواب لکھ کر پیارے رسول ﷺ کی سنت رفع الیدین کو واضح کر دیا جائے ہمارے علاقے میں علماء رہتے
ہیں لیکن آپ کی کتاب ”نور العینین“ نظر سے گزری ہے اور جس کو پڑھ کر میرے والد محترم مولانا حبیب الرحمن
صاحب جو کہ سختی تھے اور اب الحمد للہ اسی مسجد میں خطیب ہیں اور انہوں نے مسلک الہدیث قبول کر لیا ہے مہربانی
کر کے اس تحریر کا جواب جتنی جلدی ہو سکے روانہ کریں تقریباً بیس دن کی مہلت ہے اور جواب مقلدین کو دینا ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے نیر دے گا مجھے امید ہے کہ آپ اس احسن کام میں تاخیر نہ کرتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ
کی اس سنت سے محبت کا ثبوت دیں گے۔ جواب تقریباً ان کے ذیل صفحے کا لکھ دیں۔ (جزاک اللہ خیراً)

احقرم نبی المرسل۔ بسم اللہ فی بیوع خلیفہ صالح علیہ السلام

فون 51824 PP الہدیث ایف۔ لف ضلع بہاول
51621
رڈ ایف۔ 06402 PP شہاب باغ

سندھ کا مناظرہ اور اوکاڑوی صاحب کی شکست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہم آج 22/10/95 کو اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے مسک ایڈیٹ کے ذریعہ سن لیے ہیں۔ اور یہ دیکھنا ہے کہ دیوبندی حضرات جو کہتے ہیں اور انہوں نے مسک ایڈیٹ کرنے کے بعد مناظرہ سے راہ فرار اختیار کی ہے۔ لہذا ہم آج سے اپنے ایڈیٹ سونے کا اعلان کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں ثابت قدم رکھے۔ آمین۔

۱۔ مختار علی پڑو ولد نور الدین پڑو تحصیل جٹکانو گھنٹھل

۲۔ سکندر ولد قیصر خان جاگیرانہ گاؤں گل محمد جاگیرانہ - تعلقہ قمبر

۳۔ ضلع بدشکانہ سندھ، پتھر رکھی ۱۹۵

۴۔ حاجی محمد عظیم جاگیرانہ گاؤں گل محمد جاگیرانہ - تعلقہ قمبر - ضلع بدشکانہ سندھ، پتھر رکھی ۱۹۵

۵۔ حاجی محمد سرید ولد قیصر خان جاگیرانہ - پتھر رکھی ۱۹۵

۶۔ منیر احمد ولد قیصر سرید بدوچ جاگیرانہ، ۴ منیر احمد جاگیرانہ